ہم سیہ کاروں پہ یارب تپشِ محشر میں
سایہ افگن ہوں ترے پیارے کے پیارے گیسو

فیضانِ موئے مبارک

ہم سیاہ کاروں پہ یاربّ تپشِ محشر میں
سایہ افگن ہوں ترے پیارے کے پیارے گیسو

فیضان موئے مبارک

(مع ضمیمہ جات)

مؤلف
محمد ندیم رضا عطاری مدنی

یادداشت

(دورانِ مطالعہ ضرورتاً انڈر لائن کیجئے، اشارات لکھ کر صفحہ نمبر نوٹ فرمالیجئے، ان شآءاللہ! علم میں ترقی ہو گی)

صفحہ	عنوان

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
1	انتساب	10
2	کتاب پڑھنے کی نیتیں	11
3	مطالعہ کرنے کا درست طریقہ	13
4	پیش لفظ	16
5	درود پاک کی فضیلت	19
6	موئے مبارک کے ادب سے عزت مل گئی	20
7	موئے مبارک کا قرآن میں ذکر	22
8	موئے مبارک کا وصف پاک	23
9	موئے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم متعلق تین روایات	23
10	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے موئے مبارک تقسیم فرمائے	27
11	موئے مبارک تقسیم فرمانے کی حکمت	28
12	دنیا ومافیہا سے محبوب	30
13	مبارک بال زمین پر تشریف نہ لائیں	32
14	موئے مبارک ہاتھوں پر لے لئے	33
15	موئے مبارک شیشی میں بھر لیتیں	35
16	موئے مبارک آنکھوں پر رکھ رہے تھے	37

17	ہر مرض کی انوکھی دوا	38
18	موئے مبارک کا غسالہ پی لیا	38
19	غسالہ شریف سے شفا مل جاتی	39
20	موئے مبارک کی تعظیم فرض ہے	40
21	تبرکات میں شفا کے دلائل	41
22	ہمیشہ فتح و نصرت ملتی	42
23	عین جنگ میں ٹوپی کی فکر کیوں؟	44
24	ولایت مل گئی	48
25	آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے موئے مبارک عطا فرمائے	48
26	موئے مبارک کے تین کمالات	50
27	تبرکات سے متعلق دلائل مانگنا کیسا؟	52
28	موئے مبارک سے متعلق دلچسپ مکالمہ	55
29	موئے مبارک کے فراق میں جان دے دی	58
30	موئے مبارک کی بے ادبی کا انجام	63
31	موئے مبارک کی بے ادبی کی وعید	63
32	موئے مبارک سمیت دفن کئے گئے	64
33	تبرکات حاصل کرنے کے لئے سوال کرنا	66
34	موئے مبارک گھر / قبر میں رکھنے کا فائدہ	70

35	موئے مبارک کی تعظیم بھی تعظیم مصطفٰی صلَّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلَّم ہے	72
36	گھر میں موئے مبارک رکھنے کے آداب	74
37	موئے مبارک رکھنے کے مختلف انداز	75
38	موئے مبارک کو غسل دینے کا طریقہ	77
39	موئے مبارک کی زیارت کے آداب	78
40	موئے مبارک کی زیارت کروانے کے پیسے لینا کیسا	84
41	پاکستان میں تبرکات مقدسہ	85
42	زیارِت تبرکات کے لئے لگانے کے بینرز کے نمونے	88
	تبرکات اور عقائد و نظریات اہلسنت	
43	تبرکات کا ثبوت	93
44	اشیاء کے بابرکت ہونے کا ایک راز	96
45	تبرکات کی برکات کا واقعہ	97
46	قرآن مجید میں تبرکات کا بیان	99
47	صفا مروہ شعائر اللہ ہیں	103
48	شعائر اللہ کی تعظیم دل کا تقوی ہے	104
49	تبرکات سے متعلق سوال جواب	106
50	تبرکات انبیاء و آثار کے وجود کا انکار کرنا کیسا؟	106
50	آثار مقدسہ کی تعظیم تعظیم مصطفٰی صلَّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلَّم ہے	112

51	کیا اولیائے کرام کے آثار بھی بابرکت ہیں؟	113
52	آثار شریفہ سے تبرک مستحب و محبوب ہے	121
53	تبرکات کے ثبوت کے لئے شہرت کافی ہے	122
54	نقش نعل پاک کی برکات	123
55	نقش نعل پاک پاس رکھنے کے فوائد	123
56	بلاسند تبرکات کی زیارت کا حکم	126
57	تبرکات سے متعلق بدگمانی حرام ہے	128
58	تبرکات کی زیارت کروا کے پیسے لینے کا حکم	128
59	کیا قبر میں تبرکات رکھ سکتے ہیں؟	134
60	کیا قرآن پاک سے موئے مبارک نکلتے ہیں	136
61	موئے مبارک کا غسالہ شریف قبر پر چھڑکنا کیسا	136
62	کیا خواتین بھی اپنے پاس تبرکات رکھ سکتی ہیں	137
	تبرکات مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور معمولات صحابہ	
63	رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعائے برکت دی	143
64	حصول برکت کے مختلف انداز	144
65	مبارک جبے سے حصول برکت	145
66	کمبل مبارک	145
67	لباس مبارک کا ایک ٹکڑا	145

68	سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سربند کی برکت	146
69	مبارک مشکیزہ	146
70	عمامہ شریف کا حفاظت	147
71	پیالے سے برکت کا حصول	147
72	تلوار مبارک	147
73	بیٹھنے کے مقام سے تبرک	148
74	خط کی حفاظت	148
75	تبرک دوسرے شہر لے گئے	149
76	تبرکات سے برکت حاصل کرنے کا حکم	151
77	محبت مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبرک گر ہے	153
78	صحابہ کرام علیہم الرضوان کا انداز ادب	153
79	زندگی بھر بال نہ کٹوائے	154
80	عمر بھر گلے سے ہار نہ اتارا	154
81	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عطا کردہ عمامہ	155
82	بے وضو کمان نہیں اٹھائی	156
83	لعاب دہن کی برکات	156
84	پسینہ مبارک سے برکت کا حصول	159
85	خوشبو والوں کا گھر	160

86	استعمال شدہ پانی سے برکت کا حصول	160
87	بچا ہوا کھانا بطورِ تبرک کھاتے	162
88	قدمین شریفین	163
89	نعلین مبارک اور ان کی برکات	164
90	نقش نعل پاک کی برکت سے شفا مل گئی	166
91	نعلین پاک سر کا تاج ہیں	167
92	نقش نعلین سر پر لگانے میں احتیاط	167
93	شہر مدینہ کا ادب	168
94	نام محمد کی برکات	169
95	موئے مبارک سے متعلق منظوم کلام	173
96	چمن طیبہ میں سنبل جو سنوارے گیسو	173
97	میرے معبود کو پیارے میرے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گیسو	180
98	خدمت تیری اعزاز مرا موئے مبارک	182
99	ہو گیا فضل خدا موئے مبارک آ گئے	183
100	فضل و رحمت کی گھٹا موئے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	185
101	سوہنیا شان کمال نے تیریاں زلفاں دے	187
102	اختتامیہ	188

انتساب

والدین کریمین

اساتذہ کرام دامت فیوضہم

مرشد گرامیٔ قدر شیخِ طریقت امیر اہلسنت حضرت علامہ مولانا ابو بلال

محمد الیاس عطّار

قادری رضوی ضیائی دَامَتۡ بَرَکَاتُہُمُ الۡعَالِیَہ

کے نام

گر قبول اُفتد زہے عزّ و شرف

از: محمد ندیم رضا عطاری مدنی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ النَّبِیّٖن ط

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

کتاب پڑھنے کی نیّتیں

فرمانِ مصطفٰے صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: نِیَّۃُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ مسلمان کی نیّت اس کے عمل سے بہتر ہے۔

(اَلْمُعجَمُ الکبیر لِلطّبرانی، حدیث ۵۹۴۲، جلد ۶ صفحہ ۱۸۵)

دو مَدَنی پھول:

{۱} بِغیر اچّھی نیّت کے کسی بھی عملِ خیر کا ثواب نہیں ملتا

{۲} جتنی اچّھی نیّتیں زِیادہ، اُتنا ثواب بھی زِیادہ۔

۞ ہر بار حَمد و صلوٰۃ اور تعوُّذ و تَسمِیہ سے آغاز کروں گا (اسی صفحہ پر اُوپر دی ہوئی دو عَرَبی عبارات پڑھ لینے سے چاروں نیّتوں پر عمل ہو جائے گا) ۞ رِضائے الٰہی کیلئے اس کتاب کا اوّل تا آخر مطالَعہ کروں گا ۞ جہاں تک ممکن ہوا اِس کا باوضو اور قِبلہ رُو مطالَعہ کروں گا ۞ قرآنی آیات اور اَحادیثِ مبارکہ کی زِیارت کروں گا ۞ جہاں جہاں "اللہ" کا نام پاک آئے گا وہاں عَزَّوَجَلَّ اور جہاں جہاں "سرکار" کا اِسمِ مبارَک آئے گا وہاں صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم پڑھوں گا ۞ اگر کوئی بات سمجھ نہ آئی تو علماء سے پوچھ لوں گا ۞ حضرتِ سفیان بن عُیَینہ رحمۃُ اللہ علیہ کے اِس قول "عِنْدَ ذِکْرِ الصّٰلِحِیْنَ تَنْزِلُ الرَّحْمَۃ" یعنی نیک لوگوں کے ذِکر کے وقت رَحمت نازل ہوتی ہے۔" (حلیۃ الاولیاء ج ۷ ص ۳۳۵ رقم ۱۰۷۵۰) پر عمل کرتے ہوئے ذِکرِ صالحین کی بَرَکتیں لوٹوں گا ۞ عندَالضَّرورت

خاص خاص مقامات انڈر لائن کروں گا ۞ (اپنے ذاتی نسخے پر) یادداشت والے صفحہ پر ضَروری نِکات لکھوں گا ۞ کتاب مکمل پڑھنے کیلئے بہ نیتِ حصولِ علمِ دین روزانہ چند صفحات پڑھ کر علمِ دین حاصل کرنے کے ثواب کا حقدار بنوں گا ۞ دوسروں کو یہ کتاب پڑھنے کی ترغیب دلاؤں گا ۞ اس حدیثِ پاک تَھَادَوْا تَحَابُّوْا یعنی ایک دوسرے کو تحفہ دو آپس میں محبت بڑھے گی (موطاامام مالک ج ۲ ص ۴۰۷، رقم ۱۷۳۱) پر عمل کی نیّت سے یہ کتاب خرید کر دوسروں کو تحفۃً دوں گا ۞ کتابت وغیرہ میں شَرعی غَلَطی ملی تو ناشِر کو تحریری طور پر مطّلع کروں گا (ناشرین ومصنّف وغیرہ کو کتابوں کی اَغلاط صِرف زبانی بتانا خاص مفید نہیں ہوتا) (نیکی کی دعوت صفحہ نمبر 2 ملتقطا)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

--*-*-*-*-*-*-*

مطالعہ کرنے کا درست طریقہ

۱۔آغاز میں حمد و صلوۃ کرنا:۔

مطالعہ شروع کرنے سے پہلے تعوذ،تسمیہ اور حمد و صلوۃ سے آغاز کیجئے کیونکہ جو کام اللہ تعالیٰ کی حمد و صلوۃ سے شروع کیا جائے وہ پایہ تکمیل کو پہنچتا ہے۔

۲۔قبلہ رو بیٹھنا:۔

مطالعہ کے آداب میں سے ہے کہ قبلے کی طرف رُخ کر کے مطالعہ کیا جائے۔اس لیے چاہیے کہ جب بھی مطالعہ کرنے بیٹھیں تو قبلہ کی طرف منہ کر لیں تاکہ مطالعہ کرنے کے ساتھ ساتھ قبلہ رُخ ہونے کی برکتیں بھی نصیب ہو جائیں۔

۳۔پُر سکون جگہ ہونا:۔

مطالعہ کے لیے یہ ضروری ہے کہ پر سکون جگہ پر بیٹھیں،زیادہ شور کی وجہ سے مطالعہ میں دل جمعی نہیں رہتی۔

۴۔طبیعت کا ترو تازہ ہونا:۔

مطالعہ کرتے وقت ذہن حاضر اور طبیعت کا ترو تازہ ہونا بھی ضروری ہے۔

۵۔اچھی روشنی کا ہونا:۔

مطالعہ کرتے وقت اچھی روشنی میں بیٹھنا چاہیے،روشنی اوپر کی جانب سے ہو پیچھے کی جانب سے بھی آئے تو کوئی حرج نہیں جب کہ تحریر پر سایہ نہ پڑے،روشنی کا سامنے سے آنا نقصان دہ ہے۔

۶۔درست انداز پر ہونا:۔

کسی بھی ایسے انداز میں نہ بیٹھیں جس سے آنکھوں پر زور پڑے مثلاً مدھم روشنی میں، چلتے پھرتے یا جھک کر مطالعہ کرنے سے آنکھوں پر زور پڑتا ہے۔

۷۔باقاعدگی کے ساتھ مطالعہ:۔

کسی کتاب کا مطالعہ شروع کریں تو اس کو باقاعدگی کے ساتھ مکمل کرنا چاہیے، یعنی اس کتاب کو چھوڑ کر اور کتاب نہیں پڑھنی چاہیے، پہلے اسے مکمل کریں پھر دوسری شروع کریں۔

۸۔ایک وقت میں ایک ہی موضوع :۔

ایک وقت میں ایک ہی موضوع کا مطالعہ بہتر ہوتا ہے، زیادہ موضوع پر مطالعہ کرنے سے ایک موضوع بھی اچھے طریقے سے ذہن میں نہیں بیٹھتا۔

۹۔ قلم ڈائری پاس ہونا :۔

مطالعہ کرتے وقت اپنے پاس قلم کاپی کا ہونا ضروری ہے تاکہ جو بھی اہم پوائنٹ آئے اسے لکھ لیں تاکہ زیادہ دیر تک یاد رہے۔

۱۰۔انڈر لائن کرنا :۔

مطالعہ کرتے وقت قلم پاس رکھیں تاکہ اہم اہم پوائنٹ انڈر لائن کرتے جائیں۔

۱۱۔وقفہ کرنا :۔

اگر مطالعہ کرنے کو زیادہ دیر ہوگئی ہو تو تھوڑا سا وقفہ کرلینا چاہیے تاکہ جسمانی

اعضا (Parts of Body) کی ورزش ہو جائے اس وقفے کے دوران درود پاک پڑھ لینا چاہیے تاکہ ٹائم کا ضیاع نہ ہو۔

۱۲۔ مشکل الفاظ پر نشان لگانا:۔

مطالعہ کرتے وقت مشکل الفاظ پر نشان لگا لینا چاہیے تاکہ بعد میں کسی سنی عالم سے پوچھ لینے میں آسانی ہو۔

۱۳۔ دوسروں کو بتانا :۔

جو بھلائی کی بات مطالعہ کرتے وقت پڑھی ہو اسے ثواب کی نیت سے دوسروں تک پہنچایئے اس سے آپ کے علم میں اضافہ ہو گا۔

۱۴۔ خلاصہ تحریر کرنا :۔

جب بھی مطالعہ کر لیں تو اس کے بعد جو کچھ پڑھا ہو اس کا خلاصہ تحریر کر لینا چاہئیے اس سے مطالعہ اچھے طریقے سے ذہن میں بیٹھتا ہے۔

۱۵۔ باوضو بیٹھنا:۔

جب بھی مطالعہ شروع کریں تو اس سے پہلے استنجاء وضو وغیرہ کر کے بیٹھنا چاہیے تاکہ مطالعہ کے دوران کوئی خلل پیدا نہ ہو۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

*_*_*_*_*_*_*_*_*

پیش لفظ

تاجدارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ، فیض گنجینہ، صاحبِ معطر پسینہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے مبارک نام وذات بابرکات نے کائنات کے ذرہ ذرہ کو اپنی برکات سے نوازا، خود کائنات کا وجود اسی ذات کی برکت ہے۔ حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوۃ والسّلام زمین پر تشریف لائے تو اسی بابرکت نام کی برکت سے قرار حاصل کیا، پہلے انبیاء کرام علیٰ نبینا وعلیہ الصلوۃ والسّلام اور ان پر ایمان لانے والے اسی نام مبارک کا ذکر کرتے اور برکتیں پاتے، اپنے سے پہلے انبیاء کرام علیٰ نبینا وعلیہ الصلوۃ والسّلام کے تبرکات کو سینے سے لگاتے، اور جنگوں میں اسی کی برکت سے فتح حاصل کرتے، صحابہ کرام علیہم الرضوان حضور اقدس صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی ذات مقدسہ اور وہ چیزیں کہ جن کو آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی ذاتِ والا سے کچھ تعلق ونسبت ہو ان کی تعظیم و توقیر کو بھی اپنے لئے لازم الایمان جانتے تھے۔ اسی طرح تابعین رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِم اور دوسرے سلف صالحین بھی آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے تبرکات کا بے حد احترام اور ان کا اعزاز واکرام کرتے تھے۔ تابعین کرام رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے تبرکات کی حفاظت اور ان کی عزت و تعظیم کی، اللہ پاک کے محبوب بندوں اولیاء کاملین ومشائخ عاملین رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِم سے نسبت رکھنے والی چیزوں کی عزت و تعظیم اور ان سے برکت حاصل کرنے کا یہ سلسلہ جاری ہے اور رہے گا۔

عاشقانِ رسول دور دراز سے سفر کرکے تبرکات مقدسہ کی زیارت کرتے، ان کے قرب میں اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے دعائیں مانگتے اور اپنے من کی مرادیں پاتے ہیں۔

سارے انسانوں کی ہدایت ورہنمائی کے لئے نازل ہونے والے قرآن مجید، فرقان

حمید میں تمام انسانوں کے خالق لم یزل اللہ رب العلمین حضرت یوسف علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسّلام کے قول کو حکایۃً بیان فرماتا ہے: اِذْهَبُوْا بِقَمِیْصِیْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِیْ یَاْتِ بَصِیْرًا ۚ ترجمہ کنزالایمان: میرا یہ کُرتا لے جاؤ، اسے میرے باپ کے منہ پر ڈالو ان کی آنکھیں کھل جائیں گی۔ اسی سورہ پاک کی اگلی آیت مبارکہ میں ارشاد باری تعالی ہے۔ فَلَمَّاۤ اَنْ جَآءَ الْبَشِیْرُ اَلْقٰىهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِیْرًا ۚ ترجمہ کنزالایمان: پھر جب خوشی سنانے والا آیا اس نے وہ کُرتا یعقوب کے منہ پر ڈالا اسی وقت اس کی آنکھیں پھر آئیں۔ (پارہ ۱۳، سورہ یوسف: آیت ۹۳) اللہ جل مجدہ الکریم دو پہاڑوں صفا اور مروہ کے بارے میں فرماتا ہے: اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآىٕرِ اللّٰهِ ترجمہ کنزالایمان: بے شک صفا اور مروہ اللہ کے نشانوں سے ہیں۔ تفسیر صراط الجنان میں اس آیت کریمہ کے تحت لکھا ہے۔ جس چیز کو صالحین سے نسبت ہو جائے وہ چیز عظمت والی بن جاتی ہے، جیسے صفا مروہ پہاڑ حضرت ہاجرہ علیھا السلام کے قدم کی برکت سے اللہ تعالیٰ کی نشانی بن گئے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مُعَظَّم چیزوں کی تعظیم و توقیر دین میں داخل ہے اسی لئے صفا مروہ کی سعی حج میں شامل ہوئی۔ (صراط الجنان فی تفسیر القرآن، ج1 ص261)

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ عَنْہما حضور صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے منبر شریف پر جس جگہ آپ بیٹھتے تھے خاص اس جگہ پر اپنا ہاتھ پھرا کر اپنے چہرے پر مسح کیا کرتے تھے۔ (شفاء شریف جلد ۲ ص ۴۴)

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خوش قسمتی سے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی پیشانی مبارک کے بال میرے پاس تھے۔ میں نے ان کو اپنی ٹوپی میں آگے کی طرف سی

رکھا تھا۔ان بالوں کی برکت تھی کہ عمر بھر ہر جہاد میں فتح و نصرت حاصل ہوتی رہی۔(شفا شریف جلد1 صفحہ 331)

اس کتاب میں تبرکات مقدسہ کا ثبوت ، حضور صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے تبرکات بالخصوص حضور صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے موئے مبارک کی برکات ،موئے مبارک کے بارے میں صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُم کے جذبات،موئے مبارک کے آداب اور شیطان کی طرف سے دل میں پیدا ہونے والے چند سوالات کے جوابات تحریر کئے جائیں گے۔اس کتاب میں جو خوبیاں ہیں یقیناً اللہ پاک کی توفیق،اس کے محبوب کریم کی عطا،اولیائے کرام کی عنایت اور امیر اہلسنت امت برکاتہم العالیہ کی شفقتوں کا نتیجہ ہے اور خامیوں میں میری غیر ارادی کوتاہی کا دخل ہے۔اللہ پاک کی بارگاہ بے کس پناہ میں دعا ہے کہ اس کتاب کو مسلمانوں کے لئے نافع بنائے اور مولف کے لئے ذریعہ نجات بنائے۔آمین بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

محمد ندیم رضا عطّاری مدنی

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

*_*_*_*_*_*_*_*_*

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ النَّبِیّٖن ط

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

فیضانِ موئے مبارک

درودِ پاک کی فضیلت

معجم کبیر کی روایت ہے، پیارے اور آخری نبی، رسولِ ہاشمی صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے فرمایا: تم جہاں بھی ہو مجھ پر درود پڑھو کہ تمہارا درود مجھ تک پہنچتا ہے۔ (معجم کبیر جلد ۳ صفحہ ۸۲، حدیث: ۲۷۲۹) ایک حدیثِ پاک میں ہے: بے شک تمہارے نام مع شناخت مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں، لہٰذا مجھ پر اَحْسَن (یعنی بہترین الفاظ میں) درودِ پاک پڑھو۔

(مصنف عبدالرزاق جلد ۲ صفحہ ۱۴۰ حدیث: ۳۱۱۶)

درود بارگاہِ رسالت میں پہنچتا ہے (تحقیقِ رضا)

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ثابت و واضح ہے کہ حضور جانِ رحمت صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی بارگاہ اقدس میں درود و سلام اور اَعمالِ اُمَّت کی پیشی بار بار بہ تکرار ہوتی ہے اور احادیث کی جمع اور ترتیب سے میرے لیے یہ ظاہر ہوا کہ درود پاک پاک بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم میں دس بار پیش ہوتا ہے، دیگر اعمال پانچ بار پیش ہوتے ہیں، دربار نبوت میں درود پیش ہونے کے چند طریقے یہ ہیں:

(1)...تربت اطہر (قبر منور) کے پاس ایک فرشتہ پہنچاتا ہے (2)...وہ فرشتہ پیش کرتا ہے جو درود پڑھنے والے کے ساتھ مامور و مؤکل (مقرر) ہے (3)...سیر و سیاحت کرنے

والے فرشتے پہنچاتے ہیں (4)...حفاظت کرنے والے فرشتے درود پاک کو دن کے تمام اعمال کے ساتھ شام کو اور رات کے اعمال کے ساتھ صبح کو پیش کرتے ہیں (5)...ہفتہ بھر کے اعمال کے ساتھ درود شریف جمعہ کے دن پیش ہوتا ہے (6)...عمر بھر کے جملہ (تمام) درود قیامت کے دن پیش کرتے ہیں۔(انباء الحی، ص۲۸۷)

چند وہ مواقع جب درودِ پاک بارگاہِ رسالت میں پیش ہو چکا: وہ یہ ہیں: (7)...معراج کی رات اعمال پیش ہوئے (8)...حضورِ انور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے نمازِ کسوف (سورج گرہن کی نماز) میں دیکھے (9)...اللہ پاک نے جب حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے دونوں کندھوں کے درمیان دستِ مبارک (جیسا اُس کی شان کے لائق ہے) رکھا تو حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم پر ہر چیز روشن (ظاہر) ہو گئی (10)...قرآنِ کریم کے نازل ہونے کے وقت تمام اشیاء کے علوم و معارف حاصل ہوئے۔(انباء الحی، ص۳۵۷)

دکھوں نے تم کو جو گھیرا ہے تو درود پڑھو
ہر درد کی دوا ہے صَلِّ عَلٰی مُحَمَّد

جو حاضری کی تمنا ہے تو درود پڑھو
تعویذِ ہر بلا ہے صَلِّ عَلٰی مُحَمَّد

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

موئے مبارک کے ادب سے عزّت مل گئی

بلخ کا ایک تاجر تھا، جو بہت دولت مند تھا، مال و دولت کے علاوہ اس کے پاس سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے تین بال مبارک بھی تھے، اس کے دو لڑکے تھے، جب اس تاجر کا انتقال ہو گیا تو کل مال دونوں لڑکوں نے آپس میں تقسیم کیا، جب ایک ایک بال دونوں لڑکوں نے لے لیا تو بڑا لڑکا بولا کہ تیسرے بال کے دو ٹکرے کر کے اسے بھی تقسیم

کیا جائے،اس پر چھوٹے لڑکے نے کہا کہ میں ہر گز ہر گز گوارا نہیں کروں گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے بال مبارک کے دو ٹکڑے کیے جائیں اس پر بڑا لڑکا بولا اگر تمہیں موئے مبارک سے ایسی ہی محبت ہے تو ایسا کرو کہ اپنے حصے کی سب دولت مجھے دے دو اور تینوں موئے مبارک تم لے لو، چھوٹا لڑکا اس تبادلے پر خوشی خوشی راضی ہو گیا اور اپنا سارا مال دے کر حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے بال مبارک لے لیے۔اب چھوٹے لڑکے کا یہ معمول بن گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے مبارک بالوں کی زیارت کرتا اور کثرت سے درود شریف پڑھتا،ساتھ ساتھ کاروبار بھی شروع کیا،موئے مبارک کی برکت سے روز بروز اس مال میں اضافہ ہونے لگا۔ دوسری طرف بڑے لڑکے کا مال روز بروز گھٹنے لگا۔وقت گزرتا گیا، کچھ عرصہ بعد چھوٹے لڑکے کا انتقال ہو گیا،اس زمانے کے ایک بزرگ کو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی زیارت ہوئی، حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ان سے فرمایا:لوگوں سے کہہ دو کہ جس کو اللہ پاک سے کوئی حاجت ہو تو وہ اس تاجر کی قبر پر جائے اور حاجت کے لئے دعا کرے،اس کی حاجت پوری ہو گی۔اس واقعے کے بعد لوگوں میں اس لڑکے کے مزار کی بڑی عظمت ہو گئی اور لوگ وہاں جانے لگے ،یہاں تک کہ اس مزار کی اتنی عزت ہوئی کہ بڑے بڑے لوگ بھی وہاں سے سوار ہو کر نہیں گزرتے تھے بلکہ ادب کی وجہ سے سواری سے اتر کر پیدل چلتے تھے۔(سعادۃ الدارین ص 122)

سُبْحٰنَ اللہ! موئے سرکار (صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم) کی بھی کیا نِرالی شان ہے...!! اللہ پاک اس بابرکت مزار شریف کے صدقے ہمیں بھی عشقِ رسول کی نعمت سے خوب مالا مال کرے۔کاش! موئے مبارک کی برکات نصیب ہو جائیں...!!

سوکھے دھانوں پہ ہمارے بھی کرم ہو جائے
چھائے رحمت کی گھٹا بن کے تمہارے گیسو

ہم سیہ کاروں پہ یا ربّ! تپشِ محشر میں
سایہ اَفگن ہوں ترے پیارے کے پیارے گیسو

موئے مبارک کا قرآن میں ذِکر

پارہ:30،سورۃُ وَالضُّحٰی، آیت:1-2 میں اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ کنزالایمان: چاشت کی قسم! اور رات کی جب پردہ ڈالے	وَ الضُّحٰىۙ۝۱ وَ الَّیْلِ اِذَا سَجٰىۙ۝۲

جب سورج طلوع ہو کر قدرے بلند ہو جائے، یہ چاشت کا وقت ہے، یہ وہی وقت ہے جب اللہ پاک نے حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو ہم کلامی کا شرف عطا فرمایا تھا،اسی وقت فرعون کے بُلائے ہوئے جادو گر حضرتِ موسیٰ علیہ السّلام کا کلمہ پڑھ کر اللہ پاک کے حُضُور سجدہ ریز ہوئے تھے، بعض مُفَسِّرِینِ کرام فرماتے ہیں: ان آیات میں چاشت سے نُورِ جمالِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کی طرف اشارہ ہے اور رات آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کے گیسوئے عنبرین سے کنایہ ہے۔(خزائن العرفان) اب معنی یہ ہو گا: اے محبوب (صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم)! ہمیں آپ کے رُخِ روشن کی قسم! اور آپ کی مبارک زلفوں کی قسم! جب وہ رُخِ زیبا پر پردہ ڈالیں۔ علیہ السّلام

ہے کلامِ اِلٰہی میں شمس و ضُحی، ترے چہرۂ نُور فزا کی قسم
قسمِ شبِ تار میں راز یہ تھا کہ حبیب کی زُلفِ دوتا کی قسم

وہ خُدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا،نہ کسی کو ملے، نہ کسی کو ملا
کہ کلامِ مجید نے کھائی شہا! ترے شہر و کلام و بقا کی قسم

موئے مبارک کا وَصف پاک

ہمارے آقا، جانِ عالم، نورِ مجسم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے موئے مبارک نہ گھونگھر دار تھے نہ بالکل سیدھے بلکہ ان دونوں کیفیتوں کے درمیان تھے۔(سیرت مصطفٰی،ص568)

ہمارے سرکار، دوعالم کے تاجدار صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ہمیشہ سَر مبارک پر بال پُورے رکھے (یعنی کبھی ایسا نہ ہوا کہ کہیں سے ترشوائے اور کہیں رکھے ہوں، رکھے تو پُورے سر کے رکھے، حلق کروایا تو پُورے سر مبارک کا کروایا)، آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی مبارک زلفیں کبھی نصف کان تک ہوتیں، کبھی کان مبارک کی لو تک اور بعض اوقات بڑھ کر مبارک شانوں (یعنی کندھوں) کو جھوم جھوم کر چومنے لگتیں۔

گوش تک سنتے تھے فریاد اب آئے تا دوش
کہ بنیں خانہ بدوشوں کے سہارے گیسو

موئے سرکار صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے متعلق تین روایات

(1): حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مدینے والے آقا، شبِ اسرٰی کے دولہا، مُحَمَّد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے بال مبارک آدھے کانوں تک تھے۔

(ترمذی، ص۵۰۷، حدیث ۲۴)

دیکھو قرآں میں شب قدر ہے تا مطلع فجر
یعنی نزدیک ہیں عارض کے وہ پیارے گیسو

(2): حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: سلطان مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا قد مبارک درمیانہ تھا، دونوں مبارک شانوں کے درمیان فاصلہ تھا اور آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے گیسو مبارک مقدس کانوں کو چومتے تھے۔

(شمائل ترمذی، ص۱۷، حدیث ۳)

(3): امّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میرے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے سر اقدس پر جو بال مبارک ہوتے وہ کان مبارک کی لو سے ذرا نیچے ہوتے اور مبارک شانوں کو چومتے۔ (شمائل ترمذی، ص۳۵، حدیث ۲۵)

وضاحت: بال بڑھنے والی چیز ہے، لہٰذا جس صحابی رضی اللہ عنہ نے جیسا دیکھا، وہی روایت کر دیا۔

سر اور داڑھی میں تیل ڈالتے

ہمارے پیارے آقا، مکی مدنی مصطفٰے صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اپنے سر مبارک اور داڑھی مبارک میں تیل ڈالتے، کنگھا فرماتے، بیچ سر میں مانگ نکالا کرتے تھے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ پاک کے محبوب، دانائے غُیُوب (غیب کی خبریں جاننے والے) صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سرِ اقدس میں اکثر تیل لگاتے اور داڑھی مبارک میں کنگھی کرتے تھے اور اکثر سر مبارک پر کپڑا رکھتے، یہاں تک کہ وہ کپڑا تیل سے تر رہتا تھا۔

(شمائل ترمذی، ص۴۰)

شانہ ہے پنجۂ قدرت ترے بالوں کے لئے
کیسے ہاتھوں نے شہا! تیرے سنوارے گیسو

تیل کی بوندیں ٹپکتی نہیں بالوں سے رضا
صبحِ عارِض پہ لُٹاتے ہیں ستارے گیسو

سَر بند کا استعمال سُنّت ہے

ذِکر کی گئی روایت سے معلوم ہوا: تیل لگانا، کنگھی کرنا اور سَر پر کپڑا رکھنا (یعنی سَر بند شریف کا استعمال) سُنّتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ہے۔ ہمیں بھی چاہئے کہ جب بھی سر میں تیل ڈالیں تو ایک چھوٹا سا کپڑا سر پر باندھ لیا کریں، اس طرح سُنّت پر عَمَل بھی ہوگا اور ٹوپی و عمامہ شریف تیل کی آلودگی سے کافی حد تک محفوظ رہیں گے۔ عاشِقِ سُنّت، شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ الحمدللہ! سالہا سال سے خُود بھی سر بند کا استعمال فرماتے ہیں اور اپنے مریدوں کو بھی اس کی ترغیب دلاتے ہیں۔ اللہ پاک ہمیں بھی سُنّتوں کا عامِل بنائے۔
آمین بِجاہِ خاتَمِ النَّبِیّٖن صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

تیل لگانے اور کنگھی کرنے کی سنّتیں و آداب

دو فرامینِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم: (1): جس کے بال ہوں، وہ ان کا اِکرام کرے (یعنی ان کو دھوئے، تیل لگائے، کنگھا کرے)۔ (سنن ابوداؤد، ۴/۱۰۳، حدیث ۴۱۶۳) (2): جب تم میں سے کوئی تیل لگائے تو بھنووں (یعنی ابروؤں) سے شروع کرے، اس سے سر کا درد دُور ہوتا ہے۔ (جامع صغیر، ص۲۸، حدیث: ۳۶۹)

کنز العمال میں ہے: پیارے پیارے آقا، مکی مدنی مصطفےٰ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم جب تیل استعمال فرماتے تو پہلے اپنی اُلٹی ہتھیلی پر تیل ڈال لیتے، پھر پہلے دونوں ابروؤں پر، پھر دونوں آنکھوں پر اور پھر سر مبارک پر تیل لگاتے تھے۔ (کنز العمال، ۷/۴۶، حدیث: ۱۸۲۹۵)

۞ طبرانی کی روایت میں ہے: سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم جب داڑھی مبارک کو تیل لگاتے تو عَنفقَہ (یعنی نچلے ہونٹ اور ٹھوڑی کے درمیانی بالوں) سے ابتدا فرماتے تھے۔ (معجم اَوسط، ۵/۳۶۶، حدیث:۷۶۲۹) ۞ داڑھی میں کنگھی کرنا سُنّت ہے۔ (اشعۃ اللمعات، ۳/۶۱۶) ۞ بغیر بِسمِ اللہ پڑھے تیل لگانا اور بالوں کو خشک اور پَرا گندہ (پَرا۔گندہ یعنی بکھرے ہوئے) رکھنا خلافِ سنت ہے ۞ حدیثِ پاک میں ہے: جو بغیر بِسمِ اللہ پڑھے تیل لگائے تو 70 شیاطین اس کے ساتھ شریک ہو جاتے ہیں (عَمَلُ الیَومِ وَاللَّیلَۃِ لابن السنی ج ۱ ص ۳۲۷ حدیث ۱۷۳) ۞ تیل ڈالنے سے پہلے بسم اللہ شریف پڑھ کر تیل کی شیشی وغیرہ سے الٹے ہاتھ کی ہتھیلی میں تھوڑا سا تیل ڈالئے، پھر پہلے سیدھی آنکھ کے ابرو پر تیل لگایئے، پھر الٹی آنکھ کے ابرو پر، اس کے بعد سیدھی آنکھ کی پلک پر، پھر الٹی پر، اب سر میں تیل ڈال لیجئے۔ داڑھی کو تیل لگانا ہو تو نچلے ہونٹ اور ٹھوڑی کے درمیانی بالوں سے آغاز کیجئے ۞ نمازِ جمعہ کے لیے تیل اور خوشبو لگانا مستحب ہے۔ (بہارِ شریعت، ۱/۷۷۴)

کنگھی کرنے کے آداب

۞ کنگھی کرتے وقت سیدھی جانِب سے ابتداء کیجئے! ۞ خیال رہے! شریعت میں کنگھی کرنے کے لئے کوئی وقت خاص نہیں ہے۔ بارگاہِ رضویت میں ہونے والے سوال و جواب ملاحظہ ہوں، **سُوال:** کنگھا داڑھی میں کس کس وقت کیا جائے؟ **جواب:** کنگھے کے لیے شریعت میں کوئی خاص وقت مقرر نہیں ہے اِعتدال (یعنی میانہ روی) کا حکم ہے، نہ تو یہ ہو کہ آدمی جِنّاتی شکل بنا رہے نہ یہ ہو کہ ہر وقت مانگ چوٹی میں گرفتار (فتاوٰی رضویہ، ۲۹/۹۲و ۹۴) ۞ بہارِ شریعت میں ہے: بعض داہنے یا بائیں جانِب مانگ نکالتے ہیں، یہ سُنت کے

خِلاف ہے، سُنّت یہ ہے کہ بال ہوں تو بیچ میں مانگ نکالی جائے۔ بعض لوگ مانگ نہیں نکالتے، بال سیدھے رکھتے ہیں، یہ یہود و نصاریٰ کا طریقہ ہے۔

(بہارِ شریعت، حصہ ۱۶، ص ۵۸۸)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

حُضُور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے موئے مبارک تقسیم فرمائے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم منیٰ میں تشریف لائے، جمرۃ العقبہ پر کنکریاں ماریں پھر قربانی کر کے اپنے مکان میں تشریف لائے، پھر آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے حجام کو بلایا اور اپنے سر مبارک کے داہنی طرف سے بال مبارک منڈوائے اور ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کو بلا کر عطا فرمائے پھر بائیں طرف کے بال مبارک منڈوائے اور وہ بھی ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کو عنایت کیے اور فرمایا کہ ان تمام بالوں کو لوگوں میں تقسیم کر دو۔ (مسلم، حدیث: ۱۳۰۵)

محمد بن عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان کے والد عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے ان سے بیان کیا کہ وہ اور ایک قریشی آدمی قربان گاہ کے پاس نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے قریب موجود تھے، اور آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم قربانی کے جانور تقسیم فرما رہے تھے، پھر آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے سرِ مبارک کا حلق کروایا تو انہیں موئے مبارک عنایت فرمائے اور کچھ موئے مبارک دوسرے لوگوں میں تقسیم فرمائے۔ (مسند احمد)

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے حجۃ الوداع میں جب اپنے مقدس بال اتروائے تو وہ صحابہ کرام علیہمُ الرّضوان میں بطور تبرک تقسیم ہوئے اور صحابہ کرام علیہمُ الرّضوان نے نہایت

ہی عقیدت کے ساتھ اس موئے مبارک کو اپنے پاس محفوظ رکھا اور اس کو اپنی جانوں سے زیادہ عزیز رکھتے تھے۔ حضرت بی بی اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا نے ان مقدس بالوں کو ایک شیشی میں رکھ لیا تھا جب کسی انسان کو نظر لگ جاتی یا کوئی مرض ہوتا تو آپ رضی اللہ عنہا اس شیشی کو پانی میں ڈبو کر دیتی تھیں اور اس پانی سے شفاء حاصل ہوتی تھی۔

(بخاری جلد صفحہ ۸۷۵ باب مایذکر فی الشیب)

گوش تک سنتے تھے فریاد اب آئے تا دوش	کہ بنیں خانہ بدوشوں کے سہارے گیسو
آخر حج غمِ اُمّت میں پریشاں ہو کر	تیرہ بختوں کی شفاعت کو سُدھارے گیسو

موئے مبارک تقسیم فرمانے کی حکمت

علامہ زرقانی رحمۃُاللہ علیہ فرماتے ہیں: رسولِ اکرم، نورِ مجسم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اپنے موئے مبارک صحابۂ کرام عَلَیہِمُ الرِّضْوَان میں اس لئے تقسیم فرمائے تاکہ وہ ان میں بطور برکت اور یادگار رہیں اور اسی سے گویا آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے قُربِ وِصَال کی طرف اشارہ بھی فرمادیا۔

(شرح العلامۃ الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ، جلد 8 صفحہ 196)

سُبْحٰنَ اللہ ! اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے: (1): پیارے نبی، رسولِ ہاشمی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اللہ پاک کی عطا سے غیب کی خبریں جانتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اپنے وِصَال شریف کا وقت جانتے تھے، اسی لئے تو آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے آخری حج میں اُمّت پر خاص عنایات فرمائیں اور اپنی یادگاریں بھی عطا فرمادیں۔

کیا وِصال کا وقت معلوم ہو سکتا ہے؟

قرآنِ کریم میں جو ارشاد ہوا:

وَ مَا تَدْرِیْ نَفْسٌۢ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُؕ۔ (پارہ:21، سورۂ لقمان:34)	ترجمہ کنز الایمان: اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کس زمین میں مرے گی۔

اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ پاک کے بتائے بغیر کوئی بھی خُود سے اپنی موت کا وقت اور مقام نہیں جان سکتا، ہاں! اللہ پاک جسے اس بات کا علم عطا فرما دے تو یقیناً وہ قادِرِ مطلق ہے، اپنے محبوب بندوں کو جتنا چاہے غیب پر مطلع فرما دیتا ہے۔ جیسا کہ قرآنِ کریم ہی میں ارشاد ہوا:

عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰى غَیْبِهٖۤ اَحَدًاۙ(۲۶) اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ (پارہ:29، سورۂ جن:26-27)	ترجمہ کنز الایمان: غیب جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

معلوم ہوا: اللہ پاک ہی غیب جاننے والا ہے اور وہ اپنے پسندیدہ رسولوں کو غیب کا علم عطا بھی فرماتا ہے۔ باقی رہا! موت کا وقت اور مقام جان لینا، یہ تو ماں کے پیٹ میں تقدیر لکھنے والا فرشتہ بھی جانتا ہے کہ کون شقی ہے، کون سعید، کون کتنا عرصہ دُنیا میں رہے گا اور کب مرے گا۔ جیسا کہ صحیح احادیث میں مذکور ہے۔ واللہ اعلم۔

تبرک کی ترغیب

مذکورہ روایات سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہمارے آقا و مولیٰ، مُحَمَّد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم خُود اس بات کو پسند فرماتے تھے کہ اُمّت اپنے محبوب نبی، رسولِ ہاشمی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

کی مبارک یادگاریں سنبھال کر رکھے،ان سے برکت حاصل کرے،اسی لئے تو آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان میں بطور برکت و یادگار اپنے موئے مبارک تقسیم فرمائے۔

الحمدللہ! صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے ان تبرکاتِ مصطفوی کی خُوب قدر فرمائی،انہیں سنبھال کر باادب و بحفاظت رکھا،ان سے برکت حاصل کرتے رہے، پھر انہیں سے وہ موئے مبارک بعد والوں کو منتقل ہوئے اور قرینِ قیاس یہی ہے کہ یہی موئے مبارک قرناً بعدَقرنٍ،نسلاً بعد نسلٍ منتقل ہوتے آئے جو آج بھی الحمدللہ! کئی عاشقانِ رسول کے پاس محفوظ ہیں۔

سوکھے دھانوں پہ ہمارے بھی کرم ہو جائے
چھائے رحمت کی گھٹا بن کے تمہارے گیسو

دُنیاومافیہا سے محبوب

صحابۂ کرام علیہم الرضوان موئے سرکار کی کیسی قدر پہچانتے تھے،اس کا اندازہ اس روایت سے لگائیے! حضرت محمد بن سیرین تابعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے عبیدہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہمارے پاس حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے کچھ بال مبارک ہیں جو ہمیں انس یا اہل انس رضی اللہ عنہ سے ملے ہیں (یہ سن کر) حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا میرے پاس ان بالوں میں سے ایک بال کا ہونا میرے نزدیک دنیا و مافیہا(دنیا اور جو کچھ اس میں ہے)سے محبوب تر ہے۔(بخاری جلد1 صفحہ 29)

زلفیں رکھنا سُنّت ہے

قارئین کرام! روایات سے یہی ثابت ہے کہ ہمارے آقا و مولیٰ، مُحَمَّد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ہمیشہ سر مبارک پر زلفیں رکھیں، حالتِ احرام کے سِوا موئے مقدس ترشوانا یا حلق کروانا ثابت نہیں۔ کاش! ہم غلاموں کو بھی اتباعِ سُنّت میں زلفیں رکھنا نصیب ہو جائے۔

بال رکھنے اور مونڈانے کے احکام:

یقیناً بہتر تو یہی ہے کہ آدمی اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی مشابہت چاہے اور زلفیں رکھے، البتہ جو زلفیں نہ رکھ سکے، اسے بھی چاہئے کہ بال ترشوانے میں مہذب انداز اپنائے، آج کل فیشن پرستی کا دور دورہ ہے، بالوں میں بہت قسم کی تراش خراش جنم لے چکی ہے جو عموماً یہود و نصاریٰ کی اندھی تقلید کی نشاندہی کرتی ہے۔ بہارِ شریعت، حصّہ: 16 میں ہے: (1): مرد کو اختیار ہے کہ سر کے بال منڈائے یا بڑھائے اور مانگ نکالے۔ (2): حُضورِ اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے دونوں چیزیں (یعنی بال رکھنا اور مونڈانا) ثابت ہیں، اگرچہ منڈانا صرف اِحْرام سے باہر ہونے کے وقت ثابت ہے، دیگر اوقات میں مونڈانا ثابت نہیں۔ ہاں! بعض صحابہ سے مونڈانا ثابت ہے مثلاً حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ بطورِ عادت مونڈایا کرتے تھے۔ (3): مرد کو یہ جائز نہیں کہ عورتوں کی طرح بال بڑھائے، بعض صُوفی بننے والے لمبی لمبی لٹیں بڑھا لیتے ہیں جو ان کے سینہ پر سانپ کی طرح لہراتی ہیں اور بعض چوٹیاں گوندتے ہیں یا جوڑے بنا لیتے ہیں، یہ سب ناجائز کام اور خِلافِ شرع ہیں۔ تَصَوُّف بالوں کو بڑھانے اور رنگے ہوئے کپڑے پہننے کا نام نہیں بلکہ حضُورِ اقدس صلی اللہ علیہ

والہٖ وسلم کی پُوری پیروی کرنے اور خواہشاتِ نفس کو مٹانے کا نام ہے۔**(4):** بعض دیہاتیوں کو دیکھا جاتا ہے کہ وہ پیشانی کو خط کی طرح بنواتے ہیں اور دونوں جانِب نوکیں نکلواتے ہیں یا اور طرح سے بنواتے ہیں، یہ سُنّت اور سلف کے طریقہ کے خِلاف ہے۔ ایسا نہ کریں۔ **(5):** گردن کے بال مونڈنا مکروہ ہے یعنی جب سر کے بال نہ مونڈائیں، صرف گردن ہی کے مونڈائیں، جیسا کہ بہت سے لوگ خط بنوانے میں گردن کے بال بھی مونڈاتے ہیں اور اگر پُورے سر کے بال مونڈا دیئے تو اس کے ساتھ گردن کے بال بھی مونڈا دیئے جائیں۔ **(6):** آج کل سر پر گُپھا رکھنے کا رواج بہت زیادہ ہو گیا ہے کہ سب طرف سے بال نہایت چھوٹے چھوٹے اور بیچ میں بڑے بال ہوتے ہیں، یہ نصارٰی کی تقلید میں ہے اور ناجائز ہے۔ **(7):** ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ نہ پُورے بال رکھتے ہیں، نہ مونڈاتے ہیں بلکہ قینچی یا مشین سے بال کتر واتے ہیں، یہ ناجائِز نہیں مگر افضل و بہتر وہی ہے کہ مونڈائے یا بال رکھے۔

(بہارِ شریعت، حصہ:16)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

مبارک بال زمین پر تشریف نہ لائیں

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کو دیکھا کہ حجام آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے سر مبارک کی حجامت بنا رہا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے اصحاب آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے گرد حلقہ باندھے ہوئے تھے وہ یہی چاہتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کا جو بال بھی گرے وہ کسی نہ کسی کے ہاتھ میں ہو۔

(ذکر جمیل ص 75)

ایک بار آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حلق کروا رہے تھے، صحابہ کرام علیہم الرّضوان نے آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو گھیر لیا اور وہ اوپر ہی سے بالوں کو چن رہے تھے۔

(مسلم، کتاب الوضوء، باب قرب النبی علیہ السلام من الناس وتبرکھم بہ، ص ۱۲۷۰، حدیث: ۲۳۲۵)

موئے مبارک ہاتھوں پر لے لئے

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ایک مرتبہ صفا و مروہ کی سعی فرما رہے تھے کہ داڑھی مبارک سے ایک بال جدا ہو کر نیچے کی طرف تشریف لے آیا، حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ تیزی سے آگے بڑھے اور زمین تک پہنچنے سے پہلے ہی بال مبارک اپنے ہاتھوں میں لے لیا۔ شہنشاہ مدینہ، قرار قلب و سینہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے آپ کو دعا دیتے ہوئے فرمایا: اللہ پاک تم سے ہر ناپسندیدہ بات دور کر دے۔

(معجم کبیر، 172/4، حدیث 4028)

صحابۂ کرام علیہم الرضوان معیارِ ایمان ہیں

عاشقانِ موئے مبارک! غور کریں، یہ وہی صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان ہیں جنہیں قرآنِ مجید نے معیارِ ایمان قرار دیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍۙ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ اَبَدًاؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ

سورۃ التوبہ آیت نمبر۱۰۰

ترجمۂ کنزالایمان: اور سب میں اگلے پہلے مہاجر اور انصار اور جو بھلائی کے ساتھ ان کے پیرو ہوئے اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی اور ان کے لیے تیار کر رکھے ہیں باغ جن کے نیچے نہریں بہیں ہمیشہ ہمیشہ ان میں

رہیں یہی بڑی کامیابی ہے۔

عشق محتاجِ دلیل نہیں، پابندِ شریعت ہے

حضرت اَبُو اَیُّوب انصاری رضی اللہ عنہ کا عَمَل مبارک کہ موئے مبارک کو زمین کی طرف جاتے دیکھا، فوراً لپک کر ہاتھوں پر لے لیا،اس بات کی دلیل ہے کہ عشق محتاجِ دلیل نہیں،ہاں! حُدُودِ شریعت کا پابند ضرور ہے۔ دیکھو! موئے مقدَّس کو زمین پر آنے سے بچانا کسی آیت یا حدیث کا حکم نہیں، حضرت ابو اَیُّوب انصاری رضی اللہ عنہ نے سرکارِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے سامنے یہ عَمَل کیا، جانِ کائنات، فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اس سے منع نہ فرمایا بلکہ دُعائے خیر سے نوازا۔ دُوسری طرف صحابۂ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان نے جب وارفتگی میں کعبۂ جان و کعبۂ ایمان صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے حُضُور سجدے کی اجازت چاہی تو اس سے منع فرمادیا۔ اعلیٰ حضرت رحمۃُ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

پیشِ نظر وہ نوبہار، سجدے کو دِل ہے بے قرار
روکیے سَر کو روکیے، یہی تو امتحان ہے

معلوم ہوا؛ ہر عَمَل کہ عشقِ رسول کی ترجمانی کرے مگر حُدُودِ شریعت سے باہر نہ ہو، جائِز و مستحسن بلکہ خوشنودئ محبوبِ ربّ، سیدِ عرب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا سبب ہے۔ ماہِ میلاد میں گھروں کو سجانا، جھنڈے لگانا، لائیٹنگ کرنا، میلاد منانا، لنگر پکانا، غریبوں کو کھلانا، محافل سجانا، جلوس میں جانا وغیرہ عشقِ رسول ہی کے زیرِ اَثر ہے اور شریعت کے خِلاف بھی نہیں، لِہٰذا اسے ناجائز و بدعت وغیرہ کیونکر کہا جاسکتا ہے۔

حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائش مولا کی دُھوم
مثلِ فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے

موئے مبارک شیشی میں بھر لیتیں

بُخاری شریف کی روایت ہے، حضور تاجدارِ کائنات، فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے جاتے، بعض اوقات وہاں آرام بھی فرماتے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ صحابیۂ رسول حضرت اُمِّ سلیم رضی اللہ عنہا کی عادت تھی کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کا پسینہ مبارک شیشی میں بھر لیتیں اور اسے خوشبو میں ملاتیں، روایات میں یہ بھی ہے کہ سرکارِ عالی وقار، مکی مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے موئے مبارک جو بسترِ اَقدس پر رِہ جاتے، حضرت اُمِّ سلیم رضی اللہ عنہا انہیں بھی شیشی میں بھر لیا کرتی تھیں۔

(بخاری، کتاب الاستئذان، باب من زار قوما فقال عندھم، ۱۸۲/۴، حدیث: ۶۲۸۱)

حضرت بی بی اُمِّ سلیم رضی اللہ عنہا کا تعارف و عشقِ رسول

حضرت بی بی اُمِّ سلیم رضی اللہ عنہا صحابیہ اور مشہور صحابیٔ رسول، خادمِ مصطفےٰ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ ہیں۔ قبیلہ بنو نجار سے تعلق رکھتی ہیں، آپ کے نام مبارک سے متعلق بہت اقوال ہیں مثلاً سلہ، رُمیلہ، رُمَیضَاء یا غُمَیصاء وغیرہ۔ آپ کی مشہور کنیت اُمِّ سلیم ہے، اس کے علاوہ ایک کنیت اُمِّ انس بھی آئی ہے۔ مفسرِ شہیر، حکیم الاُمَّت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: حضرت اُمِّ سلیم اور ان کی بہن حضرت اُمِّ حرام رضی اللہ عنہما حضور اکرم، نورِ مجسم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی محرمہ ہیں، اس پر سب کا اتفاق

ہے، گفتگو اس میں ہے کہ محرمہ کس رشتے سے تھیں؛ یا تو جانِ عالَم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی رضاعی خالہ ہیں یا والدِ مصطفےٰ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی خالہ ہیں یا حضرت عبد المطلب کی خالہ ہیں کیونکہ حضرت عبد اللہ اور حضرت عبد المطلب بنو نجّار کے رشتہ دار ہیں۔

پیارے آقا، مکی مدنی مصطفےٰ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا معمول مبارک تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم بیشتر اوقات حضرت اُمِّ سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے جایا کرتے اور خِدمت کا موقع عنایت فرماتے تھے۔ بخاری شریف میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ نبیِ اکرم، نورِ مجسم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا جب بھی حضرت اُمِّ سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر کی طرف گزر ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ان کے ہاں تشریف لاتے اور سلام کیا کرتے تھے۔

بخاری شریف ہی کی روایت میں ہے: سرکارِ عالی وقار، مکی مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: رَاَيْتُنِي دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَاِذَا اَنَا بِالرُّمَيْصَاءِ امْرَاَةِ اَبِي طَلْحَةَ میں نے (خواب میں) خود کو دیکھا کہ جنّت میں داخِل ہوا ہوں، وہاں میں نے ابو طلحہ کی بیوی رُمَیصا (یعنی حضرت اُمِّ سلیم رضی اللہ عنہا) کو دیکھا۔ حضرت اُمِّ سلیم رضی اللہ عنہا نے تیسرے خلیفہ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے دورِ خِلافت میں انتقال فرمایا۔

بی بی اُمِّ سلیم رضی اللہ عنہا کی تبرکات سے محبت

حضرت بی بی اُمِّ سلیم رضی اللہ عنہا کی پاکیزہ زندگی کا نہایت مبارک انداز ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا تبرکاتِ مصطفےٰ کی بہت قدر کرتیں اور انہیں بہت سنبھال کر رکھا کرتی تھیں۔

ایک بار سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب و سینہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حضرت اُمِّ سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے، گھر میں ایک مشکیزہ لٹک رہا تھا، آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے مشکیزے کے

منہ سے اپنا دہن مبارک لگا کر پانی نوش فرمایا۔ چنانچہ حضرت اُمِّ سلیم رضی اللہ عنہا نے مشکیزے کا اگلا حِصَّہ کاٹ کر اپنے پاس محفوظ کر لیا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت اُمِّ سلیم رضی اللہ عنہا کے پاس عیدان کا ایک پیالہ تھا، جس کے بارے میں آپ فرمایا کرتی تھیں کہ میں نے پانی، شہد، دودھ اور نبیذ ہر طرح کا مشروب اس پیالے میں رسولِ اکرم، نورِ مجسم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی بارگاہ میں پیش کیا ہے۔

اللہ پاک جنّتی صحابیہ حضرت اُمِّ سلیم رضی اللہ عنہا کے صدقے ہمیں بھی کمال عشقِ رسول نصیب فرمائے۔ آمین بِجاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم۔

موئے مبارک آنکھوں پر رکھ رہے تھے

صلح حدیبیہ کا واقعہ مشہور ہے، اس موقع پر کفّارِ قریش نے حضرت سہیل بن عَمرو رضی اللہ عنہ کو اپنا سفیر بنا کر بھیجا تھا، یہ اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے، حدیبیہ کے موقع پر انہوں نے ہی معاہدہ کیا اور لکھوایا تھا۔ مشہور بات ہے کہ اس معاہدے میں سرکارِ عالی وقار، مکی مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے بسم اللہ شریف اور محمد رسول اللہ لکھوایا تو سہیل بن عَمرو نے کہا: اس کے بجائے محمد بن عبد اللہ لکھئے کہ اگر قریش آپ کو رسولُ اللہ تسلیم کرتے تو معاہدے کی نوبت ہی نہ آتی۔ بہر حال! بعد میں اللہ پاک نے حضرت سہیل بن عَمرو رضی اللہ عنہ کو اسلام کی ہدایت نصیب فرمائی اور یہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔ خلیفۂ اَوّل حضرت ابو بکر صدّیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: دَورِ اسلام میں کوئی بھی فتح حدیبیہ کی فتح سے بڑھ کر عظیم نہیں ہے۔ میں نے کفّارِ مکہ کے ترجمان سہیل بن عَمرو رضی اللہ عنہ کو حجّۃ الوداع کے موقع پر دیکھا، وہ قربان گاہ کے قریب کھڑے تھے، رسولِ اکرم، نورِ مجسم صلی اللہ

علیہ واٰلہٖ وسلم کی خِدْمت میں قربانی کے اُونٹ پیش کر رہے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ان اُونٹوں کو نحر فرمارہے تھے، پھر جب سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے سرِاَقدس کے بال مبارک منڈوائے تو میں نے دیکھا کہ حضرت سہیل بن عَمْرو رضی اللہ عنہ سرکار صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے موئے مبارک چُن چُن کر اپنی آنکھوں پر رکھ رہے تھے، جبکہ یہ وہی سہیل بن عَمْرو تھے جنہوں نے حدیبیہ کے موقع پر بسم اللہ شریف اور محمد رسول اللہ لکھنے کی اجازت نہیں دی تھی، یہ منظر آنکھوں سے دیکھ کر میں نے بے اختیار اللہ پاک کی حمد و ثنا کی کہ وہی ہے جس نے سہیل بن عَمْرو رضی اللہ عنہ کو اسلام کی ہدایت سے سرفراز فرمایا۔

(کنزالعمال، کتاب الغزوات، غزوۃ الحدیبیۃ، ۵/ص۲۱۷، حدیث:۳۰۱۳۷)

ہر مرض کی انوکھی دَوا

مقام حدیبیہ میں رحمت عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے بال بنوا کر تمام بال مبارک ایک سبز درخت پر ڈال دیئے۔ صحابہ کرام علیہمُ الرّضوان اسی درخت کے نیچے جمع ہو گئے اور بالوں کو ایک دوسرے سے چھیننے لگے۔ حضرت اُم عمارہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے بھی چند بال حاصل کر لئے۔ رحمت عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے وصال ظاہری کے بعد جب کوئی بیمار ہوتا تو میں ان مبارک بالوں کو پانی میں ڈبو کر پانی مریض کو پلاتی تو اللہ رب العزت اسے صحت عطا کر دیتا۔ (مدارج النبوت، قسم سوئم، باب ششم، ۲/۲۱۷)

وہ کرم کی گھٹا گیسوئے مشک سا | لکۂ اَبرِ رأفت پہ لاکھوں سلام

موئے مبارک کا غسالہ پی لیا

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ایک بار مدینۂ مُنوّرہ تشریف لائے تو حضرت عائشہ

صدّیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمتِ عالیہ میں آدمی بھیجا کہ آپ کے پاس رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی رِدا (چادر) مقدّسہ اور موئے مبارک ہیں، میں ان کی زیارت کرنا چاہتا ہوں، حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا نے وہ دونوں متبرِّک چیزیں بھجوا دیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حصولِ بَرَکت کے لئے چادر مبارک کو اوڑھ لیا پھر ایک برتن میں موئے مبارک کو غسل دیا اور اس غَسالَہ کو پینے کے بعد باقی پانی اپنے جسم پر مل لیا۔

(تاریخ ابنِ عساکر، 153/59)

غسالہ شریف سے شفا مل جاتی

اُمّ المومنین حضرت امِّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس حضور انور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے چند موئے مبارک تھے جنہیں آپ رضی اللہ عنہا نے **چاندی کی ایک ڈبیہ** میں رکھا ہوا تھا۔ لوگ جب بیمار ہوتے تو وہ ان موئے مبارک سے برکت حاصل کرتے اور ان کی برکت سے شفا طلب کرتے، تاجدارِ رسالت صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے موئے مبارک کو پانی کے پیالے میں رکھ کر وہ پانی پی جاتے تو انہیں شفا مل جایا کرتی۔

(عمدۃ القاری، کتاب اللباس، باب مایذکر فی الشیب، ۱۵/۹۴، تحت الحدیث: ۵۸۹۶)

اسلامی بھائیو! اس حدیثِ پاک سے دو مسئلے معلوم ہوئے: (1): صحابۂ کرام علیہم الرضوان حضور جانِ کائنات صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بال مبارک برکت کے لئے اپنے گھروں میں رکھتے تھے (2): صحابۂ کرام علیہم الرضوان موئے مقدس کا کمال ادب واحترام کیا کرتے تھے کہ اس کے رکھنے کو خاص اور قیمتی ڈبیہ بناتے اور اس میں خوشبو بسایا کرتے تھے۔

موئے مبارک کی تعظیم فرض ہے

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: آیات و اَحادیث کے نقوش (یعنی صفحے پر دکھنے والے الفاظ) کی جیسی تعظیم فرض ہے، یونہی حضور پُر نور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی رِدا (چادر) و قمیص خصوصاً ناخُن و موئے مبارک کی (تعظیم بھی فرض ہے)۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۹، ص ۱۱۹)

موئے مبارک کی زیارت کا شرف ملا

حضرت عثمان بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس موئے مبارک تھے جو آپ نے چاندی کی کپی میں نہایت ادب سے رکھے ہوئے تھے، جب کسی آدمی کو نظر لگ جاتی تو اسے حضرت اُمِّ سلمہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا کے ہاں بھیج دیا جاتا، حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا موئے مبارک نکالتیں، اسے پانی میں ہِلا دیتی اور مریض پی لیا کرتا، حضرت عثمان بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ گھر والوں نے مجھے بھی حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں بھیجا، میں نے چاندی کی کپی میں جھانکا تو چند سرخ بال دیکھے۔

مفسرِ شہیر، حکیم الاُمت حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث مبارک کے تحت فرماتے ہیں: بال کی یہ سرخی خضاب کی نہ تھی بلکہ وہ بال خوشبوؤں میں رکھے گئے تھے، یہ رنگ اسی خوشبو کا تھا۔ اس حدیث سے چند فائدے حاصل ہوئے: **ایک یہ کہ** حضرات صحابہ کرام حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے بال شریف برکت کے لیے اپنے گھروں میں رکھتے تھے۔ **دوسرے یہ کہ** اس بال شریف کا بہت ہی ادب و احترام کرتے تھے کہ اس کے لیے خاص کپی (ڈبی) بناتے اس میں خوشبو بساتے تھے۔ **تیسرے یہ کہ** صحابہ کرام علیہمُ

الرّضوان حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے بال شریف کو دافعِ بلا، باعث شفا سمجھتے تھے کہ انہیں پانی میں غسل دے کر شفاء کے لیے پیتے تھے۔

(مراۃالمناجیح شرح مشکوۃالمصابیح،405/6)

تبرکات میں شِفَا کے دلائل

قرآنِ کریم میں ہے، حضرت یُوسُف علیہ السلام کے والدِ محترم، نبیٔ مکرم حضرت یعقوب علیہ السلام کی بینائی مبارک میں کمی آئی تو حضرت یوسُف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کو فرمایا:

اِذْهَبُوْا بِقَمِیْصِیْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِیْ یَاْتِ بَصِیْرًاۚ (سورہ یوسف آیت نمبر 93)	ترجمہ کنزالایمان: میرا یہ کُرتا لے جاؤ اسے میرے باپ کے منہ پر ڈالو ان کی آنکھیں کھل جائیں گی۔

اللہ اکبر! مقامِ غور ہے۔ جب حضرت یُوسُف علیہ السلام کے جسم مبارک سے عارضی طور پر مَس ہونے والا کپڑا باعِثِ شفا ہے تو حضرت یُوسُف علیہ السلام کے بھی آقا، دو جہاں کے داتا، محبوبِ خُدا صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے جسم مبارک سے جُڑے ہوئے، جُزوِ بدن رہنے والے موئے مبارک کیونکر باعِثِ شفا نہیں ہوں گے...؟

امام احمد بن حنبل کا عشقِ موئے مبارک

حضرت امام احمد بن حنبل شَیْبَانی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس سرکارِ والاتبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کا ایک موئے مبارک تھا۔ آپ موئے مبارک کو کبھی اپنے ہونٹوں

پر رکھ کر چومتے، کبھی آنکھوں پر رکھتے اور بیماری کی حالت میں موئے مبارک کو پانی میں ڈال کر اس کا دھوون پیتے اور شفا حاصل کرتے تھے۔

(تھذیب التھذیب، الرقم: ۱۰۶ احمد بن محمد بن حنبل، ۱/۹۷، ۱۰۰)

ہمیشہ فتح و نُصرت ملتی

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خوش قسمتی سے حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی پیشانی مبارک کے بال میرے پاس تھے۔ میں نے ان کو اپنی ٹوپی میں آگے کی طرف سی رکھا تھا۔ ان بالوں کی برکت تھی کہ عمر بھر ہر جہاد میں فتح و نصرت حاصل ہوتی رہی۔ (شفا شریف، 331/1)

کافرِ لشکریوں کے پاؤں اُکھڑ گئے

ایک مرتبہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تھوڑی سی فوج لے کر ملک شام میں **جبلہ بن ایہم** کی قوم کے مقابلہ کے لیے تشریف لے گئے اور ٹوپی گھر میں بھول گئے۔ جب مقابلہ ہوا تو رومیوں کا بڑا افسر مارا گیا۔ اس وقت جبلہ نے تمام لشکر کو حکم دیا کہ مسلمانوں پر یکبارگی سخت حملہ کر دو۔ حملے کے وقت صحابہ کرام علیہم الرّضوان کی حالت نازک ہو گئی۔ یہاں تک کہ رافع بن عمر طائی رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے کہا: آج معلوم ہوتا ہے کہ ہماری قضا آگئی ہے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سچ کہتے ہو، اس کی وجہ یہ ہے کہ میں آج ٹوپی گھر بھول آیا ہوں جس میں حضور پر نور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے موئے مبارک ہیں۔

ادھر یہ حالت تھی اور ادھر اسی رات حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حضرت ابو

عبیدہ رضی اللہ عنہ کے خواب میں تشریف لائے، حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ اسلامی لشکر کے امیر تھے، سرکارِ عالی وقار، مکی مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے غیب کی خبر دیتے ہوئے فرمایا: (اے ابو عبیدہ!) تم اس وقت سو رہے ہو، اُٹھو اور خالد بن ولید کی مدد کو پہنچو! کفّار نے انہیں گھیر لیا ہے۔

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ اسی وقت اٹھے اور لشکر تیار کر کے فوراً تیزی سے روانہ ہو گئے۔ راستے میں حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے ایک سوار کو دیکھا جو گھوڑا دوڑائے ہوئے ان سے آگے جا رہا تھا، یہ دیکھ کر آپ نے چند تیز رفتار سواروں کو حکم دیا کہ اس سوار کا حال معلوم کرو! سوار جب قریب پہنچے تو پکار کر کہا: اے جواں مرد سوار! ذرا ٹھہرو! یہ سنتے ہی وہ ٹھہر گیا۔ معلوم کیا تو وہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی زوجہ تھیں۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے سفر کی وجہ پوچھی تو کہا: اے امیر! جب رات کو میں نے سنا کہ آپ نے لشکر اسلام میں اعلان کروایا کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو دشمنوں نے گھیر لیا ہے، فوراً تیار ہو جاؤ! تو میں نے خیال کیا کہ وہ کبھی ناکام نہ ہوں گے کیونکہ ان کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے موئے مبارک ہیں۔ لیکن جوں ہی میں نے دیکھا تو میری نظر ان کی ٹوپی پر پڑی جس میں موئے مبارک تھے۔ نہایت افسوس ہوا اور اسی وقت چل پڑی کہ کسی طرح ان تک ٹوپی پہنچا دوں۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خدا تمہیں برکت دے۔ وہ بھی ان کے ساتھ شریک لشکر ہو گئیں۔

حضرت رافع بن عمرو رضی اللہ عنہ جو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے فرماتے ہیں کہ حالت یہ تھی کہ ہم اپنی زندگیوں سے بالکل مایوس ہو گئے تھے کہ اچانک

تکبیر کی آواز آئی۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ یہ آواز کدھر سے آئی ہے۔ جب رومیوں کے لشکر پر نظر پڑی تو کیا دیکھا کہ چند سوار ان کا پیچھا کیے ہوئے ہیں اور بد حواس ہو کر بھاگے چلے آرہے ہیں۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ گھوڑا دوڑا کر ایک سوار کے قریب پہنچے اور پوچھا کہ اے جوانمرد سوار! تو کون ہے؟ اس نے جواب دیا: میں آپ کی زوجہ اُمّ تمیم رضی اللہ عنہا ہوں، آپ کی مبارک ٹوپی لائی ہوں جس کی برکت سے دشمنوں پر فتح پایا کرتے ہیں۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ٹوپی مبارک پہن لی۔ راوی حدیث قسم کھا کر کہتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ٹوپی پہن کر جب کفار پر حملہ کیا تو لشکر کفار کے پاؤں اکھڑ گئے اور مسلمانوں کو فتح نصیب ہو گئی۔

(ذکر جمیل ص78)

فقط اس واسطے خالد نے ہر اک معرکہ جیتا	انہوں نے ٹوپی میں رکھے میرے سرکار کے گیسو

عین جنگ میں ٹوپی کی فکر کیوں؟

جنگ یرموک میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اپنی شجاعت بیان کرتے ہوئے لشکر کفار کی طرف بڑھے، ادھر سے ایک پہلوان نکلا، جس کا نام نسطور تھا، دونوں کا دیر تک سخت مقابلہ ہوتا رہا حتی کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا گھوڑا ٹھوکر کھا کر گر گیا اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اس کے سر پر آگئے، مبارک ٹوپی زمین پر تشریف لے آئی، نسطور موقع پا کر آپ رضی اللہ عنہ کی پشت پر آگیا۔ اس وقت حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ پکار پکار کر اپنے رفقا سے فرما رہے تھے کہ میری ٹوپی مجھے دو! خدا تم پر رحم کرے۔ ایک

شخص جو آپ کی قوم بنی مخزوم سے تھا وہ دوڑ کر آیا اور ٹوپی آپ کو دی آپ نے اسے پہن لیا اور نسطور کا مقابلہ کیا یہاں تک کہ آپ نے اسے قتل کر دیا۔ لوگوں نے اس واقعہ کے بعد آپ سے پوچھا کہ دشمن تو پشت پر آ پہنچا تھا اور آپ ٹوپی کی فکر کر رہے تھے، ٹوپی اتنی بھی قیمتی نہیں ہے؟ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس ٹوپی میں حضور سید عالم، نور مجسم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے بال مبارک ہیں جو مجھے اپنی جان سے زیادہ محبوب ہیں۔ عمر بھر ہر جنگ میں ان مبارک بالوں کی برکت سے فتح و نصرت حاصل ہوتی رہی، اس لیے میں بے قراری سے اپنی ٹوپی کی طلب میں تھا کہ کہیں ان کی برکت میرے پاس نہ رہے اور کافروں کے ہاتھ لگ جائے۔ (شفا شریف 44/3)

تم ہمیشہ کامیاب رہو گے

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حجۃ الوداع کے موقع پر حضور نبی کریم، رءُوفٌ رَّحیم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے حلق کروایا تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے مبارک بالوں میں سے چند بال اپنے پاس رکھ لیے۔ سرکار صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: مَا تَصْنَعُ بِهٰؤُلَاءِ يَا خَالِدُ خالد! تم ان بالوں کا کیا کرو گے؟ میں نے عرض کی:

اَتَبَرَّكُ بِهَا يَا رَسُوْلَ اللهِ وَاَسْتَعِيْنُ بِهَا عَلَى الْقِتَالِ قِتَالَ اَعْدَائِیْ

یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ان موئے مبارک کو بطور تبرک اپنے پاس رکھوں گا اور ان سے مدد لیتے ہوئے اپنے دشمنوں کے ساتھ جہاد کیا کروں گا۔ یہ سُن کر رسولِ اکرم، نورِ مجسم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے مبارک عقیدہ پر نبوی مہر ثبت کرتے ہوئے فرمایا: لَا تَزَالُ مَنْصُوْراً مَا دَامَتْ مَعَكَ یعنی خالد! جب تک یہ بال

تمہارے پاس رہیں گے، ان کی برکت سے تم ہمیشہ غالِب اور منصور رہو گے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: فَجَعَلْتُهَا فِيْ مُقَدَّمَةِ قَلَنْسُوَتِيْ فَلَمْ اَلْقِ جَمْعًا قَطُّ اِلَّا انْهَزَمُوْا بِبَرَكَةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اس وقت سے میں نے یہ موئے مبارک اپنی ٹوپی کے اگلے حِصّے میں محفوظ کر لئے ہیں، میں جب بھی دشمنوں کے مقابلے پر جاتا ہوں تو رسولِ اکرم، نورِ مجسم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی برکت سے دشمن شکست سے دوچار ہوتے ہیں۔ (فتوح الشام، الشعار جلد ۱ صفحہ ۲۱۰)

حِکایت سے حاصل ہونے والے نِکات

پیارے اسلامی بھائیو! حضرت سیِّدُنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کتنے واضح الفاظ میں اپنا مبارک عقیدہ بیان کر رہے ہیں کہ میں ان موئے مبارک سے تبرک اور مدد حاصل کروں گا ۞ معلوم ہوا سیِّدُنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا یہ عقیدہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے موئے مبارک سے تبرک اور مدد حاصل کرنا دونوں جائز ہیں ۞ نیز یہ فقط سیِّدُنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا عقیدہ ہی نہیں تھا بلکہ آپ کا مشاہدہ بھی تھا کہ مجھے جنگوں میں ان ہی موئے مبارک کی برکت سے فتح و نصرت حاصل ہوتی ہے ۞ جب سیِّدُنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں ان سے برکت اور مدد حاصل کروں گا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی تائید فرمائی کہ جب تک تمہارے پاس یہ بال رہیں گے تمہیں ہمیشہ مدد و نصرت ہی ملے گی، تمہارے دشمنوں کو شکست و ذلت دی جائے گی۔ لہٰذا تبرکات سے برکت کا حُصُول فقط حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا عندیہ نہیں بلکہ نبوی تعلیم ہے ۞ سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے موئے مبارک سے

برکت اور مدد حاصل کرنے کا معاملہ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی نہ صرف حیاتِ مبارکہ میں تھا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے وصالِ ظاہری کے بعد بھی ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا کہ **اے خالد! جب تک یہ بال تمہارے پاس رہیں گے تب تک تمہاری مدد کی جاتی رہے گی** اور سیِّدُنا خالد بن ولید رضی اللہُ عنہ جب یہ واقعہ بیان کر رہے تھے اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا وصالِ ظاہری ہو چکا تھا۔ لٰہذا معلوم ہوا؛ جس طرح سرکارِ عالی وقار، مکی مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ظاہری حیاتِ مبارک میں مشکل کشا، دافعِ بلا تھے، وِصالِ ظاہری فرمانے کے بعد بھی مشکل کشا، دافعِ بلا ہیں بلکہ یہ تاثیر تو اللہ پاک نے جسمِ مصطفےٰ سے جُدا ہو جانے والے مبارک بالوں میں بھی رکھی ہے ۞ سیِّدُنا خالد بن ولید رضی اللہُ عنہ جب بطریق نسطور کے ساتھ لڑائی کر رہے تھے تو آپ کی مبارک ٹوپی گر گئی اور آپ اس کی تلاش میں لگ گئے، اس پر صحابہ کرام علیہمُ الرّضوان نے آپ سے سبب پوچھا اور آپ نے مذکورہ بالا ساری بات بیان کی لیکن آپ کے بیان پر کسی نے بھی انکار نہ کیا، معلوم ہوا کہ تمام صحابہ کرام علیہمُ الرّضوان کا یہ مبارک عقیدہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے گیسوؤں سے تبرک اور مدد حاصل کرنا جائز ہے۔

(فیضان فاروق اعظم جلد 2 صفحہ 210)

ہم سیہ کاروں پہ یاربّ! تپشِ محشر میں	سایہ افگن ہوں ترے پیارے کے پیارے گیسو
سوکھے دھانوں پہ ہمارے بھی کرم ہو جائے	چھائے رحمت کی گھٹا بن کے تمہارے گیسو

وِلایت مل گئی

امام الاولیاء سیدی داتا گنج بخش ہجویری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابو العباس مہدی

رحمۃاللہ علیہ مرُونامی علاقے کے کھاتے پیتے، خوش حال گھرانے کے چشم وچراغ تھے، والد صاحب کے انتقال کے بعد آپ کو وراثت میں بہت دولت ملی، ایک مرتبہ آپ کو پتہ چلا کہ فلاں کے پاس رحمت عالم حبیب مکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے دو موئے مبارک ہیں۔ آپ کے دِل میں موئے مبارک کا شوق اُبھرا، چنانچہ آپ نے کسی طرح سے وہ موئے مبارک حاصل کر لئے، بس انہی موئے مبارک کی برکت سے اللہ پاک نے آپ کو توبہ کی توفیق عطا فرمادی اور آپ کو وِلایَت کا درجہ بھی عنایت فرمایا۔

داتا حُضُور رحمۃُاللہ علیہ فرماتے ہیں: خواجہ مہدی سیّاری رحمۃُاللہ علیہ نے حضرت خواجہ ابو بکر واسطی رحمۃُاللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور ان کی خِدمت میں رِہ کر وہ مقام حاصل کیا کہ وِلایَت میں امام قرار پائے۔ حضرت خواجہ مہدی سیّاری رحمۃُاللہ علیہ نے وِصَال کے وقت یہ وصیت کی تھی کہ یہ دونوں موئے مبارک میرے منہ میں رکھ دیئے جائیں، چنانچہ آپ کی وصیت پر عمل کیا گیا، آپ کا مزار مبارک مرُونامی علاقے میں ہے۔ لوگ آپ رحمۃُاللہ علیہ کے مزار مبارک پر حاضِر ہوتے، اپنی حاجتیں طلب کرتے ہیں اور اللہ پاک اپنے ولی کامل کے صدقے میں لوگوں پر نظرِ رحمت فرماتا ہے۔

(کشف المحجوب 143)

آقا کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے موئے مبارک عطا فرمائے

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃاللہ علیہ کے والد ماجد شاہ عبدالرحیم رحمۃاللہ علیہ فرماتے ہیں ایک بار مجھے بخار ہوا اور طُول پکڑ گیا۔ یہاں تک کہ زندگی سے نااُمیدی ہو گئی، اسی دوران ایک بار مجھ پر غنودگی طاری ہوئی، میں نے خواب میں شیخ عبدالعزیز رحمۃُاللہ علیہ کو

دیکھا، آپ تشریف لائے اور فرمایا: بیٹا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم تیری عیادت (بیمار پرسی) کے لئے تشریف لارہے ہیں اور غالباً اسی طرف سے تشریف لائیں گے جس طرف تیری چارپائی کی پائنتی ہے، لہٰذا اپنی چارپائی کو پھیر لو تاکہ تمہارے پاؤں اس طرف نہ ہوں۔ فرماتے ہیں: اتنا سن کر مجھے افاقہ ہوا اور میری آنکھ کھل گئی، بُخار کی شدّت تھی، بات کرنے کی طاقت نہیں تھی، میں نے حاضرین کو اشارے سے ہی چارپائی کا رُخ پھیرنے دینے کا کہا، رُخ پھیر دیا گیا، مجھ پر پھر غنودگی طاری ہو گئی، چنانچہ اب خواب میں سرکارِ عالی وقار، مکی مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم تشریف لائے اور مجھ بیمار کے حال پر کرم کرتے ہوئے فرمایا: کَیْفَ حَالُكَ یَا بُنَیَّ؟ بیٹا! کیا حال ہے؟ مجھ جیسے کے لئے ایسا شفقت بھرا اِرشاد...! اللہ اکبر! اس پاکیزہ کلام کی لذّت مجھ پر ایسی غالِب ہوئی کہ مجھے وجد آگیا اور وارفتگی کی عجیب حالت طاری ہوئی۔ پھر سرکارِ عالی وقار، مکی مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے مجھے اس طرح گود میں لے لیا کہ رِیْش (یعنی داڑھی) مبارک میرے سَر پر تھی اور پیراہن مبارک میرے آنسوؤں سے تَر ہو رہا تھا، پھر آہستہ آہستہ یہ حالت سکون میں بدل گئی۔ اسی دوران مجھے خیال آیا کہ برسوں سے شوق ہے کہ اُمّت کے والی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے موئے مبارک نصیب ہو جائیں، آج کیسا کرم ہو جو مجھے میرے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم یہ دولت عطا فرمادیں۔ بَس میرے دِل میں خیال آنا تھا کہ حبیبِ خُدا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے میرے دِل کی بات جان لی اور اپنی ریش مبارک پر ہاتھ پھیر کر دو موئے مبارک مجھے عطا فرمادیئے۔ میں نے موئے مبارک کی دولت حاصل کی مگر دِل میں خیال انگڑائی لے رہا تھا کہ میں حالتِ خواب میں ہوں، نہ جانے بیدار ہونے کے بعد یہ بال مبارک میرے پاس

ہوں گے کہ نہیں؟ میرا یہ خیال بھی چشمِ نبوت سے چھپ نہ سکا، آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: بیٹا! یہ دونوں بال تیرے پاس ہی رہیں گے۔

اس کے بعد سرکارِ عالی وقار، مکی مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے لمبی زندگی اور صحت وعافیت کی بشارت عطا فرمائی تو مجھے اسی وقت آرام ہو گیا۔ پھر میری آنکھ کھل گئی، میں نے فوراً چراغ منگوایا اور دیکھا تو وہ دونوں بال مبارک میرے ہاتھ میں نہیں تھے، میں غمگین ہو گیا اور دِل ہی دِل میں دوبارہ بارگاہِ رسالت کی طرف متوجّہ ہوا، چنانچہ میں نے پھر خواب میں دیکھا کہ اُمّت کے والی، سرکارِ عالی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم جلوہ فرما ہیں اور فرما رہے ہیں: بیٹا! میں نے دونوں بال تیرے تکیے کے نیچے رکھ دیئے ہیں، وہاں سے لے لو!

میں نے بیدار ہونے کے بعد تکیے کے نیچے سے وہ دونوں موئے مبارک لے لئے اور انہیں پاکیزہ جگہ پر نہایت تعظیم وتکریم کے ساتھ محفوظ کر لیا۔

موئے مبارک کے تین کمالات

حضرت شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان مبارک بالوں کے تین کمالات دیکھے: (1): ایک یہ کہ وہ دونوں موئے مبارک آپس میں لپٹے رہتے تھے لیکن ان کے سامنے جب حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی ذات مقدسہ پر درود پاک پڑھا جاتا تو وہ دونوں بال مبارک علیحدہ علیحدہ ہو کر کھڑے ہو جاتے تھے۔

پڑھیئے جدوں درود تے زلفاں جھوم دیاں	ویکھے عجب خصال نے تیریاں زلفاں دے
اجمل مینوں ناز بڑا اے بختاں تے	میرے گھر وی وال نے تیریاں زلفاں دے

(2): دوم یہ کہ ایک مرتبہ تین آدمی جو اس معجزہ کے منکر تھے وہ آئے اور بحث

شروع کر دی کہ ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟ حُضُور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم خواب میں آکر کسی کو بال کیسے عطا فرما سکتے ہیں؟ خواب تو خواب ہوتا ہے، اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ اس بنیاد پر ان تینوں نے موئے مبارک کو آزمانا چاہا، میں بے ادبی کے خوف سے اس پر راضی نہ ہوا۔ لیکن کیا کرتے؟ مناظرہ لمبا ہو گیا، آخر میرے عزیزوں نے وہ بال مبارک اُٹھائے اور دُھوپ میں لے گئے، فوراً بادَل نے آکر سایہ کر دیا، حالانکہ دُھوپ سخت تھی، بادَل کا موسم بھی نہیں تھا۔ یہ دیکھ کر اُن میں سے ایک نے توبہ کر لی اور مان گیا کہ واقعی ہی حبیبِ خُدا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ہی کے موئے مبارک ہیں۔ دوسرے دو منکروں نے کہا: یہ اتفاقی امر ہے۔ چنانچہ دوسری بار پھر موئے مبارک کو دھوپ میں لے جایا گیا، اب کی بار بھی بادَل نے فوراً حاضِر ہو کر دُھوپ سے اَوٹ کر لی، اب دوسرا منکر بھی مان گیا اور توبہ تائب ہوا۔ تیسرا ابھی بھی اٹکا ہوا تھا، چنانچہ اس کی تسلی کے لئے موئے مبارک کو تیسری بار دُھوپ میں لے جایا گیا، اب کی بار بھی وہی معاملہ ہوا، فوراً بادَل آئے اور خِدمت انجام دی، اب تیسرے نے بھی مان لیا اور تَوبہ تائِب ہو گیا۔

(3): سوم یہ کہ ایک مرتبہ کچھ لوگ موئے مبارک کی زیارت کو آئے، صندوق جس میں وہ موئے مبارک تھے، میں اسے باہر لایا۔ کافی لوگ جمع تھے، میں نے تالا کھولنے کے لیے چابی لگائی تو تالا نہ کھلا، بڑی کوشش کی مگر تالا نہ کھل سکا، پھر میں نے اپنے دل کی طرف توجہ کی تو معلوم ہوا کہ ان زائرین میں فلاں شخص جُنُبی ہے یعنی اس پر غسل فرض ہے۔ اس سبب سے تالا نہیں کھل رہا، میں نے پردہ پوشی کرتے ہوئے سب کو کہا جاؤ اور دوبارہ طہارت کر کے آؤ! چنانچہ جب وہ جنبی شخص مجمع سے باہر گیا تو تالا آسانی سے کھل گیا اور ہم

سب نے زیارت کی۔(البرہان ص112)

قارئینِ کرام! ان حکایات میں سرکارِ عالی وقار، مکی مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی کرم نوازیوں، آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے تبرکات کی برکات اور محبتِ رسول کے ذوق افزاء نکات موجود ہیں، ایک اَہم بات جو یہاں قابلِ غور ہے، یہ کہ تبرکات سے متعلق اشکالات پالنا، دِل میں شکوک لانا اندازِ مسلمانی نہیں، ان تین افراد کا تو خیر ستارہ اَوج پر تھا، انہیں قُدرتِ باری تعالیٰ نے معجزاتِ مصطفٰے کے کرشمات دِکھا کر تَوبہ کی توفیق بخش دی، ورنہ ہر ایک کو معجزات دِکھائے نہیں جاتے، ہمارے زمانے میں بہت بدمذہب ہیں، جو تبرکات سے متعلق شکوک وشبہات کا شکار ہو کر ایسی بے باکیوں میں پڑتے ہیں کہ الامان والحفیظ!

تبرکات سے متعلق دلائل مانگنا کیسا؟

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنت، شاہ امام احمد رضا خان رحمۃُاللہ علیہ فرماتے ہیں (خلاصہ): یہ حقیقت ہے کہ سرکارِ عالی وقار، مکی مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے آثارِ شریفہ سے تَبرُّک زمانۂ رسالت وزمانۂ صحابہ کرام عَلَیہِمُ الرِّضوَان سے لے کر آج تک بِلاانکار رائج و معمول ہے اور اس کے محبوب و مستحب ہونے پر مسلمانوں کا اِجماع ہے، بخاری، مسلم اور دیگر کُتُبِ حدیث کی بہت ساری صحیح اَحادِیث اس پر گواہ ہیں۔

اور ایسی جگہ (یعنی تبرُّکات کے معاملے میں) ثبوتِ یقینی یا محدّثین کی شرائط کے مطابق سَند کی اَصلاً حاجت نہیں، اس کی تحقیق و تنقیح کے پیچھے پڑنا اور بغیر تحقیق کے تبرُّکات کی تعظیم و تبرُّک سے باز رہنا، سخت محرومی، کم نصیبی ہے، اَئِمّۂ دین نے صِرف حُضُور اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے نامِ پاک سے اس شے کا معروف ہونا ثبوت کے لئے کافِی سمجھا۔ امام قاضی

عیاض شفا شریف میں فرماتے ہیں: مِنْ اِعْظَامِهٖ وَ اِکْبَارِهٖ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم اِعْظَامُ جَمِیْعِ اَسْبَابِهٖ وَ اِکْرَامُ مَشَاهِدِهٖ وَ اَمْکِنَتِهٖ مِن مَّکَّةَ وَ الْمَدِیْنَةَ وَ مَعَاهِدِهٖ وَ مَالَمَسَهٗ علیہ السّلام اَوْ اُعْرِفَ بِهٖ حضور جانِ کائنات صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے تمام متعلقات کی تعظیم، آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے نشانات کی تعظیم، مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ کے مقامات، آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے محسوسات اور آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم سے نسبت رکھنے والی چیزیں جو آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے نامِ پاک سے شہرت رکھتی ہیں، ان کا احترام کرنا یہ سب حُضُور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی تعظیم و تکریم میں شامل ہے۔

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی فصل و من اعظامہ و اکبارہ الخ جلد 2 صفحہ 44)

اعلٰی حضرت رحمۃُاللہ علیہ مزید فرماتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے آثار و تبرکاتِ شریفہ کی تعظیم دینِ مسلمان کا فرضِ عظیم ہے، تابُوتِ سکینہ جس کا ذِکر قرآنِ عظیم میں ہے، جس کی برکت سے بنی اسرائیل ہمیشہ کافروں پر فتح پاتے تھے، اس میں کیا تھا؟

موسٰی اور ہارون علیہما السلام کے چھوڑے ہوئے تبرکات سے کچھ بقیہ تھا۔ موسٰی علیہ السّلام کا عصا، آپ کی نعلین مبارک، ہارون علیہ السّلام کا عمامہ وغیرہ۔ لٰہذا تواتُر سے ثابت کہ جس چیز کو کسی طرح حُضُورِ اقدس صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم سے کوئی علاقہ بدنِ اقدس سے چھونے کا ہوتا صحابہ و تابعین وائِمہ ٔ دین ہمیشہ اس کی تعظیم و حُرمت اور اس سے طلبِ برکت فرماتے آئے اور دینِ حق کے معظم اماموں نے تصریح فرمائی ہے کہ اس کے لئے کسی سند کی بھی حاجت نہیں بلکہ وہ چیز حُضُورِ اقدس صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے نامِ پاک سے مشہور ہو، اس کی تعظیم شعائرِ دین سے ہے۔ یہاں تک کہ برابر ائِمۂ دِین و عُلَمائے متقدمین نعلِ اقدس کی شبیہ

و مثال کی تعظیم فرماتے رہے اور اس سے صدہا عجیب مددیں پائیں اور اس باب میں مستقل کتابیں تصنیف فرمائیں، جب نقشے کی یہ برکت و عظمت ہے تو خُود نعلِ اقدس کی عظمت و برکت کو خیال کیجئے! پھر ردائے اَقدس، جُبّہ مقدس و عمامہ مکرم پر نظر کیجئے! پھر ان تمام آثار و تبرکاتِ شریفہ سے ہزاروں درجے اَعْظَم و اعلیٰ و اکرم و اَوْلیٰ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے ناخُن پاک کا تراشہ ہے کہ یہ سب ملبوسات تھے اور وہ جُزءِ بدنِ والا ہے اور اس سے اَجَل و اعظم و اَرفع و اَکْرم حُضُور پُر نور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی ریش مبارک کا موئے معطر ہے، مسلمانوں کا ایمان گواہ ہے کہ ہفت آسمان و زمین ہر گز اس ایک موئے مبارک کی عظمت کو نہیں پہنچتے۔

پَس ایسی جگہ بےاِدْراکِ سند تعظیم سے باز نہ رہے گا مگر بیمار دِل جس میں نہ عظمتِ شانِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم بَرْوَجْہ کافِی، نہ ایمانِ کامل۔ اور خصوصا جہاں سند بھی موجود ہو پھر تو تعظیم واعزاز و تکریم سے باز نہیں رہ سکتا مگر کوئی کھلا کافر یا چھپا منافق۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ اور یہ کہنا کہ آج کل اکثر لوگ مصنوعی تبرکات لئے پھرتے ہیں مگر یوہیں مجمل بلا تعین شخص ہو یعنی کسی شخص معین پر اس کی وجہ سے الزام یا بدگمانی مقصود نہ ہو تو اس میں کچھ گناہ نہیں، اور بلا ثبوت شرعی کسی خاص شخص کی نسبت حکم لگادینا کہ یہ انہیں میں سے ہے جو مصنوعی تبرکات لئے پھرتے ہیں، ضرور ناجائز و گناہ و حرام ہے کہ اس کا منشا صرف بدگمانی ہے اور بدگمانی سے بڑھ کر کوئی جھوٹی بات نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم فرماتے ہیں: اِیَّاکُمْ وَ الظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَکْذَبُ الْحَدِیْث بدگمانی سے بچو کہ بدگمانی سب سے بڑھ کر جھوٹی بات ہے۔

(صحیح البخاری کتاب الوصایا جلد ۱ صفحہ ۳۸۴)

ائمہ دین فرماتے ہیں:انما ینشوء الظن الخبیث من القلب الخبیث۔

خبیث گمان خبیث ہی دل سے پیدا ہوتا ہے۔(فیض القدیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث ۲۹۰۱ جلد ۳ صفحہ ۱۲۲)

(فتاوٰی رضویہ جلد21صفحہ78)

موئے مبارک سے متعلق دِلچسپ مکالمہ

شیخ الحدیث حضرت علامہ عبدالمصطفٰے اعظمی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب **منتخب حدیثیں** میں فرماتے ہیں: احمد آباد کا ایک واقعہ میری زندگی کی ناقابلِ فراموش داستان ہے۔ بارہویں شریف کے مہینے میں عام طور پر احمد آباد میں بہت سی جگہوں پر موئے مبارک کی زیارت کرائی جاتی ہے۔ایک مرتبہ غالباً "دلّی چکلہ" یا کسی دوسرے محلہ میں کسی جگہ موئے مبارک کی زیارت کا جلسہ تھا،لوگ زیارت کر رہے تھے کہ ناگہاں ایک وہابی نوجوان اکڑ گیا اور اہل محلہ سے مطالبہ کیا کہ اس بال کے موئے مبارک ہونے کا کیا ثبوت ہے؟ میں کس طرح یہ تسلیم کرلوں کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم ہی کا مقدس بال شریف ہے؟ اس پر بہت زیادہ **تُوتُو،میں میں** ہوئی۔ چنانچہ محلہ کے لوگ اس نوجوان کو لے کر میرے پاس دارالعلوم شاہ عالم میں آئے۔اس نوجوان نے بڑی بے باکی اور بے ادبی کے ساتھ مجھ سے گفتگو شروع کی اور مجھ سے بھی یہی مطالبہ کیا کہ آپ ثابت کیجئے کہ شہر احمد آباد میں جتنی جگہوں پر موئے مبارک ہیں وہ واقعی حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے **بال شریف** ہیں۔اس کا کیا ثبوت ہے؟اس وقت قدرتی طور پر مجھے یہ جواب سمجھ میں آیا کہ میں نے اس سے انتہائی

نرمی اور محبت کے لہجہ میں پوچھا کہ تمہارا کیا نام ہے؟اس نے کہا کہ **عبدالقادر**۔ پھر میں نے پوچھا: تمہارے والد کا کیا نام ہے؟ تو اس نے کہا کہ **عبداللہ بھائی** میں ایک منٹ خاموش رہا۔ پھر میں نے اس سے پوچھا: کیا تم عبداللہ بھائی کے بیٹے ہو؟اس نے کہا: جی ہاں۔ میں پھر ایک منٹ خاموش رہااور پھر اس سے پوچھا: کیا تم عبداللہ بھائی ہی کے بیٹے ہو؟میرے اس سوال پر وہ بھڑک اُٹھااور چلا کر کہا: کیاآپ بار بار مجھ سے یہی سوال کرتے ہیں کہ تم عبداللہ بھائی ہی کے بیٹے ہو؟ میں چپ رہا۔ جب اس کا غصہ بہت تیز ہو گیا تو میں نے کہا: میں نہیں مانتا کہ تم عبداللہ بھائی کے بیٹے ہو۔ تمہارے پاس کون سا ایسا ثبوت ہے کہ تم عبداللہ بھائی کے بیٹے ہو؟ جب تک تم اس کا ثبوت نہیں پیش کرو گے میں ہر گز ہر گز تم کو عبداللہ بھائی کا بیٹا نہیں مان سکتا۔ یہ سن کر وہ خاموش ہو گیا۔اب میں نے ڈانٹتے ہوئے تڑپ کر کہا: بولتے کیوں نہیں؟ کیا ثبوت ہے کہ تم عبداللہ بھائی کے بیٹے ہو؟ پھر بھی وہ چپ رہا مگر اس کا چہرہ اتر گیا۔ میں نے جب محسوس کر لیا کہ یہ اب لاجواب ہو چکا ہے تو میں نے خود اس سے کہا کہ بھائی! اس کے سوا تمہارے پاس اور کیا ثبوت ہے کہ تمہاری ماں نے یہ بتایا ہے کہ تم عبداللہ ہی کے بیٹے ہو؟ تمہاری ماں کے سوا تمہارے عبداللہ کا بیٹا ہونے پر دنیا بھر میں نہ کوئی گواہ ہے نہ کوئی ثبوت مگر تم محض اپنی ماں کے کہنے پر عبداللہ کے باپ ہونے کا اتنا پکا یقین رکھتے ہو کہ خانہ کعبہ کے اندر سر پر قرآن رکھ کر بھی تم یہی کہو گے کہ میں عبداللہ کا بیٹا ہوں۔ تو عزیزِ مَن! فقط ایک عورت کے کہہ دینے سے تم نے مان لیا اور یقین کر لیا کہ تمہارا باپ عبداللہ ہے تو آج سینکڑوں برس سے ہزاروں، لاکھوں انسان یہ کہتے چلے آئے ہیں کہ احمد آباد کے تمام موئے مبارک حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ہی کے بال شریف ہیں تو اگر ہم لوگ اس

بات کا یقین کر لیں کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم ہی کے مقدس بال ہیں تو اس میں اعتراض کی کیا گنجائش ہے ؟ ایک عورت تو جھوٹ بھی بول سکتی ہے مگر سینکڑوں برس کے ہزاروں لاکھوں مسلمانوں کے بارے میں یہ کیونکر باور کیا جا سکتا ہے کہ یہ سب جھوٹے ہیں ؟

میری یہ جذبات سے بھری ہوئی گفتگو سن کر وہ اس قدر متاثر ہوا کہ رو پڑا یہاں تک کہ وہ میرے گھٹنوں پر سر رکھ کر رونے لگا اور کہا کہ حضور ! میں توبہ کرتا ہوں کہ اب کبھی بھی میں ان مقدس بالوں کی تکذیب یا توہین و تنقیص نہیں کروں گا اور مجھے یقین ہو گیا کہ واقعی ہزاروں لاکھوں مسلمانوں کی بات جھوٹ اور غلط نہیں ہو سکتی۔

اس کے بعد وہ نوجوان کہنے لگا کہ حضور ! لیکن ایک شبہ میرے دل میں اور ہے جو کانٹے کی طرح کھٹک رہا ہے اس کے بارے میں بھی حضور کچھ روشنی ڈالیں تو میں بہت ہی ممنون ہوں گا شاید میرا یہ شبہ بھی دور ہو جائے۔ میں نے کہا: وہ کیا ہے ؟ کہنے لگا: رحمت عالم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کو اس دنیا سے تشریف لے گئے ساڑھے تیرہ سو برس سے زائد ہو گئے اس طویل مدت اور اتنے لمبے زمانے میں بال تو بال کوئی ہڈی بھی اپنی اصلی حالت پر بدستور قائم نہیں رہ سکتی۔ کیا کوئی بال ساڑھے تیرہ سو برس تک بغیر گلے سڑے جوں کا توں اپنی اصلی حالت پر باقی رہ سکتا ہے ؟

میں نے کہا: بیٹا ! تم بالکل ٹھیک کہتے ہو۔ میرے اور تمہارے بال ساڑھے تیرہ سو برس تو کیا برس دو برس بھی ایک حالت پر سلامت اور باقی نہیں رہ سکتے لیکن حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کا ارشاد ہے: اِنَّ اللہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ فَنَبِیُّ اللہِ حَیٌّ یُّرْزَقُ یعنی اللہ پاک نے زمین پر حرام فرما دیا ہے کہ وہ نبیوں کے بدن کو کھائے، اللہ کے سب نبی

زندہ ہیں اور ان کو روزی دی جاتی ہے۔(مشکوٰۃ، باب الجمعہ، ص۱۲۱)

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم زندہ ہیں، لہٰذا ان کے مقدس جسم کا گلنا سڑنا محال ہے اور حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے بال شریف حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ہی کے جسم کا ایک جزو ہیں تو اللہ پاک نے حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے ان بالوں کو بھی یہ فضیلت عطا فرمادی ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے جسم مبارک کی طرح کبھی سڑ گل نہیں سکتے۔ تم دیکھ لو کہ سینکڑوں برس سے احمد آباد کے ان تمام مقدس بالوں کا ایک ہی حالت پر قائم رہنا یہ بھی ایک کھلی ہوئی دلیل ہے کہ یہ سب حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ہی کے موئے مبارک ہیں ورنہ اگر کسی دوسرے کے یہ بال ہوتے تو کبھی کے سڑ گل کر فنا ہو چکے ہوتے۔ یہ سن کر وہ نوجوان پھر آبدیدہ ہو گیا اور کہنے لگا کہ خدا کی قسم! میرے تمام شبہات دُور ہو گئے اور مجھ کو یقین کامل ہو گیا کہ **یہ موئے مبارک بالکل اصلی ہیں** میں نے خدا کا شکر ادا کیا، لوگ بھی بہت خوش ہوئے اور وہ نوجوان بھی وہابیت سے مُتَنَفِّر ہو کر پختہ سُنّی ہو گیا۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ۔ (منتخب حدیثیں ص192)

موئے مبارک کے فراق میں جان دے دی

نواسۂ رسول حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کی اَوْلاد میں سے ایک بزرگ سید عبداللہ حسنی رحمۃ اللہ علیہ نے عرب شریف سے ہجرت فرمائی اور بصرہ سے ہوتے ہوئے ہندوستان تشریف لائے، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بیجاپُور میں قیام فرمایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس دیگر ضروری سامان کے ساتھ 3 مقدس تبرکات بھی تھے **(۱)**: سرکارِ دوعالم، نورِ مجسم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے موئے مبارک **(۲)**: امیر المؤمنین مولا علی مشکل کشا رضی اللہ عنہ کا عمامہ

شریف(۳): مولا علی رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کا زین مبارک۔

سید عبد اللہ حسنی رحمۃُاللہ علیہ 23 سال بیجاپُور میں قیام فرمارہے اور یہیں وِصال فرمایا۔ آپ کے بعد یہ تینوں تبرکات آپ کے بیٹے سید حمید رحمۃُاللہ علیہ کو ملے۔

ایک مرتبہ سید حمید رحمۃُاللہ علیہ کسی ضرورت کے تحت دِہلی تشریف لائے۔ یہاں آپ پانچ سال تک **مغل سرائے** میں قیام فرمارہے۔اسی دوران کشمیر کے علاقے راشیر کے رہنے والے مشہور تاجر حضرت خواجہ نُورُ الدِّین نیشاپوری رحمۃُاللہ علیہ تجارت کی غرض سے دہلی پہنچے، اتفاق سے ان کی ملاقات سید حمید رحمۃُاللہ علیہ سے ہوگئی، رفتہ رفتہ ان دونوں حضرات کے بہت قریبی تعلقات بھی ہوگئے، جب خواجہ نُورُ الدِّین رحمۃُاللہ علیہ دہلی سے کشمیر واپس جانے لگے تو آپ سید حمید رحمۃُاللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اس وقت ان کے دولت خانے پر معراج شریف کی محفل سجی ہوئی تھی اور محفل میں تبرکات کی زیارت بھی کروائی جارہی تھی۔ حضرت خواجہ نُورُ الدِّین رحمۃُاللہ علیہ بھی تبرکات کی زیارت سے مشرف ہوئے، جب انہوں نے موئے مبارک کی زیارت کی تو موئے مبارک کی محبت ان کے دِل میں اُتر گئی، بے قرار ہو کر اسی وقت سید حمید رحمۃُاللہ علیہ سے گزارش کی کہ برائے کرم موئے مبارک مجھے عنایت فرمادیجئے! سید حمید رحمۃُاللہ علیہ نے فرمایا: آپ تجارت پیشہ ہیں، تجارت کے کاموں میں مصرُوف رہیں گے، لہٰذا موئے مبارک کی پُوری طرح تعظیم نہیں ہو پائے گی۔

ادھر خواجہ نُورُ الدِّین رحمۃُاللہ علیہ پر موئے مبارک کی محبت کا ایسا غلبہ تھا کہ انہیں کسی پَل چین نہیں آرہا تھا، دِل سے آہیں نکل رہی تھیں اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

اسی رات سید حمید رحمۃُ اللہ علیہ کو خواب میں سرکارِ عالی وقار، مکی مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ غیب جاننے والے نبی، رسولِ ہاشمی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: بیٹا حمید! نُورُالدِّین کو مایُوس مت کرو! اس کی مراد پُوری کردو...!!

سید حمید رحمۃُ اللہ علیہ کی آنکھ کھلی تو آپ نے فوراً خواجہ نُورُالدِّین رحمۃُ اللہ علیہ کو بلایا اور بڑے ادب واحترام کے ساتھ موئے مبارک انہیں عطا فرمادیئے۔

خواجہ نُورُالدِّین رحمۃُ اللہ علیہ موئے مبارک لے کر دِہلی سے لاہور کے راستے کشمیر کے لئے روانہ ہوگئے۔ یہ ہفتہ کا دِن سن 1111 ہجری تھا اور شبِ قدر تھی، جب آپ لاہور پہنچے تو خواجہ نُورُالدِّین رحمۃُ اللہ علیہ کا بڑا شاندار استقبال ہوا، لاہور کے لوگوں نے بڑے والہانہ انداز میں انتہائی ادب واحترام کے ساتھ موئے مبارک کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔ اتفاقاً انہی دنوں لاہور میں سلطان اورنگ زیب عالمگیر بھی موجود تھے، جب انہیں حالات کا علم ہوا تو انہوں نے خواجہ نُورُالدِّین رحمۃُ اللہ علیہ کو دربار میں بلوایا اور اپنے پیر و مرشد حضرت ابو صالح رحمۃُ اللہ علیہ اور چند دیگر علماء و مشائخ کے کشف کے ذریعے موئے مبارک کی تصدیق کروائی، پھر عوام کے اطمینان کے لئے موئے مبارک کو آگ پر رکھا مگر کوئی اَثر نہ ہوا، دُھوپ میں رکھ کر دیکھا تو ان پاک مبارک بالوں کا سایہ نہ بنا، پھر موئے مبارک کو شہد والے کاغذ پر رکھا تو کوئی مکھی اس کے پاس نہ آئی۔

ان سب طریقوں سے تصدیق کر لینے کے بعد سلطان اورنگ زیب عالمگیر رحمۃُ اللہ علیہ نے خواجہ نُورُالدِّین رحمۃُ اللہ علیہ سے فرمایا: تم تاجر آدمی ہو، تجارت کی غرض سے جگہ جگہ سفر کرتے رہوگے، یہ موئے مبارک ہمیں دے دو، ہم ان کو اجمیر شریف میں خواجہ

غریب نواز رحمۃُاللہ علیہ کی درگاہ شریف میں ادب واحترام سے رکھیں گے۔ خواجہ صاحب رحمۃُاللہ علیہ کی درگاہ شریف موئے مبارک کے لئے بہتر اور مناسب جگہ ہے۔

خواجہ نُورُالدِّین جو موئے مبارک کی محبت میں وارفتہ تھے، پہلے تو آپ سلطان اورنگ زیب رحمۃُاللہ علیہ کی اس پیشکش پر راضی نہ ہوئے مگر سلطان نے اصرار ہی اتنا کیا کہ خواجہ نُورُ الدِّین رحمۃُاللہ علیہ کو نہ چاہتے ہوئے بھی موئے مبارک سلطان کے سپرد کرنے پڑے۔

خواجہ نُورُالدِّین رحمۃُاللہ علیہ نے موئے مبارک سلطان کے سپرد تو کر دیئے مگر ان کا دِل بے چین تھا، دِل سے پُر درد آہیں نکل رہی تھیں، موئے مبارک کا ہجر و فراق ایک پَل بھی چین نہیں لینے دے رہا تھا، آپ یہ صدمہ برداشت نہ کر پائے اور اسی غم میں دُنیا سے رخصت ہو گئے۔

آخری وقت خواجہ نُورُالدِّین رحمۃُاللہ علیہ نے یہ وصیت کی کہ انتقال کے بعد مجھے وہیں دفن کیا جائے، جہاں موئے مبارک تشریف فرما ہوں، یہ کہتے ہی آپ کی روح پرواز کر گئی۔ وِصَال کے بعد خواجہ میدانش ان کے سرہانے بیٹھے یہ سوچ رہے تھے کہ خواجہ نُورُ الدِّین رحمۃُاللہ علیہ کی وصیت کیسے پُوری کی جائے؟ اتنے میں سلطان اورنگ زیب رحمۃُاللہ علیہ کا قاصد آیا اور کہا: آپ کو سلطان یاد فرما رہے ہیں۔ خواجہ میدانش فوراً دربار میں پہنچے۔ سلطان اورنگ زیب رحمۃُاللہ علیہ نے فرمایا: مجھے خواب میں اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی، خلفائے راشدین بھی حُضور کے ساتھ تھے اور آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کہیں تشریف لئے جا رہے تھے۔ میں نے عرض کیا: حُضُور! کہاں کا قصد فرمایا ہے؟ ارشاد فرمایا: دِہلی سے آ رہا ہوں اور کشمیر جانے کا ارادہ ہے، تم نے ہمارے عاشق کو غمگین اور

مایُوس کر دیا ہے، اس کی تمنّا پُوری کر دو۔ سلطان اور نگ زیب رحمۃُاللہ علیہ کا خواب سُن کر خواجہ میدانش نے خواجہ نُورُالدِّین رحمۃُاللہ علیہ کی وصیت اور وفات کے متعلق بتایا، یہ سُن کر سلطان کو بہت صدمہ ہوا لیکن اب کر بھی کیا سکتے تھے۔ بہر حال! اب سلطان نے موئے مبارک کو صندل کے ایک صندوق میں رکھوایا اور پالکی کو خوب سجا کر موئے مبارک کے صندوق اور خواجہ نُورُ الدِّین رحمۃُاللہ علیہ کے جسدِ خاکی کو کشمیر کے لئے روانہ کر دیا۔ یہ مبارک قافلہ لاہور سے روانہ ہوا اور 1111 ہجری بروز جمعہ شوپیان پہنچا۔

موئے مبارک کے استقبال کے لئے ہزاروں کا مجمع راستے پر جمع تھا۔ شیخ الوقت حضرت داؤد چشتی رحمۃُاللہ علیہ کے ساتھ دیگر کئی عُلَما و مشائخ درود و سلام پڑھتے ہوئے نہایت ادب و احترام سے ننگے پاؤں چل رہے تھے۔

علما و مشائخ کے مشورے سے باغ صادق خان میں شاہجہان بادشاہ کی بنوائی ہوئی ایک خوبصُورت عمارت میں موئے مبارک کو رکھا گیا اور خواجہ نُورُ الدِّین رحمۃُاللہ علیہ کے عزیزوں نے اسی عمارت کے ساتھ زمین خرید کر آپ کو وہاں دفن کر دیا۔ چند دنوں بعد سلطان اور نگ زیب رحمۃُاللہ علیہ نے کشمیر کے گورنر کو پیغام بھیجا کہ حضرت بَل (یعنی وہ عمارت جس میں موئے مبارک تشریف فرماہیں اس) کو مسجد بنا دیا جائے، وہاں نمازِ پنجگانہ اور جمعہ کا انتظام کیا جائے اور وہاں صبح و شام درودِ پاک کی بھی کثرت کی جائے اور اس مسجد کا متولی خواجہ نُورُالدِّین رحمۃُاللہ علیہ کے ورثاء میں سے کسی کو بنایا جائے۔

شیخ الوقت حضرت داؤد چشتی رحمۃُاللہ علیہ کے حکم پر اس وقت کے شاعر مرزا قلندر بیگ نے موئے مبارک کی منظوم تاریخ لکھی، حضرت بَل درگاہ شریف میں موئے مبارک آج

بھی تشریف فرما ہیں۔

موئے مبارک کی بے ادبی کا انجام

1199ء کی بات ہے، کشمیر کے گورنر آزاد خان نے موئے مبارک کو پرکھنے کے لئے اُوپر کے مبارک سرے سے پکڑ کھینچا تھا جس کی وجہ سے موئے مبارک کا نیچے کا سرا ایک نقطے برابر شہید ہو گیا۔ وہ شہید شُدہ مبارک حِصَّہ موئے مبارک کی شیشی کی تہہ میں رہا اور اب تک موجود ہے۔ آزاد خان جس نے یہ گستاخی کی تھی، اسے گستاخی کی یہ سزا ملی کہ چالیس دن کے بعد پونچھ نامی علاقے میں ایک جنگ ہوئی جس میں آزاد خان کا سر قلم کر کے کابل کے بادشاہ کے پاس بھیجا گیا۔

موئے مبارک کی بے ادبی کی وعید:

قارئینِ کرام حضور جانِ کائنات صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کائنات کی سب سے معظم و باعزّت شخصیت ہیں، آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی اور آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے نسبت رکھنے والی ہر چیز کی کمال تعظیم کرنا جزوِ ایمان بلکہ عین ایمان ہے اور آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی یا آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے نسبت رکھنے والی کسی چیز کی توہین کرنا ایمان کے لئے سخت اشد نقصان دِہ ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہ وَجۡہَہُ الۡکَرِیۡم سے روایت ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اپنا بال مبارک پکڑا ہوا تھا اور فرما رہے تھے جس نے میرے ایک بال کو (بھی) اذیت پہنچائی اس پر جنت حرام ہے۔ (کنز العمال حدیث: 35351)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے میرے ایک بال کو اذیت پہنچائی تو اس نے مجھے اذیت پہنچائی اور جس نے مجھے اذیت پہنچائی اس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت پہنچائی۔

(جامع صغیر، 135/3)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے بال مبارک پکڑا ہوا تھا اور فرما رہے تھے کہ جس نے میرے ایک بال کو اذیت پہنچائی تو اس نے مجھے اذیت پہنچائی اور جس نے مجھے اذیت پہنچائی اس نے اللہ پاک کو اذیت پہنچائی تو اس پر آسمان بھر اور زمین بھر اللہ پاک کی لعنت ہو اور اللہ پاک اس کا نہ کوئی فرض قبول فرمائے گا نہ کوئی نفل۔

(کنز العمال، معجزانہ واخبارہ بالغیب، 349/12، موسسۃ الرسالہ، بیروت)

جو شخص حضور اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو تمام انبیا میں آخر نبی نہ جانے یا حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی کسی چیز کی توہین کرے یا عیب لگائے، آپ کے موئے مبارک کو تحقیر سے یاد کرے، آپ کے لباس مبارک کو گندہ اور میلا بتائے، حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے ناخن بڑے بڑے کہے یہ سب کفر ہے۔(بہار شریعت حصہ نہم ص 463)

موئے مبارک سمیت دفن کئے گئے

◈ حضرت ثابت بُنانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا: یہ رسولِ اکرم، نورِ مجسم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا موئے مبارک ہے، جب میرا وصال ہو تو اسے میری زبان کے نیچے رکھ دینا، میں نے وصیت پر عمل کیا اور آپ موئے مبارک سمیت ہی دفن کئے گئے۔(اصابہ، ترجمہ انس بن مالک ص 277) ◈ اَوّل ملوکِ اسلام حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی کہ مجھے غسل دے کر میری آنکھوں اور لبوں پر سلطانِ دوجہاں صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے ناخن مبارک اور بال شریف رکھ دیئے جائیں تاکہ حسابِ قبر میں آسانی ہو۔(صراط الجنان فی تفسیر القرآن، 367/2) ◈ حضرت عمر بن عبد

العزیز رحمۃ اللہ علیہ چھٹے خلیفۂ راشد ہیں، آپ کی وفات کا وقت آیا تو آپ نے رسولِ اکرم، نورِ مجسم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے کچھ بال مبارک اور ناخن شریف منگوائے اور وصیت کرتے ہوئے فرمایا: یہ میرے کفن میں رکھ دیئے جائیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔(الطبقات الکبری لابن سعد، عمر بن عبد العزیز، ۳۱۸/۵) ۞ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے پاس سرکارِ عالی وقار، مکی مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے تین موئے مبارک تھے، آپ نے وقتِ وصال وصیت فرمائی: دو موئے مبارک میری دونوں آنکھوں پر اور تیسرا میری زبان کے نیچے رکھ دیا جائے، آپ کی وصیت پر عَمَل کیا گیا اور آپ موئے مبارک سمیت دفن کئے گئے۔

(تاریخ اسلام از ذہبی، حرف الالف جلد 18 صفحہ 139)

سبحان اللہ ! اسلامی بھائیو! یہ صحابۂ کرام علیہم الرضوان وتابعین کا عَمَل مبارک ہے جسے شریعت میں حُجَّت قرار دیا گیا ہے، اس سے معلوم ہوا؛ قبر میں تبرکات رکھنا بالکل جائز اور نفع بخش ہے کہ اس سے قبر کے حساب کتاب میں آسانی ہوتی اور مشکلات ٹلتی ہیں۔

کفن پر لکھنے کی دُعائیں

جسے موئے مبارک میسر نہ ہوں، وہ دیگر تبرکات مثلاً عہد نامہ، شجرہ شریف وغیرہ قبر میں رکھنے کی ترکیب کرے، ان شآءاللہ ! قبر میں اس کی برکتیں نصیب ہوں گی۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت ذِکْر کی کہ یہ دُعا کفن پر لکھ کر میت کے سینے کے سامنے رکھ دی جائے، اس کی برکت سے، مردے کو نہ عذابِ قبر ہوگا، نہ وہ منکر نکیر کو دیکھے گا۔

دُعا یہ ہے: لَآ اِلٰہ الا اللہ واللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ وحدہ، لاشریک لہ لا الٰہ الا اللہ لہ الملک ولہ الحمد لا الٰہ الا اللہ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔(فتاوٰی رضویہ، جلد: ۹، ص ۱۱)

تبرکات حاصل کرنے کے لئے سوال کرنا

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک عورت ایک چادر لے کر آئی، اس نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم میں نے یہ چادر اپنے ہاتھ سے بُنی ہے، میں آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے پہننے کے لیے لائی ہوں، حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو ضرورت تھی اس لیے آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے وہ چادر لے لی، پھر حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم وہی چادر بطورِ تہبند باندھے ہمارے پاس تشریف لائے، صحابہ کرام علیہمُ الرّضوان میں سے ایک نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کیا ہی اچھی چادر ہے یہ مجھے پہنادیجئے۔

حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: ہاں، کچھ دیر بعد حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم مجلس سے تشریف لے گئے پھر واپس آئے اور وہ چادر لپیٹ کر اُس صحابی رضی اللہ عنہ کو عنایت فرمادی، حاضرین نے اس صحابی رضی اللہ عنہ سے کہا: تو نے اچھا نہ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے اس چادر کا سوال کیا حالانکہ تجھے معلوم ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کسی سائل کا سوال رد نہیں فرماتے وہ بولا: اللہ پاک کی قسم! میں نے صرف اس لیے سوال کیا کہ جس دن میں مر جاؤں یہی چادر میرا کفن بنے (اور حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی برکت سے عذابِ قبر سے محفوظ رہ سکوں اور اللہ پاک کی رحمت سے حصہ پاؤں)۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (واقعی) وہ چادر اس کا کفن ہی بنی۔

(بخاری، کتاب الجنائز جلد ۱ صفحہ ۴۳۱، حدیث: ۱۲۷۷)

دو جہاں کی بہتریاں نہیں کہ امانیِ دل وجاں نہیں

کہو کیا ہے وہ جو یہاں نہیں مگر اک" نہیں " کہ وہ ہاں نہیں

بابرکت پیالہ

ایک دن سقیفۂ بنی ساعدہ میں حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ رونق افروز تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ہمیں پانی پلاؤ۔ چنانچہ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے ایک پیالہ میں آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو پانی پلایا۔ حضرت ابو حازم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم لوگ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کے یہاں مہمان ہوئے تو انہوں نے وہی پیالہ ہمارے واسطے نکالا اور برکت حاصل کرنے کے لئے ہم لوگوں نے اسی پیالے میں پانی پیا۔ اس پیالہ کو حضرت عمر بن عبدالعزیز اموی خلیفہ عادل رضی اللہ عنہ نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مانگ کر اپنے پاس رکھ لیا۔

(مسلم جلد ۲ صفحہ ۱۶۹ باب اباحۃ النبیذ الذی الخ)

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ برکت حاصل کرنے کے لئے ان کے تبرکات مانگنا بہت ہی بہتر ہے جس پر بادشاہوں کو فخر ہوتا ہے۔ صحابہ کرام علیہمُ الرّضوان نے حضور انور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے بال شریف، تہبند، فضالہ، پانی حضور انور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے مانگا ہے بال اور تہبند شریف اپنی قبروں میں لے گئے ہیں، حضور خواجہ اجمیری رضی اللہ عنہ کے لنگر کا دلیہ سلاطین دکن مانگ کر حاصل کرتے ہیں ہم کو اس پر فخر ہے ہم گدائے آستانہ غوثیہ ہیں۔

(مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح جلد 3 صفحہ 79)

موئے مبارک رکھنے کے آداب

موئے مبارک گھر/قبر میں رکھنے کا فائدہ

تفسیر روح البیان میں ہے کہ اگر سید العلمین، شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا موئے مبارک یا عصامبارک یا کوڑا مبارک کسی مسلمان کے گھر میں یا شہر میں ہو تو ان تبرکات کی برکت سے وہاں کے رہنے والوں کو کوئی آفت، کوئی بلا نہ پہنچے گی اگرچہ وہ نہ جانتے ہوں۔ (تفسیر روح البیان جلد 3 صفحہ 259)

اگر سید دوعالم رحمت مجسم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا بال مبارک یا آپ کا عصا یا کوڑا مبارک کسی بڑے سے بڑے گناہگار کی قبر پر رکھ دیئے جائیں (بشرطیکہ وہ صحیح العقیدہ ہو) تو ضرور وہ گناہگاران تبرکات کی وجہ سے بخشا جائے گا۔ (تفسیر روح البیان جلد 3 صفحہ 259)

حضرت سیدنا امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اس کی تائید میں ایک مثال بیان کرتے ہیں فرمایا: عذاب کے معاف ہونے کی وجہ یہ ہے کہ فرشتے اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی غایت درجہ تعظیم کرتے ہیں تو جب وہ ایسے تبرکات کسی کے گھر میں یا کسی قبر میں دیکھتے ہیں تو حبیب خدا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی عظمت کی خاطر عذاب میں تخفیف کر دیتے ہیں۔ (البرہان ص117)

گھر میں موئے مبارک رکھنا

امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ سے عرض کی کہ ہمارے پاس حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے موئے مبارک ہیں۔ جو ہمیں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یا ان کے گھر والوں سے ملے ہیں۔ حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر ارشاد فرمایا: میرے پاس رسول کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا ایک بال ہو یہ بات مجھے دنیا

ومافیھا (دنیااور جو کچھ دنیا میں ہے) سے زیادہ محبوب ہے۔

(بخاری جلد 1 صفحہ 29)

اگر اللہ پاک کے خاص کرم، اس کے محبوب عظیم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی نظر رحمت سے آپ پر یہ سعادتوں کے در کھلے ہیں اور اس نعمت عظمیٰ سے آپ فیض یاب ہو رہے ہیں تو اپنی قسمت پر ناز کے ساتھ ساتھ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے نعلین مبارک حاصل کرنے والے ایک خوش نصیب کا ادب ملاحظہ فرمائیے، اور اس نعمت عظمی کا ادب کیجئے، چنانچہ

اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ فتاوی رضویہ جلد 22، ص 61 پر لکھتے ہیں کہ سلطان اشرف عادل نے شہر دمشق کے مدرسہ اشرفیہ میں خاص درس حدیث کے لئے ایک مکان دارالحدیث کے نام سے بنایا اور اس پر کثیر جائداد وقف فرمائی اور اس کی قبلہ کی جانب مسجد بنائی اور محراب مسجد سے مشرق کی طرف ایک مکان حضور اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے نعلین مبارک کے لیے بنایا اور اس کے دروازے کے کواڑ سونے سے اس طرح ملمع کئے کہ بالکل سونے کے معلوم ہوتے تھے۔ اور نعل مبارک کو آبنوس کے صندوق میں باادب رکھا اور بیش بہا پردوں سے مزین کیا یہ دروازہ ہر پیر (سوموار) اور جمعرات کو کھولا جاتا اور لوگ زیارت کر کے برکات حاصل کرتے۔

محدث علامہ حافظ برہان الدین حلبی رحمۃ اللہ علیہ نور النبر اس میں فرماتے ہیں: ہمارے استاذ امام محدث امین الدین مالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وفی دار الحدیث لطیف معنی — وفیھا منتہی اربی وسؤلی

احادیث الرسول علی تتلی — وتقبیلی لاثار الرسول

مدرسہ دارالحدیث میں ایک لطیف مقصد ہے اور اس میں میرا مقصد اور مطلوب بروجہ کامل حاصل ہے حضور والا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی حدیثیں مجھ پر پڑھی جاتی ہے اور حضور والا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے آثار شریفہ کا بوسہ مجھے نصیب ہوتا ہے۔

(فتاوی رضویہ جلد22 صفحہ 61، ملخصا)

موئے مبارک کی تعظیم بھی تعظیم مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے

امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ شفا شریف میں فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے تمام متعلقات کی تعظیم اور آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے نشانات اور مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ کے مقامات اور آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے محسوسات اور آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی طرف منسوب ہونے کی شہرت والی اشیاء کا احترام یہ سب حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی تعظیم و تکریم ہے۔

(شفاء بتعریف حقوق المصطفٰی فصل و من اعظامہ واکبارہ جلد ۲ صفحہ ۴۴)

جس نے موئے مبارک کو اذیت پہنچائی

۞ حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: (سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم وھو آخذ شعرہ یقول: من آذی شعرۃ من شعری فلجنۃ علیہ حرام) ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے سنا انہوں نے اپنا بال مبارک پکڑا ہوا تھا اور فرما رہے تھے جس نے میرے ایک بال کو (بھی) اذیت پہنچائی اس پر جنت حرام ہے۔

(کنزالعمال حدیث: 35351)

۞ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے راویت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے

ارشاد فرمایا(مَن آذی شَعرَۃً منی فقَد آذَانِی وَمَن آذانِی فقَد آذی اللہ)ترجمہ: جس نے میرے ایک بال کو بھی اذیت پہنچائی تو اس نے مجھے اذیت پہنچائی اور جس نے مجھے اذیت پہنچائی اس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت پہنچائی۔

(جامع صغیر، ج3، ص135)

۞ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: (حدثنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم وھو آخذ بشعرۃ فقال: من آذنی ومن آذانی اللہ امن آذی اللہ لعنہ اللہ مل ءالسماوات وملءالارض، لایقبل اللہ منہ صرفاولاعدلا)ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے بال مبارک پکڑا ہوا تھا اور فرمارہے تھے کہ جس نے میرے ایک بال کو اذیت پہنچائی تو اس نے مجھے اذیت پہنچائی اور جس نے مجھے اذیت پہنچائی اس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت پہنچائی تو اس پر آسمان بھر اور زمین بھر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اور اللہ تعالیٰ اس کا نہ کوئی فرض قبول فرمائے گا نہ کوئی نفل۔

(کنز العمال، معجزانہ واخبارہ بالغیب، ج12، ص349، موسسۃ الرسالہ، بیروت)

۞ جو شخص حضور اقدس صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کو تمام انبیا میں آخر نبی نہ جانے یا حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی کسی چیز کی توہین کرے یا عیب لگائے، آپ کے موئے مبارک کو تحقیر سے یاد کرے، آپ کے لباس مبارک کو گندہ اور میلا بتائے، حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے ناخن بڑے بڑے کہے یہ سب کفر ہے۔(بہار شریعت حصہ نہم ص463)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

گھر میں موئے مبارک رکھنے کے آداب

الحمدللہ! اللہ کریم کے فضل و کرم سے کئی عاشقانِ رسول کے پاس موئے مقدس جلوہ فرماہیں، انہیں گھر میں رکھنا یقیناً برکت ہی برکت ہے۔ البتہ گھر میں موئے مبارک رکھنے کے آداب کالحاظ رکھنا نہایت ضروری ہے۔ مثلاً

گھر کی ایسی جانب جس طرف پاؤں نہ ہوتے ہوں، ہوسکے تو اس جانِب موئے مبارک کا مخصوص کمرہ بنوالیجئے! کاش! اس کام کے لئے عاشقِ رسول مِعْمار تلاش کیا جائے جو باوُضُو تلاوتِ قرآن کرتے اور درود وسلام پڑھتے ہوئے کمرہ تعمیر کرے۔ اس کمرے میں قبلہ کی جانِب ایک الماری بنوالیجئے! اس میں موئے مبارک کا فریم رکھا جائے۔ اس مکانِ عالی شان میں روزانہ عمدہ قسم کی خوشبو سلگائی جائے۔ صبح و شام موئے مبارک کے سامنے حاضِر ہو کر درود وسلام کے نذرانے پیش کئے جائیں۔

موئے مبارک کے ادب کا ایک انداز

جانشینِ امیر اہلسنت حاجی عُبَید رضا عطاری کے پاس موئے مبارک تھے، آپ نے موئے مقدس کی تعظیم کے پیشِ نظر اپنے مکان کی چھت پر ایک خصوصی بکس بنوایا تھا، موئے مبارک اس میں جلوہ گر رہتے، کبھی ضرورت کی بِنا پر پانی کی ٹینکی (جو اس بکس سے اونچی تھی، اس) میں جھانکنا پڑتا تو جانشینِ امیر اہلسنت حاجی عبید رضا عطاری موئے مبارک کا بکس سَر پر رکھتے، پھر سیڑھی پر چڑھ کر پانی کی ٹینکی میں دیکھنے جاتے، یہ اس لئے تھا کہ کہیں آپ کے پاؤں موئے مبارک سے اونچے نہ ہو جائیں۔

موئے مبارک رکھنے کے مختلف انداز

(۱): ٹوپی میں رکھنا:

جیسا کہ مشہور ہے، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اپنی ٹوپی میں موئے مبارک سجائے تھے۔ خیال رہے! ہمارے ہاں ٹوپی کی اتنی زیادہ تعظیم نہیں کی جاتی، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے موئے مبارک ٹوپی میں سجائے تو اس کی بہت تعظیم بھی کیا کرتے تھے، ایک موقع پر جنگ میں ٹوپی سَر سے نیچے آگئی تو آپ نے اپنی جان کی پرواہ نہ کی بلکہ ٹوپی کی فکر میں لگ گئے، جو اس طرح اپنی جان سے بڑھ کر اہمیت دے سکتا ہو، وہی موئے مبارک کو ٹوپی میں سجائے۔

(۲): چاندی کی ڈبیہ میں رکھنا:

جیسے حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت گزری کہ آپ نے چاندی کی ڈبیہ میں موئے مقدس سجائے تھے۔

(۳): مکعب نما بکس بنا لیجئے:

سامان: مکعب نما بکس، صندل کا برادہ، عطرِ گلاب، ڈبیہ، سُوئی، چمٹی۔ مکعب نما (چار کونوں والا) شیشے کا ایک بکس بنا لیجئے! بکس کے ایک جانب شیشے کے درمیان میں محدب عدسہ (جو اشیاء کی جسامت کو بڑھا کر دکھاتا ہے، جس سے کمزور نظر والوں کو آسانی سے نظر آسکے) لگوا لیجئے! بکس کے درمیان محدب عدسہ کی سیدھ میں ایک ڈبیہ رکھی جائے جس کو شیشے کے پیندے سے نلی کے ساتھ سپورٹ دی جائے۔ اس ڈبیہ میں صندل کا برادہ (صندل کا برادہ

پنسار سے مل سکتا ہے) جس میں عطر گلاب ملا ہو رکھ دیا جائے۔ صندل کے اس برادے میں سوئی سے معمولی سا سوراخ کر کے چمٹی کے ساتھ موئے مبارک پکڑ کر اس سوراخ میں رکھ کر سوئی سے ملا دیجئے۔

بعض خوش نصیب اسلامی بھائیوں کے پاس ایسے موئے مبارک جلوہ فرما ہوتے ہیں جن کی لمبائی زیادہ ہوتی ہے۔ایسے موئے مبارک رکھنے کا ایک انداز یوں بھی ہو سکتا ہے: مکعب نما(چار کونوں والا) ایک ایسا بکس بنایا جائے۔ جس کے اوپر کا حصہ گنبد نما بنا ہو۔اوپر والے گنبد نما حصہ میں ایک ایسا نٹ (بولٹ) لگایا جائے جس میں سوراخ ہو۔اس بکس کے پیندے میں چاندی کی ٹرے میں شہد صاف کیا ہوا موم ہو۔موئے مبارک کے ایک طرف موم لگا کر اوپر والے گنبد نما حصہ میں نٹ کے اندر پیوست کر دیا جائے۔اس طرح موئے مبارک نیچے جھومتے ہوئے دکھائی دیں گے۔

کعبہ شریف کا ماڈل:

موئے مبارک رکھنے کا ایک انتہائی آسان طریقہ یہ بھی ہے کہ کعبہ شریف کا ایک ماڈل بنالیا جائے۔کعبہ شریف کے ماڈل کے اوپر سفید کپڑا رکھا جائے۔کپڑے پر عطر لگا کر موئے مبارک اس کے اوپر رکھ دیا جائے۔کعبہ شریف کے اس ماڈل کو شیشے کے بکس میں رکھا جائے۔

موئے مبارک کو فریم میں کیسے رکھا جائے؟

سامان: چاندی کی ڈبیہ (فریم میں جہاں موئے مبارک رکھنا ہے) عطر گلاب، صندل کا برادہ(پنسار کی دکان سے مل سکتا ہے)، چمٹی، سوئی، چمچ۔ جس دن موئے مبارک کو فریم میں

رکھنا ہو ممکنہ صورت میں فجر کے بعد کا وقت رکھا جائے کہ اس وقت کے کام میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے برکت کی دعا کی ہے۔ خود غسل کر کے دھلے ہوئے سفید رنگ کے کپڑے زیب تن کیجئے کیوں کہ سفید لباس ہر لباس سے بہتر ہے اور سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اس کو پسند فرمایا۔ کپڑوں پر عطر لگا لیا جائے۔ جہاں فریم رکھنے کا ارادہ ہو وہاں خوشبو سلگا دی جائے۔ موئے مبارک فریم میں رکھنے سے قبل وہاں نعت خوانی و درود و سلام کا ورد کیا جائے۔ صندل کے برادے میں گلاب کا عطر ڈال کر مکس کر لیں۔ چمچ کے ساتھ اس برادے کو چاندی کی ڈبیہ میں ڈال دیں۔ سوئی کے ساتھ برادے میں جہاں موئے مبارک رکھنا ہے معمولی سا سوراخ بنالیں۔ درود پاک کی صداؤں میں چمٹی کے ساتھ موئے مبارک لے کر صندل کے برادے کے سوراخ میں رکھیں اور سوئی کے ساتھ برادے کو ملا دیں۔

موئے مبارک کو غُسل دینے کا طریقہ

سامان: آبِ زم زم شریف، چمٹی، سوئی، پیالہ، عطر۔

۞ جس مقام پر غسل دینے کا ارادہ ہو وہاں خوشبو سلگا لیجئے! ۞ غسل دینے سے قبل نعت خوانی کیجئے یا کروایئے اور درود و سلام کا وِرْد کیجئے ۞ آبِ زم زم شریف مناسب مقدار میں پیالہ میں ڈال لیجئے ۞ درود پاک پڑھتے ہوئے موئے مبارک کو فریم سے چمٹی کے ساتھ آبِ زم زم شریف میں رکھ دیں اور ڈبیہ کو معمولی سا ہلائیں ۞ کچھ دیر موئے مبارک کو آبِ زم زم شریف میں رہنے دیں ۞ درود پاک پڑھتے ہوئے چمٹی کے ساتھ آبِ زم زم شریف سے موئے مبارک لے کر فریم میں رکھ دیں ۞ موئے مبارک کے

غسل والا پانی پیالے میں ڈال کر حاضرین یا جس کو چاہیں برکت کے لئے دیجئے۔

موئے مبارک کی زیارت کے آداب

جن خوش بختوں کے پاس موئے مبارک تشریف فرما ہیں، انہیں چاہئے کہ اچھی اچھی نیتوں کے ساتھ وقتاً فوقتاً لوگوں کو موئے مبارک کی زیارت کروائیں اور خیر خواہیٔ مسلم کا ثواب حاصل کریں۔ موئے مبارک ہوں یا نعلِ پاک یا کوئی سے تبرکات ان کی زیارت کرنے/کروانے میں ان آداب کا لحاظ رکھئے!

۞ کوشش کیجئے کہ موئے مبارک (یا دیگر تبرکات) قبلہ کی جانِب ہوں تاکہ زیارت کرنے والے قبلہ رُو ہو کر زیارت کر پائیں ۞ میز یا تختہ وغیرہ جس پر موئے مبارک تشریف فرما ہوں گے، اس پر سفید کپڑا بچھائیے ۞ عمدہ سے عمدہ خوشبو مہکائیے کہ جانِ عالم، نورِ مجسم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم خوشبو کو پسند فرماتے ہیں۔

عنبر زمیں، عبیر ہوا، مشک تَر غُبار
ادنیٰ سی یہ شناخت تِری رہ گزر کی ہے

۞ تمام زائِرین کو باوُضو پاک صاف ہو کر زیارت کے لئے آنے کی تاکید کیجئے ۞ زیارت کا انتظام یُوں ہو کہ زائِرین دائیں جانِب سے آئیں اور بائیں طرف چلے جائیں ۞ درودِ پاک پڑھتے ہوئے زیارت کیجئے ۞ اس دوران خوش الحان نعت خوان نعتیں پڑھتے رہیں تو کیا ہی بات ہے...! ۞ موئے مبارک کے حضور حاضری کے وقت نیاز مندی و عاجزی کا اظہار کیجئے اور سرکارِ عالی وقار، مکی مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کا تصور باندھ کر خُود پر عظمت وہیبت طاری کرنے کی کوشش کیجئے۔ حضرت ابوابراہیم تجیبی رحمۃ اللہ

علیہ فرماتے ہیں: ہر مومن پر واجب ہے کہ جب رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا ذِکر کرے یا اس کے سامنے ذِکرِ مصطفٰے کیا جائے تو پُر سکون ہو جائے، عاجزی و نیاز مندی کا اِظہار کرے اور اپنے دِل میں عظمت و جلالتِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا ایسا ہی تاثر پیدا کرے جیسے حُضُورِ اکرم، نورِ مجسم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے رُوبَرُو حاضِر ہے۔ (شفاء، 32/2) اندازہ کر لیجئے! یہ ذِکرِ مصطفٰے کرنے یا سننے کا ادب ہے تو بدنِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے ایک جُزیعنی بال شریف کی زیارت کا ادب کیسا ہو گا؟ ۞ موئے مبارک کے پاس اونچی آواز میں گفتگو مت کیجئے کہ بارگاہِ رسالت میں اونچی آواز میں بولنے سے قرآنِ کریم میں منع کیا گیا ہے اور موئے مبارک اگرچہ ذاتِ مصطفٰے نہیں، البتہ جزوِ جسمِ اطہر تو ہیں، لہٰذا ان کے حُضُور بھی اونچی آواز سے پرہیز کیجئے!

ادب گاہیست زیرِ آسماں از عرش نازُک تَر
نفس گم کردہ می آید جُنَیْد و بایزید ایں جا

مفہوم: آسمان کے نیچے یہ عرش سے زیادہ نازُک مقامِ ادب ہے، جہاں حضرت جنید و حضرت بایزید جیسے اَوْلیائے کاملین اونچی سانس لینے ڈرتے ہیں۔

۞ دورانِ زیارت کسی کو تکلیف نہ پہنچے، کسی طرح حقوق العباد تلف نہ ہوں، اس کا خوب خیال رکھئے۔ شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں: حقوق اللہ تَو اگر اللہ پاک چاہے، اپنی رحمت سے معاف فرمادے مگر حقوق العباد کا معاملہ سخت تَر ہے کہ جب تک وہ بندہ جس کا حق تلف کیا گیا، معاف نہ کرے اللہ پاک بھی معاف نہیں فرمائے گا، اگرچہ یہ بات اللہ

پاک پر واجِب ولازِم نہیں مگر اس کی مرضی یہی ہے کہ جس کا حق تلف کیا گیا، اس مظلوم سے معافی مانگ کر راضی کیا جائے۔ لہٰذا عام حالات میں بھی اور موئے مبارک یا دیگر تبرکات کی زیارت کے لئے راستے مت روکئے، دھکے وغیرہ دینے، گھورنے جھڑکنے سے بچئے اور پُوری کوشش کیجئے کہ آپ کی وجہ سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے اور نہ آپ دوسروں کی تکلیف کا سبب بنیں۔ ۞ نماز کے وقت زیارت موقوف فرما کر نماز کا رُخ کیجئے۔ امیر اہلسنت فرماتے ہیں: خبردار جب بھی آپ کے یہاں (شادی)، نیاز یا کسی قسم کی تقریب ہو، نماز کا وقت ہوتے ہی کوئی مانِع شرعی نہ ہو تو اِنفرادی واِجتماعی کوشش کے ذریعے تمام مہمانوں سمیت نمازِ باجماعت کیلئے مسجد کا رُخ کریں۔ بلکہ ایسے اوقات میں دعوت ہی نہ رکھیں کہ بیچ میں نَماز آئے اور گھما گھمی یا سُستی کے باعث معاذاللہ جماعت فَوت ہو جائے۔ دوپہر کے کھانے کیلئے فوراً بعدِ نمازِ ظہر اور شام کے کھانے کیلئے بعدِ نمازِ عشاء مہمانوں کو بلانے میں غالباً باجماعت نمازوں کیلئے آسانی ہے۔ میزبان، باورچی، کھانا تقسیم کرنے والے وغیرہ سبھی کو چاہیے کہ وقت ہو جائے تو سارا کام چھوڑ کر باجماعت نماز کا اہتمام کریں۔ شادی یا دیگر تقریبات وغیرہ اور بزرگوں کی **نیاز** کی مصروفیت میں اللہ پاک کی (حکم کردہ) نمازِ باجماعت میں کوتاہی بہت بڑی غَلَطی ہے۔ **عاشقانِ رسول نَماز کی جماعت ترک کرنے والے نہیں ہوا کرتے۔**

نمازوں میں مجھے ہر گز نہ ہو سستی کبھی آقا
پڑھوں پانچوں نمازیں باجماعت یارسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

www.dawateislami.net

غیر شرعی کاموں سے بچتے رہئے!

پیارے اسلامی بھائیو! آپ نے جان عالم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے موئے مبارک کا اہتمام کیا، یقیناً یہ کام اللہ پاک کی رضا ہی کے لئے ہوگا۔ لہٰذا خوب اہتمام کیجئے کہ اس دوران کوئی بھی غیر شرعی کام نہ ہونے پائے۔ مثلاً

مردوں وعورتوں کے اِختلاط سے بچئے!

مردوں و عورتوں کا اِختلاط مت ہونے دیجئے! کہ اس سے بدنگاہی کا سخت اندیشہ ہے اور بدنگاہی حرام ہے۔ حضرتِ ابنِ جوزی رحمۃ اللہ علیہ نَقْل کرتے ہیں: عورت کے محاسن (حُسن و جمال) کو دیکھنا ابلیس کے زَہر میں بجھے ہوئے تیروں میں سے ایک تیر ہے، جس نے نامَحرم سے آنکھ کی حفاظت نہ کی اُس کی آنکھ میں بروزِ قِیامت آگ کی سَلائی پھیری جائے گی۔ (بحرُالدُّموع ص ۱۷۱) حضرتِ عَلاء بن زِیاد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اپنی نظر کو عورت کی چادر پر بھی نہ ڈالو کیونکہ نظر دل میں شَہوت پیدا کرتی ہے۔

(حلیۃُ الاولیاء، ۲/۲۷۷)

حضرتِ ابوہُریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی مکّی مَدَنی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم فرماتے ہیں کہ آنکھوں کا زنا بدنگاہی ہے۔

(بُخارِی، ۴/۱۶۹، حدیث ۶۲۴۳)

آلات موسیقی کا داخلہ منع ہو

اسی طرح زیارت گاہ میں آلاتِ موسیقی بھی مت آنے دیجئے! کہ سرکارِ عالی وقار، مکی

مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو آلاتِ موسیقی سخت ناپسند ہیں۔ حدیثِ پاک میں ہے: مجھے ڈھول اور بانسری توڑنے کا حکم دیا گیا ہے۔ (فِردَوسُ الاخبار، ۱/۴۸۳، حدیث ۱۶۱۲)

حضرتِ سیِّدُنا ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے: گانا دل کو خراب اور ربّ تبارک وتعالیٰ کو ناراض کرنے والا ہے۔ (تفسیراتِ احمدیّہ ص ۶۰۳)

بندر اور خنزیر بنادیئے جائیں گے...!

مدینے کے تاجدار، جنابِ احمدِ مختار صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا ارشادِ عبرت بنیاد ہے: آخر زمانہ میں میری امّت کی ایک قوم کو مَسخ کرکے بندر اور خِنزیر بنادیا جائے گا۔ صحابۂ کرام علیہمُ الرّضوان نے عرض کی: یارسولَ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم خواہ وہ اِس بات کی گواہی دیتے ہوں کہ آپ اللہ پاک کے رسول صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ہیں اور اللہ پاک کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ فرمایا: ہاں خواہ نمازیں پڑھتے ہوں، روزے رکھتے ہوں، حج کرتے ہوں، عرض کی گئی: ان کا جُرم کیا ہوگا؟ فرمایا: وہ عورتوں کا گانا سنیں گے اور باجے بجائیں گے اور شراب پئیں گے اسی لَھْو ولَعِب میں وہ رات گزاریں گے اور صبح کو بندر اور خِنزیر بنادیئے جائیں گے۔ (عُمدۃ القاری، ۱۴/۵۹۳ دارالفکر بیروت)

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس اُمّت میں زمین میں دھنسنا، مَسخ ہونا اور آسمان سے پتھر برسنا ہوگا مسلمانوں میں سے ایک شخص نے عرض کی: یارسولَ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم! یہ کب ہوگا؟ ارشاد فرمایا: جب گانے والیوں اور موسیقی کے آلات کا ظہور ہوگا اور شرابوں کو (سرِعام) پیا جائے گا۔

(ترمذی، کتاب الفتن، باب ماجاء فی علامۃ حلول المسخ والخسف، ۴/۹۰، حدیث: ۲۲۱۹)

جانداروں کی تصاویر سے بچئے...!

زیارت گاہ میں جانداروں کی تصاویر نہ ہوں،اس کا اہتمام کیجئے! کہ جہاں تصاویر ہوں وہاں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم روز فتح مکہ کعبہ معظمہ کے اندر تشریف فرما ہوئے اس میں حضرت ابراہیم و حضرت اسمٰعیل و حضرت مریم و ملائکہ کرام علیہمُ الصّلوٰۃُ والسّلام وغیرہم کی تصویروں پر نظر پڑیں کچھ پیکر دار کچھ نقش دیوار، حضور اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ویسے ہی پلٹ آئے اور فرمایا خبر دار رہو، بیشک ان بنانے والوں کے کان تک بھی یہ بات پہنچی ہوئی تھی کہ جس گھر میں کوئی تصویر ہو اس میں ملائکہ رحمت نہیں جاتے، پھر حکم فرمایا کہ جتنی تصویریں منقوش تھیں سب مٹادی گئیں اور جتنی مجسم تھیں سب باہر نکال دی گئیں انھیں بھی حضرت ابراہیم خلیل اللہ و حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ علیہما الصّلوٰۃُ والسّلام کی تصویریں بھی باہر لائی گئیں جب تک کعبہ معظمہ سب تصاویر سے پاک نہ ہو گیا حضور پر نور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اپنے قدم اکرم سے اسے شرف نہ بخشا۔ (فتاوی رضویہ، 84/21) حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جبریل علیہ السّلام کل کسی وقت حاضری کا وعدہ کرکے چلے گئے۔دوسرے دن اِنتظار رہا مگر وعدہ میں دیر ہوئی اور جبریل علیہ السّلام حاضِر نہ ہوئے۔سرکار صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم باہر تشریف لائے، مُلاحظہ فرمایا کہ جبریل علیہ السّلام درِ دولت پر حاضِر ہیں۔فرمایا: کیوں؟ عرض کی: اِنَّا لَا نَدۡخُلُ بَيۡتًا فِيۡهِ كَلۡبٌ وَّلَاصُوۡرَةٌ ہم اس گھر میں نہیں آتے جس میں کتا ہو یا تصویر ہو۔(سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب فی الصور، ۴/۱۰۰، حدیث ۴۱۵۷) رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم فرماتے ہیں: ملائکہ اس گھر میں نہیں جاتے جس گھر میں تصویر اور کتّا اور جنب ہو۔(سنن ابی داود، کتاب الطھارۃ، باب الجنب

یؤخر الغسل،۱/۱۰۹،حدیث:۲۲۷)حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اپنے گھر کوئی ایسی چیز نہ چھوڑتے جس میں تصویریں ہوں مگر اسے توڑ دیتے تھے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح جلد6ص332)

موئے مبارک کی زیارت کروانے کے پیسے لینا کیسا

سیدی اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت حضرت علامہ مولانا مفتی شاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: تبرکات شریفہ جس کے پاس ہوں ان کی زیارت کرنے پر لوگوں سے اس کا کچھ مانگنا سخت شنیع (بُرا) ہے۔ جو تندرست ہو، اعضاء صحیح رکھتا ہو، نوکری خواہ مزدوری اگرچہ ڈلیا (مثلاً اینٹیں) ڈھونے کے ذریعہ سے روٹی کما سکتا ہوا سے سوال کرنا حرام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم فرماتے ہیں: لاتحل الصدقۃ لغنی ولا لذی مرۃ سویغنی یاسکت (طاقت) والے تندرست کے لئے صدقہ حلال نہیں۔

(مسند امام احمد بن حنبل،۲/۱۹۲)

علماء فرماتے ہیں: ماجمع السائل بالتکدی فھوالخبیث سائل جو کچھ مانگ کر جمع کرتا ہے وہ خبیث ہے۔ (ردالمحتار کتاب الکراہیۃ ۵/۲۴۷ و فتاوٰی ہندیۃ کتاب الکراہیۃ ۵/۳۴۹)

اس پر ایک تو شناعت یہ ہوئی، دوسری شناعت سخت تو یہ ہے کہ دین کے نام سے دنیا کماتا ہے اور

وَيَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۙ (سورہ بقرہ آیت نمبر 174)	ترجمہ کنز الایمان: اور اس کے بدلے ذلیل قیمت لے لیتے ہیں

کے قبیل میں داخل ہوتا ہے۔ تبرکات شریفہ بھی اللہ پاک کی نشانیوں سے عمدہ نشانیاں ہیں ان کے ذریعہ سے دنیا کی ذلیل قلیل پونجی حاصل کرنے والا دنیا کے بدلے دین بیچنے والا ہے۔ شناعت سخت تر یہ ہے کہ اپنے اس مقصد فاسد کے لئے تبرکات شریفہ کو شہر بہ شہر دربدر لئے پھرتے ہیں اور کس و ناکس کے پاس لے جاتے ہیں یہ آثار شریفہ کی سخت توہین ہے۔ خلیفہ ہارون رشید رحمۃ اللہ علیہ نے عالم دار الھجرۃ سیدنا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے درخواست کی تھی کہ ان کے یہاں جاکر خلیفہ زادوں کو پڑھا دیا کریں، فرمایا: میں علم کو ذلیل نہ کروں گا انھیں پڑھنا ہے تو خود حاضر ہوا کریں، عرض کی: وہی حاضر ہونگے مگر اور طلباء پر ان کو تقدیم دی جائے، فرمایا: یہ بھی نہ ہو گا سب یکساں رکھے جائیں گے آخر خلیفہ کو یہی منظور کرنا پڑا۔ یونہی امام شریک نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے خلیفہ وقت نے چاہا تھا کہ ان کے گھر جاکر شہزادوں کو پڑھا دیا کریں، انکار کیا۔ کہا: آپ امیر المومنین کا حکم ماننا نہیں چاہتے۔ فرمایا: یہ نہیں بلکہ علم کو ذلیل نہیں کرنا چاہتا۔

نوٹ: اس مسئلہ کی تفصیل ہے جو ان شآءاللہ الکریم! ضمیمہ دُوم میں ذِکر کی جائے گی۔

پاکستان میں تبرکاتِ مقدسہ

(۱): بادشاہی مسجد، لاہور، پنجاب پاکستان: یہ تبرکات امیر تیمور کو دمشق کے قاضی اور عمائدین شہر نے 23 جمادی الاولیٰ 803ء کو عطا کئے تھے۔ اس کے علاوہ ترک سلطان یلدرم یا یزید یکم نے دو سال بعد مزید چند تبرکات جو ترکوں کے قبضہ میں تھے، امیر تیمور کو عطا کئے۔ امیر تیمور پہلے تو ان تبرکات کو تاشقند لے آیا تھا اور پھر اس کے مرنے کے بعد وہ تبرکات اس کی اولاد کے پاس نسل در نسل منتقل ہوتے رہے۔ جب بابر نے ہندستاں فتح کیا

تواس وقت وہ تبرکات کواپنے ساتھ ہندوستان لے آیا۔ تبرکات نبوی شریف کے کل 50 ایسے تبرکات تھے جو بابر کی وفات کے بعد یکے بعد دیگرے شہنشاہان مغلیہ میں چلے آتے رہے۔ مغلیہ خاندان جب رو بزوال ہواتو محمد شاہ کے دور میں وہ تمام تبرکات اس کی بیوی ملکہ زمانی نے اپنی تحویل میں لے لئے۔ جب حالات مزید نامساعد ہوگئے تو ملکہ زمانی ان تبرکات کوفروخت کرنے پر مجبور ہوگئی۔ لہذااس نے وہ تمام تبرکات 80000روپے کے عوض فروخت کر دیئے۔ جموں کے دو تاجروں (شاہ محمد بازہ اور پیر محمد چٹھہ) نے مل کران نادر گوہر ہائے بے بہا کو خرید لیا۔ ان میں سے 27 تبرکات پیر محمد چٹھہ کے حصے میں آئے اور باقی 23 شاہ محمد بازہ کو ملے۔ پیر محمد چٹھہ تبرکات لے کر رسول نگر چلا گیا۔

بعد میں جب مہان سنگھ (پدر رنجیت سنگھ) نے 1747ء میں چٹھوں کو شکست دے کر رسول نگر پر قبضہ جمالیا تو وہ تمام آثار مبارکہ سکھوں کے ہاتھ لگ گئے۔ رنجیت سنگھ ان تبرکات مبارکہ کا بہت خیال رکھتا تھا۔ چونکہ ہر وقت حملہ کا دھڑکہ لگا رہتا تھااس لئے اس نے ان تبرکات کو عارضی طور پر قلعہ مکیریاں بھیجنے کا بندوبست کیا جس پر اس کی ساس سدا کور کا قبضہ تھا۔ بعد میں عجیب حادثہ ہوا کہ قلعہ مکیریاں آگ کی لپیٹ میں آگیا لیکن وہ کمرہ جس میں تبرکات مبارکہ رکھے ہوئے تھے (جو کہ قلعہ کے اسلحہ خانے کے بالکل اوپر واقع تھا) آگ کی تباہ کاریوں سے محفوظ رہا۔ اس معجزانہ واقعہ نے ان تبرکات مبارکہ کی اہمیت سدا کور کے دل میں اور زیادہ بڑھا دی۔ اس کی موت کے بعد اس کے بیٹے شیر سنگھ نے وہ تمام تبرکات مبارکہ چونڈہ کے قلعہ میں منتقل کر دیئے۔ جہاں سے ہیرا سنگھ انہیں لاہور لے آیا اوراس طرح یہ تبرکات مبارکہ شاہی قلعہ لاہور میں شاہی توشہ خانہ میں محفوظ کر دیئے گئے

۔جہاں ان کی مناسب دیکھ بال کے لئے مہارانی جنداں نے دو مسلمان حضرات کی خدمات حاصل کیں جن کا نام رسول جند اور حافظ بدر الدین تھا۔

جب انگریزوں کی عملداری شروع ہوئی تو لارڈ لارنس کے احکام سے وہ تبرکات مبارکہ 1883ء میں انجمن اسلامیہ کی تحویل میں دے دیئے گئے جس کے ممبران نے مناسب خیال کیا کہ ان کو بادشاہی مسجد میں محفوظ کر دیا جائے۔اس وقت سے لے کر آج تک تمام تبرکات بادشاہی مسجد میں ہی شوکیسوں میں زیر نمائش ہیں اور اب محکمہ آثار قدیمہ کے زیر انتظام ہر خاص وعام کو اذن زیارت ہے۔

(۲): بادشاہی مسجد کے علاوہ مزید تبرکات فقیر خانہ اور اوچ شریف میں حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃاللہ علیہ کے ورثاء کے پاس محفوظ ہیں۔اوچ شریف میں سب سے زیادہ اہم آثار مبارکہ میں عصاء مبارک ہے۔جو سرکار صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے منسوب ہے۔

(۳): کراچی میں سید محمد عرفان عطاری کے پاس حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے موئے مبارک اور دیگر متعدد تبرکات ہیں۔

(٤): منڈی بہاؤالدین میں حکیم محمد توصیف عمر کے پاس حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے موئے مبارک اور دیگر متعدد تبرکات ہیں۔

راقم الحروف کے پاس تبرکات مقدسہ

اللہ پاک کے کرم،اس کے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی نگاہ فیض سے راقم الحروف کے پاس 25اپریل 2013ء کو کراچی کے میرے عزیز اور محسن سید محمد عرفان

عطاری کی طرف سے حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے موئے زلف مبارک تشریف لائے۔اس کے بعد موئے ریش مبارک بھی عطا ہوئے۔اس کے بعد سن 2021ء میں منڈی بہاؤالدین کے خاندان اشرفیہ کے اجازت یافتہ حکیم محمد توصیف عمر عطاری کی طرف سے خلفاء راشدین و حسنین کریمین علیہم الرّضوان کے موئے مبارک اور دیگر کئی تبرکات تشریف لائے۔ وللہ الحمد

ہر سال 12 ربیع الاول کو ان تبرکات مقدسہ کی زیارت کروائی جاتی ہے۔

زیارتِ تبرکات کے لئے لگانے کے بینرز کے نمونے

موئے مبارک کی زیارت کے پینا فلیکس کا ماڈل

جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موقع پر آنکھیں ٹھنڈی کیجئے۔

سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موئے مبارک کی زیارت

تاریخ:۔12 ربیع الاول

ایڈریس:-----------------

عاشقان رسول درود و سلام پڑھتے ہوئے تشریف لائیں۔

رابطہ نمبر:12345678

آپ کو جن تبرکات کی زیارت کروانے کا شرف حاصل ہو رہا ہے۔ان کے بینرز بھی الگ الگ بنوالیں اور اس تبرک کے نیچے چسپاں کر دیں۔تاکہ زیارت کرنے والوں کو سمجھنے میں آسانی ہو۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ النَّبِیّٖن

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

موئے زلف مبارک سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ہم گناہ گاروں پہ یارب تپش محشر میں
سایہ افگن ہوں تیرے پیارے کہ پیارے گیسو

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ النَّبِیّٖن

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

چادر مبارک مزارِ پُر انوار حضرت صالح علیہ الصّلوٰۃ والسّلام

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ النَّبِیّٖن

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

حضرت ایوب علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے مزارِ پُر انوار کا پتھر

تبرکات اور عقائد و نظریات اہلسنت

(ضمیمہ)

اس میں تین فصلیں ہیں:

فصل اول: آثار و تبرکات کا ثبوت (قرآن وحدیث کی روشنی میں)

فصل دوم: تبرکات سے متعلق چند سوال جواب (رسالہ بَدْرُالانوار کی تسہیل و تلخیص)

فصل سوم: تبرکاتِ مصطفےٰ اور معمولاتِ صحابہ

مؤلف

محمد ندیم رضا عطاری مدنی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

تبرکات اور عقائد و نظریات اہلسنت

درود شریف کی فضیلت

جس نے مجھ پر ایک بار درودِ پاک پڑھا، اللہ پاک اس پر 10 رحمتیں نازِل فرماتا ہے اور جو مجھ پر 10 مرتبہ درودِ پاک پڑھے، اللہ پاک اس پر 100 رحمتیں نازِل فرماتا ہے اور جو مجھ پر 100 مرتبہ درودِ پاک پڑھے، اللہ پاک اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھ دیتا ہے کہ نفاق اور جہنّم کی آگ سے آزاد ہے اور روزِ قیامت اسے شہداء کے ساتھ رکھے گا۔ (معجم اوسط جلد ۵ صفحہ ۲۵۲، حدیث: ۷۲۳۵)

کعبہ کے بدر الدُّجیٰ تم پہ کروڑوں درود
طیبہ کے شمس الضحیٰ تم پہ کروڑوں درود

شافعِ روزِ جزا تم پہ کروڑوں درود
دافعِ جملہ بَلا تم پہ کروڑوں درود

جان و دِلِ اصفیا تم پہ کروڑوں درود
آب و گِلِ انبیا تم پہ کروڑوں درود

لائیں تو یہ دوسرا دُوسَرا جس کو ملا
کوشکِ عرش و دَنیٰ تم پہ کروڑوں درود

اور کوئی غیب کیا تم پہ نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

دِل کرو ٹھنڈا مرا، وہ کفِ پا چاند سا
سینہ پہ رکھ دو ذرا تم پہ کروڑوں درود

ذات ہوئی انتخاب، وصف ہوئے لاجواب
نام ہوا مصطفےٰ تم پہ کروڑوں درود

تم سے جہاں کی حیات، تم سے جہاں کا ثبات
اصل سے ہے ظِلّ بندھا تم پہ کروڑوں درود

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

فصلِ اَوّل:

تبرکات کا ثبوت (قرآن وحدیث کی روشنی میں)

با، را، کاف؛ تینوں حرف ایک ساتھ اسی ترتیب سے آئیں تو عربی لغت میں اس کا معنیٰ: ثَبَاتُ الشَّیْء ہے یعنی کسی شے کا جمنا، ٹھہرنا، مضبوط و مستحکم ہونا یا قائم رہنا۔ اسی (باء، را، کاف) سے برکت نکلا۔ اللہ پاک کی جانِب سے کسی شے میں خیر و بھلائی رکھ دیئے جانے کو بَرَکت کہتے ہیں۔ (مفردات للاصفہانی، ۱/ ٤٤) لفظ تَبَرُّک بَرَکَۃ ہی سے بنا ہے، اس کا معنیٰ ہے: برکت حاصل کرنا۔ عُرف میں عموماً انبیائے کرام علیہم السلام اور اولیائے کرام سے منسوب اَشْیاء کو تَبَرُّک کہہ دیتے ہیں۔

قرآنِ کریم میں تبرکات کا ذِکر

خیر و برکت تمام کی تمام رَبِّ کریم کے دستِ قُدرت میں ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

بِیَدِكَ الْخَیْرُؕ-اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ(۲۶) (پ۳، آلِ عمران:۲۶)	ترجمہ کنز الایمان: ساری بھلائی تیرے ہی ہاتھ ہے بے شک تو سب کچھ کر سکتا ہے۔

البتہ کائنات میں بہت اسباب ہیں جنہیں رَبِّ کریم نے بابرکت کیا، یقیناً ان اسباب و ذرائع سے تَبَرُّک (برکت کا حُصُول) عقلاً ممکن و شرعاً جائز و روا ہے۔ قرآنِ مجید کی روشنی میں کیا کیا شے بابرکت ہے؛ سنئے!

انبیائے کرام و اولیا عظام کی ذوات بابرکت ہیں: حضرت ابراہیم و حضرت اسحاق علیہما السلام کے لئے فرمایا:

وَ بٰرَكْنَا عَلَیْهِ وَ عَلٰۤى اِسْحٰقَؕ	ترجمہ کنزالایمان: اور ہم نے برکت اُتاری اس پر

(پ۲۳، الصّٰفّٰت: ۱۱۳)	اور اسحاق پر۔

حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے اَہْلِ بیتِ کرام بھی بابرکت ہیں، ارشاد ہوتا ہے:

رَحْمَتُ اللّٰهِ وَ بَرَكٰتُهٗ عَلَیْكُمْ اَهْلَ الْبَیْتِ (پ۱۲، ھود: ۷۳)	ترجمہ کنز الایمان: اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں تم پر اے اس گھر والو!

حضرت عیسیٰ علیہ السّلام بابرکت ہیں۔ قرآن فرماتا ہے:

وَّ جَعَلَنِیْ مُبٰرَكًا اَیْنَ مَا كُنْتُ۔ (پ۱۶، مریم: ۳۱)	ترجمہ کنزالایمان: اوراس نے مجھے مبارک کیا میں کہیں ہوں۔

حضرت نُوح علیہ السّلام اور ان پر ایمان لانے والوں کے متعلق ارشاد ہوتا ہے:

وَ بَرَكٰتٍ عَلَیْكَ وَ عَلٰۤى اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَؕ (پ۱۲، ھود: ۴۸)	ترجمہ کنز الایمان: اور برکتوں کے ساتھ جو تجھ پر ہیں اور تیرے ساتھ کچھ گروہوں پر

اس آیت میں صِرف حضرت نُوح علیہ السّلام کو نہیں بلکہ آپ کے ساتھ کشتی میں سوار ہونے والے مؤمنوں اور ان کی مسلمان اولاد کو بھی بابرکت فرمایا گیا ہے۔ معلوم ہوا؛ ذواتِ مقدَّسہ خواہ نبی ہوں یا ولی، سب بابرکت ہیں۔

۞ **قرآنِ عظیم بابرکت ہے:** ارشاد ہوتا ہے:

وَ هٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ (پ۸، انعام: ۱۵۵)	ترجمہ کنز الایمان: اور یہ برکت والی کتاب ہم نے اُتاری

۞ **بعض اَوْقات بابرکت ہیں:** مثلاً شبِ قدر کہ اس رات قرآنِ کریم نازِل ہوا، قرآنِ کریم میں ہے:

حٰمٓۚۛ۝ وَ الْكِتٰبِ الْمُبِیْنِۙۛ۝ اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةٍ	ترجمہ کنز الایمان: قسم اس روشن کتاب کی،

مُّبٰرَكَةٍ (پ۲۵،الدُّخان:۱-۳)	بے شک ہم نے اسے برکت والی رات میں اُتارا

اس آیتِ کریمہ میں نزولِ قرآن والی رات کو بابرکت کہا گیا۔

بعض مقامات بابرکت ہیں: مثلاً کعبہ شریف، ارشاد ہوتا ہے:

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا (پ۴،آلِ عمران:۹۶)	ترجمہ کنزالایمان: بے شک سب میں پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کو مقرر ہوا وہ ہے جو مکہ میں ہے برکت والا

مسجدِ اَقصٰی کے گردونواح سے متعلق فرمایا:

اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ (پ۱۵،بنی اسرائیل:۱)	ترجمہ کنزالایمان: مسجدِ اقصٰی تک، جس کے گرداگرد ہم نے برکت رکھی

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ ان مقامات کے بابرکت ہونے کا سبب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: بِمَنْ دُفِنَ حَوْلَهٗ مِنَ الْاَنْبِیَاءِ وَ الصَّالِحِیْنَ مسجدِ اقصٰی کے گرد انبیا و اولیا کے مزارات ہیں، اس سبب سے یہ مقامات بابرکت ہیں۔ (تفسیر قرطبی،۲۱۲/۱۰)

سرزمینِ شام سے متعلق ارشاد ہوتا ہے:

وَ اَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِیْنَ كَانُوْا یُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَ مَغَارِبَهَا الَّتِیْ بٰرَكْنَا فِیْهَا (پ۹،الاعراف:۱۳۷)	ترجمہ کنزالایمان: اور ہم نے اس قوم کو جو دبالی گئی تھی اِس زمین کے پورب پچھم کا وارث کیا جس میں ہم نے برکت رکھی

اَشیاء بھی بابرکت ہیں: مثلاً زیتون کے متعلق ارشاد ہوا:

مِنۡ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيۡتُوۡنَةٍ (پ۱۸،النور:۳۵)	ترجمہ کنز الایمان: برکت والے پیڑ زیتون سے

ان تمام آیات سے معلوم ہوا؛ انبیا و اَوْلیا کی مقدّس ذوات، بعض مقامات، اَوْقات، حتی کہ انبیا و اولیا سے نسبت رکھنے والے جمادات بھی بابرکت ہوتے ہیں۔ جب اللہ پاک نے خُود ان میں برکت رکھی تو بتائیے! ان سے حُصُولِ برکت کیونکر جائز نہ ہو گا؟

اشیاء کے بابرکت ہونے کا ایک راز

شاہ وَلِیُّ اللہ محدّث دِہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب بندہ اللہ کا محبوب بن جاتا ہے تو *اللہ اسے اپنی نگاہِ رحمت میں رکھتا ہے *وہ بندہ آسمانوں کا دولہا ہوتا ہے *اللہ کا محبوب بندہ جس جگہ ہو، وہاں فرشتوں کی بارات اُترتی ہے *وہاں نور کی برسات ہوتی ہے *اللہ پاک کی رحمت ہر وقت اس کے شامل حال رہتی ہے *جس چیز کو اللہ پاک کے محبوب بندے سے نسبت ہو جائے، اللہ پاک کی رحمت اس پر بھی اُترتی ہے، اسی وجہ سے اللہ پاک کے محبوب بندوں سے نسبت رکھنے والی چیزیں، ان کا لباس عام لوگوں کے لباس سے، ان کے استعمالی برتن، عام لوگوں کے برتن سے، ان کی جائے نماز عام لوگوں کی جائے نماز سے، ان کا گھر عام لوگوں کے گھر سے، ان کے مزارات وغیرہ عام لوگوں کی نسبت اعلیٰ اور ممتاز ہوتے ہیں۔ (فُیُوضُ الحَرَمین (مترجم)، ص:۶۰، خلاصۃً)

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے والد محترم مولانا نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ عبادت کی برکات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: جو بندہ کثرت سے اللہ پاک کی عبادت کرتا ہے اللہ پاک اسے بابرکت بنا دیتا ہے، یہاں تک کہ لوگ اسکے مکان اور کپڑوں سے برکت لیتے اور

فائدے اُٹھاتے ہیں۔(اَنْوارِ جمالِ مصطفےٰ، ص:۳۳۴، خلاصۃً)

جو ہو اللہ کا ولی اس کا | فیض دُنیا میں عام ہوتا ہے

تَبَرُّکات کی بَرکات کا واقعہ

عرب کا ایک شاعِر ہوا ہے: دِعْبَل خُزاعی۔ایک مرتبہ اس نے اہلِ بیت کی شان میں قصیدہ لکھا اور لے کر اِمام علی رضا رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔امام علی رضا رحمۃ اللہ علیہ سَیّد زادے ہیں، سَیِّدُ الشُّہَدَاء، مظلومِ کربلا، امام حسین رضی اللہ عنہ کی اَوْلاد سے ہیں، امام موسیٰ کاظِم رحمۃ اللہِ علیہ کے بیٹے اور سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ کے آٹھویں بُزُرگ ہیں، آپ رحمۃ اللہ علیہ 153 ہجری کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے اور 50 سال کی عمر گزار کر 203 ہجری میں دُنیا سے رخصت ہوئے، بہت بڑے عالم، فاضل، متقی، پرہیز گار، عبادت گزار اور باکرامت ولی تھے۔

دِعْبَل خُزاعی نے امام علی رضا رحمۃ اللہ علیہ کو قصیدہ سُنایا، بڑا شاندار قصیدہ تھا، آپ رحمۃ اللہ علیہ سُن کر بہت خوش ہوئے۔اُس وقت کا خلیفہ مَامُونُ الرَّشِیْد بھی وہیں تھا، اس نے امام علی رحمۃ اللہ علیہ کو خوش دیکھ کر دِعْبَل خُزاعی کو پچاس ہزار دینار (سونے کے سکّے) بطور انعام دیئے۔دِعْبَل نے انعام قبول کیا اور امام علی رضا رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کی: عالی جاہ! خواہش ہے کہ اپنا استعمال شدہ کوئی کپڑا عطا فرمائیں، تاکہ میں اسے کفن بناؤں۔امام علی رضا رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی خواہِش پوری کی اور ایک کرتہ اور ایک تولیہ اسے عطا کیا اور فرمایا: **انہیں سنبھال کر رکھنا، یہ تیری حفاظت کریں گے۔** دِعْبَل کہتا ہے: مجھے عراق جانے کا اتفاق ہوا، میں نے امام علی رضا رحمۃ اللہ علیہ کا مُبارک کرتہ اور تولیہ بھی ساتھ رکھ لیا اور قافلے کے ساتھ

روانہ ہوا۔ راستے میں اچانک ہم پر ڈاکوؤں نے حملہ کر دیا اور قافلے کا تمام سامان لوٹ کر لے گئے، میرا بھی تمام سامان لُٹ گیا تھا۔ اب میں راستے کے کنارے پریشان حال بیٹھا تھا، آہ! اتنا قیمتی کرتہ اور تولیہ مُبارَک قسمت سے مل ہی گیا تھا تو ڈاکو لوٹ کر لے گئے، مجھے بار بار امام علی رضا رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحت یاد آرہی تھی کہ اس کرتے اور تولیے کو سنبھال کر رکھنا، یہ تیری حفاظت کریں گے۔ افسوس! میں انہیں سنبھال نہ سکا۔ اسی دُکھ میں بیٹھا سوچ ہی رہا تھا کہ ڈاکوؤں کا سردار گھوڑے پر سُوار واپس آیا، پیچھے پیچھے باقی ڈاکو بھی آگئے، حیرانی کی بات یہ تھی کہ میرا لکھا ہوا قصیدہ جو میں نے امام علی رضا رحمۃ اللہِ علیہ کو سُنایا تھا، ڈاکوؤں کا سردار وہی قصیدہ پڑھ رہا تھا، مجھے حیرت ہوئی کہ ڈاکو اور اہلِ بیت سے ایسی محبت...! میں نے موقع دیکھ کر اپنا تعارف کروایا، جب اسے پتا چلا کہ میں ہی دِعْبَل خُزاعی ہوں اور اہلِ بیت کی شان میں یہ قصیدہ میں نے ہی لکھا ہے تو اہلِ بیت کی محبت ڈاکوؤں کے سردار پر غالب آئی، اس نے جوشِ عقیدت میں قافلے والوں کا سارا سامان واپس لوٹا دیا، الحمد للہ! مجھے امام علی رضا رحمۃ اللہ علیہ کا کرتہ اور تولیہ مُبارَک دوبارہ مل گئے۔ اللہ پاک کی شان! ان تَبرُّکات کی برکت دیکھئے! وُہی ڈاکو جنہوں نے کچھ دیر پہلے لوٹ مار مچائی تھی، ہمارا تمام سامان لوٹ لیا تھا، اب وہی ہمارے محافظ بَن گئے اور اپنی حفاظت میں پورے قافلے کو منزل تک پہنچا کر آئے۔ (شَواہدِ نبُوت، صفحہ: ۳۴۴، خلاصۃً)

صدْقِ صَادِق کا تَصَدُّق صادِق الاِسْلام کر
بے غضب راضِی ہو کاظم اور رضا کے واسطے

قرآنِ مجید میں تبرُّکات کا بیان

انبیائے کرام علیہم السلام و اولیائے عظام کے آثار جنہیں عُرف میں تبرُّکات کہا جاتا ہے، قرآنِ مجید میں ان کا بھی متعدد مقامات پر ذِکر ہے۔ قرآنِ کریم میں ان تبرُّکات کے لئے تین لفظ استعمال ہوئے ہیں:

(1)...اَثَر (2)...سَکِیْنَہ (3)... شَعَائِرُ اللہ

(1)...اَثَر

سامری: بنی اسرائیل کا منافق ہے۔ اس کا اَصل نام موسیٰ تھا۔ عبرت کی بات دیکھئے! ایک ہی وقت، ایک ہی جگہ، ایک ہی قوم میں ایک ہی نام کے دو لوگ ہوئے لیکن کام دونوں کے مختلف تھے: (1)...ایک حضرت موسیٰ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام یہ اللہ پاک کے پیارے نبی ہیں (2)...دوسرا موسیٰ سامرِی، یہ کافر مُنَافق تھا۔ جب اللہ پاک نے حضرت موسیٰ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو توریت شریف دینے کے لئے کوہِ طور پر بُلایا، آپ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام 40 دِن وہاں تشریف فرما رہے، پیچھے سے سامری نے بنی اسرائیل کو ورغلایا، ان کے تمام زیورات لیے، انہیں پگھلا کر بچھڑا بنایا، ظاہِر ہے یہ بچھڑا بے جان تھا، نہ بول سکتا تھا، نہ حرکت کے قابِل تھا، سامری نے اس بے جان میں کوئی چیز ڈالی، جس سے بچھڑا زِندہ ہو کر بولنے لگا۔ اب سامری نے بنی اسرائیل کو کہا: یہ بچھڑا تمہارا خدا ہے، اس کی عبادت کرو!۔ (تفسیر صراط الجنان، ۴۳۵/۳، خلاصۃ)

ادھر حضرت موسیٰ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو کوہِ طور ہی پر سامری کی شرارتوں کی خبر ہو گئی، آپ جلال کی کیفیت میں واپس تشریف لائے اور سامری سے پوچھا:

مَا خَطْبُكَ يٰسَامِرِيُّ (پ:16،طٰہٰ:95)	ترجمہ کنزالایمان: تیرا کیا حال ہے اے سامری!

یعنی: اے سامری! تو نے ایسا کیوں کیا؟ سامری بولا:

بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوْا بِهٖ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا (پ:16،سورۂ طٰہٰ:96)	ترجمہ کنزالایمان: میں نے وہ دیکھا جو لوگوں نے نہ دیکھا تو ایک مٹھی بھر لی فرشتے کے نشان سے پھر اُسے ڈال دیا۔

مطلب میں نے جبریل علیہ السّلام کو دیکھا اور انہیں پہچان گیا، وہ گھوڑے پر سوار تھے، میں نے ان کے گھوڑے کے قدموں کے نشان سے مٹی کی ایک مٹھی بھر لی، پھر اسے بچھڑے میں ڈال دیا، اسی سبب سے یہ بچھڑا زِندہ ہو کر بولنے لگا۔ (تفسیر صراط الجنان، ۲۳۵/۶بتغیر قلیل)

قرآنِ کریم نے حضرت جبریل علیہ السّلام کے گھوڑے کے پاؤں سے لگنے والی مٹی کے لئے لفظِ اَثَر اِسْتِعمال کیا۔

تَبَرُّکات زِندگی بخش ہیں

اس جگہ ایک باریک نکتہ ہے۔اس میں شک نہیں کہ حضرت جبریل علیہ السّلام اللہ کے پیارے ہیں، اُن کا بابرکت ہونا واضح ہے مگر واسطوں کی گنتی کیجئے: حضرت جبریل علیہ السّلام اللہ کے پیارے، ان سے گھوڑے کو نسبت ہوئی، گھوڑے کے قدموں سے مٹی کو نسبت ہوئی، اس مٹی کے اندر اللہ پاک نے اتنی تاثیر پیدا کر دی کہ وہ مٹی لگنے سے بے جان بچھڑے میں جان پڑ گئی، وہ بولتا نہیں تھا، بولنے لگا۔ پتا چلا تَبَرُّکات زِندگی بخش ہوتے

ہیں، ان کی برکت سے مردہ دِل زِندہ ہوتے ہیں، مردہ قوموں کو عروج ملتا ہے اور اللہ پاک تَبَرُّکات میں مرُدہ شے میں جان ڈال دینے کی بھی طاقت پیدا کر دیتا ہے۔

یہ شان ہے خدمت گاروں کی

یہیں سے ایک اور جانِب نگاہ کیجئے! حضرت جبریل علیہ السّلام جن کے گھوڑے کے قدموں سے لگنے والی مٹی بے جان میں جان ڈالنے کا اَثَر رکھتی ہے، یہ جبریل علیہ السّلام کون ہیں؟ فرشتوں کے سردار اور ہمارے پیارے نبی، مُحَمَّد عربی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے خادِم۔ اب ہم کیوں نہ کہیں:

چاہیں تو اشاروں سے اپنے کایا ہی پلٹ دیں دُنیا کی
یہ شان ہے اُن کے غلاموں کی سرکار کا عالم کیا ہو گا

اللہ! اللہ! اندازہ کیجئے! جب خادم کے، گھوڑے کے، قدموں سے لگنے والی مٹی ایسی ہے تو اللہ کی نعمت، مصطفےٰ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے مُبارک قدم جس خاک پر لگ جائیں اس خاک کا رُتبہ کیا ہو گا! عاشقوں کے امام، اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ اس خاکِ پاک کی شان بیان کرتے ہیں:

ذَرّے جھڑ کر تیری پیزاروں کے
تاجِ سَر بَنتے ہیں، سیاروں کے

(2)...سکینہ

قرآنِ کریم میں تبرکات کے لئے دوسرا لفظ استعمال ہوا: سَکِیْنَہ۔ اس کا لفظی معنی ہے: دل کو اطمینان اور سکون دینے والی چیز۔ تابوتِ سکینہ کا واقعہ مشہور ہے، اللہ پاک نے

قرآنِ مجید میں، دوسرے پارے کے آخر میں اسے بیان کیا، ہُوا یہ کہ حضرت طالوت رضی اللہُ عنہ کو بنی اسرائیل کا بادشاہ مقرر کیا گیا، بنی اسرائیل نے اس فیصلے کی مخالفت کی کہ طالوت تو غریب ہیں، یہ بادشاہ کیسے بن سکتے ہیں؟ اس پر اس وقت کے نبی حضرت شمویل علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے اللہ کے حکم سے فرمایا:

اِنَّ اٰیَةَ مُلْكِهٖۤ اَنْ یَّاْتِیَكُمُ التَّابُوْتُ فِیْهِ سَكِیْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ (پ2، البقرۃ:248)	ترجمہ کنزالایمان: اس کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ آئے تمہارے پاس تابوت جس میں تمہارے رب کی طرف سے دلوں کا چین ہے۔

یہاں تابوت کے اَندر موجود چیزوں کو اللہ پاک نے سَکِیْنَہ فرمایا، اس صندوق میں کیا تھا؟ یہ بھی قرآنِ کریم ہی سے پوچھ لیجئے، ارشاد ہوتا ہے:

وَ بَقِیَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَ اٰلُ هٰرُوْنَ (پ:2، بقرہ:248)	ترجمہ کنز الایمان: اور کچھ بچی ہوئی چیزیں معزز موسیٰ اور معزز ہارون کے ترکہ کی۔

تفاسیر میں ہے: اس تابوت میں توریت شریف کی تختیوں کے ٹکڑے، حضرت موسیٰ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے کپڑے، آپ کے نعلین شریف (مُبارَک جوتے)، حضرت ہارون علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا عمامہ اور ان کی لاٹھی مُبارَک تھی۔ بنی اسرائیل کو کوئی مشکل پیش آتی تو وہ اس تابوت کو سامنے رکھ کر دُعا کرتے، ان کی دُعا قبول ہوتی، اس تابوت کی برکت سے انہیں جنگوں میں فتح ملتی تھی۔ (تفسیر صراط الجنان جلد ا صفحہ ۳۷۳ بتغیر)

پتا چلا اللہ پاک کے محبوب بندوں سے نسبت رکھنے والی چیزوں میں دِل کا سکون ہے، ان کی برکت سے مصیبت ٹلتی ہے، دُعا قبول ہوتی ہے اور اللہ پاک کی رحمت چھما چھم

برستی ہے۔

(3)...شَعَائِرُاللہ

تبرکات کے لئے استعمال ہونے والا تیسرا لفظ ہے: شَعَائِرُاللہ۔اس کا معنی ہے: اللہ کی نشانیاں۔ قرآنِ کریم میں یہ لفظ چار 4 مرتبہ آیا ہے۔ مُفَسِّرِ قرآن مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہر وہ چیز جس کو اللہ تعالیٰ نے دینِ اسلام یا اپنی قدرت یا اپنی رحمت کی علامت قرار دیا، ہر وہ چیز جس کو دینی عظمت حاصل ہو، اس کی تعظیم مسلمان ہونے کی علامت ہو، وہ شَعَائِرُاللہ ہے۔(تفسیر نعیمی جلد ۶ ص ۱۷۲)

ایک مقام پر فرماتے ہیں: انبیائے کرام، مشائخ اور علما بھی شَعَائِرُاللہ میں داخِل ہیں بلکہ یہ تو شَعَائِرُ اللہ بنانے والے ہیں یعنی جس چیز کو ان سے نسبت ہو جائے وہ شَعَائِرُ اللہ بَن جاتی ہے، مثلاً کعبہ شریف اس لئے معظم ہوا کہ اس کو انبیاء سے نسبت ہے، حضرت ابراہیم علیہ السّلام اس کو بنانے والے، حضرت اسماعیل علیہ السّلام اس کی تعمیر میں مُعَاوَنت کرنے والے، سیدِانبیاء، احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اس سے محبت فرمائی۔ عرفات (جہاں حج ہوتا ہے)۔ مِنیٰ (جہاں حاجی قربانی کرتے ہیں، انہیں بھی) باعظمت قرار دیا گیا، اس لئے کہ انہیں اللہ والوں سے نسبت ہے، مِنٰی میں اللہ کے دو نیک بندوں حضرت ابراہیم و حضرت اسماعیل علیہما السّلام نے قربانی پیش کی۔(مواعظ نعیمیہ، ص:۲۲۱ بتغیر)

صَفَا مروہ شَعَائِرُاللہ ہیں

اللہ پاک نے صَفَا و مروہ کو شَعَائِرُاللہ فرمایا:

اِنَّ الصَّفَا وَ الْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآىٕرِ اللّٰهِۚ	ترجمہ کنز الایمان: بے شک صفا اور مروہ اللہ کے

(پ:2،بقرہ:158)	نشانوں سے ہیں۔

یعنی صَفَا اور مَرْوَہ، دو مقدس پہاڑ جہاں اللہ کی نیک بندی، حضرت اسماعیل علیہ السّلام کی والدہ، حضرت ہاجرہ رحمۃ اللہِ علیہا نے پانی کی تلاش میں سات چکر لگائے، یہ دونوں پہاڑیاں کعبہ شریف کے قریب ہیں، قیامت تک کے لئے جو بندہ حج و عمرہ کرے اس پر حضرت ہاجرہ رحمۃ اللہِ علیہا کی یاد میں ان پہاڑوں پر دوڑنا، سات چکر لگانا ضروری ہے۔ معلوم ہوا انبیائے کرام، اولیائے کرام، اللہ کے نیک بندوں کے تَبَرُّکات عظمت والی چیزیں ہیں، ان کی تعظیم کرنا دین کی علامت ہے۔

شَعَائِرُ اللہ کی تعظیم دِل کا تقویٰ ہے

قرآنِ کریم نے شَعَائِرُ اللہ کی تعظیم کرنے کو دِل کا تقویٰ فرمایا ہے، ارشاد ہوتا ہے:

وَ مَنۡ یُّعَظِّمۡ شَعَآئِرَ اللّٰہِ فَاِنَّہَا مِنۡ تَقۡوَی الۡقُلُوۡبِ (پ17، الحج:32)	ترجمہ کنز الایمان: اور جو اللہ کے نشانوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیز گاری سے ہے۔

تفسیر نُورالعرفان میں ہے: اس آیت سے معلوم ہوا کہ عباداتِ ظاہری تو ظاہری جسم کا تقویٰ ہیں اور دِل میں بزرگوں اور ان کے تبرکات کی تعظیم ہونا دِلی تقویٰ ہے، اللہ نصیب کرے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جس جانور یا پتھر کو عظمت والے سے نسبت ہو جائے، وہ شَعَائِرُ اللہ بن جاتا ہے، قرآن نے ہدی کے جانور کو کعبہ کی نسبت سے اور صفا و مروہ پہاڑ کو کعبہ والی سیدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا کی برکت سے شَعَائِرُ اللہ فرمایا، تفسیر روحُ البیان میں فرمایا کہ بزرگوں کی قبریں بھی شَعَائِرُ اللہ ہیں اور جن لوگوں کو اللہ کے پیاروں سے نسبت ہو جائے، وہ سب شَعَائِرُ اللہ ہیں۔ (تفسیر نورالعرفان، ص:۵۳۵)

اللہ پاک ہم سب کو آثارِ انبیا و تبرکاتِ بزرگان کی تعظیم، دِل سے ان کی محبت والفت نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

--*-*-*-*-*-*-*

فصل دُوُم:

تبرکات سے متعلق سوال جواب

(فتاویٰ رضویہ، جلد: 21 بدُرُالاَنْوار مسہلاً وملخصاً)

تَبَرُّکاتِ انبیاوآثارِاولیاکے وُجُود کاانکار کرنا کیسا؟

سوال: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی تبرک اور حضور کے آثارِ شریفہ سے کوئی چیز اصلاً باقی نہیں، نہ صحابہ کے پاس تبرکات شریفہ سے کچھ تھا، نہ کبھی کسی نبی کے آثار سے کچھ تھا؟

جواب: ایسا کہنے والا شخص قرآنی آیات واحادیثِ مصطفٰے کا منکر، سخت جاہل و نامراد یا کمال گمراہ ہے، اس پر توبہ فرض ہے، مسئلہ معلوم ہو جانے کے بعد بھی توبہ نہ کرے تو ضرور گمراہ بے دین ہے۔

قرآنی آیت 1:

اللہ فرماتا ہے:

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّ هُدًى لِّلْعٰلَمِیْنَ۝۹۶ فِیْهِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِیْمَ

(پ۴، آلِ عمران: ۹۶و۹۷)

ترجمہ کنزالایمان: بے شک سب میں پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کو مقرر ہوا وہ ہے جو مکہ میں ہے برکت والا اور سارے جہان کا راہنما اس میں کھلی نشانیاں ہیں ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جس پتھر پر کھڑے ہو کر کعبہ معظمہ کی تعمیر فرمائی، اس کے قدمِ پاک کا نشان اس پتھر میں بَن گیا، اَجِلّہ محدثین عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المُنذر، ابن ابی حاتم، اَزرُقِی نے امامِ اجل امام مجاہد جو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں، ان سے اس آیتِ کریمہ کی تفسیر میں روایت کی: قَالَ اَثَرُ قَدَمَیۡہِ فِی الۡمُقَامِ آیَۃٌ بَیِّنَۃٌ سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کے دونوں قدمِ پاک کا اس پتھر میں نشان ہو جانا یہ کھلی نشانی ہے، جسے اللہ پاک آیاتِ بینات فرمارہا ہے۔ (تفسیر طبری جلد ۶ صفحہ ۲۸)

تفسیر ارشاد العقل السلیم میں ہے:

ان کل واحد من اثر قدمیہ فی صخرۃ صماء و غوصہ فیہا الی الکعبین والانۃ بعض الصخور دون بعض وابقائہ دون سائر اٰیات الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام وحفظہ مع کثرۃ الاعداء الوف سنۃ اٰیۃ مستقلۃ

یعنی اس ایک پتھر کو اللہ تعالٰی نے مُتَعَدَّد آیات فرمایا، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نشانِ قدم ہو جانا ایک، ان کے قدموں کا گٹوں تک اس میں پَیر جانا دو، پتھر کا ایک ٹکڑا نرم ہو جانا باقی کا اپنے حال پر رہنا تین، معجزاتِ انبیاء سابقین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم میں اس معجزے کا باقی رکھنا چار اور باوُجود اس کے کہ دِین کے دُشمن بہت سارے ہیں، اس کا محفوظ رہنا پانچ، غرض یہ ایک پتھر قُدرت کی کئی نشانیوں کا مجموعہ ہے۔

(ارشاد العقل السلیم جلد ۲ صفحہ ۶۱)

قرآنی آیت 2:

مولیٰ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے:

وَ قَالَ لَهُمْ نَبِیُّهُمْ اِنَّ اٰیَةَ مُلْكِهٖۤ اَنْ یَّاْتِیَكُمُ التَّابُوْتُ فِیْهِ سَكِیْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ بَقِیَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَ اٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓىٕكَةُؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ

(پ۲،البقرہ:۲۴۸)

ترجمہ کنزالایمان: اور ان سے ان کے نبی نے فرمایا اس کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ آئے تمہارے پاس تابوت جس میں تمہارے رب کی طرف سے دلوں کا چین ہے اور کچھ بچی ہوئی چیزیں معزز موسیٰ اور معزز ہارون کے ترکہ کی اٹھاتے لائیں گے اسے فرشتے بے شک اس میں بڑی نشانی ہے تمہارے لیے اگر ایمان رکھتے ہو

وہ تبرکات جو تابوتِ سکینہ میں تھے، کیا تھے؟ موسیٰ علیہ السلام کا عصا، ان کی نعلین مبارک، حضرت ہارون علیہ السلام کا عمامہ مقدسہ وغیرہ۔ ان کی برکات تھیں کہ بنی اسرائیل اس تابوت کو جس لڑائی میں آگے کرتے، فتح اور جس مراد میں اس سے تَوَسُّل کرتے، اِجابَت (یعنی مراد کا پُورا ہونا) دیکھتے۔ ابن جریر و ابنِ ابی حامت حضرت عبداللہ بن عبّاس رضی اللہ عنہ سے روای: قال:

وبقیۃ مما ترک اٰل موسٰی عصاہ ورضاض الالواح

تابوت سکینہ میں تبرکات موسویہ سے ان کا عصا تھا اور تختیوں کی کِرچیں۔

(تفسیر طبری جلد ۵ صفحہ ۳۳۱ ملتقطاً)

وکیع بن جراح، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابنِ ابی حاتم اور ابو صالح حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے راوی: قال:

کان فی التابوت عصا موسٰی وعصا ھرون وثیاب موسٰی وثیاب ہرون ولوحان من التوراۃ والمن

تابوتِ سکینہ میں حضرت موسٰی و حضرت ہارون علیہما الصلوٰۃ والسلام کے عصاء اور دونوں حضرات کے ملبوس اور توریت کی دو تختیاں اور تھوڑا مَنّ و سلویٰ جو بنی اسرائیل پر اُترا تھا۔(تفسیر ابن ابی حاتم جلد ۹ صفحہ ۲۰۹)

تفسیر معالم التنزیل میں ہے:

کان فیہ عصا موسٰی ونعلاہ وعمامۃ ھرون وعصاہ

تابوت میں حضرت موسٰی علیہ الصلوۃ والسلام کا عصا اور ان کی نعلین اور ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عمامہ وعصا مبارک تھا۔

(تفسیر بغوی جلد ۱ صفحہ ۲۹۹)

احادیثِ طیبہ

حدیث: 1

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے:

ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم دعا بالحلاق وناول الحالق شقہ الایمن فحلقہ ثم دعا اباطلحۃ الانصاری فاعطاہ ایاہ ثم ناول الشق الایسر فقال احلق فحلقہ فاعطاہ اباطلحۃ فقال اقسمہ بین الناس

یعنی نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے حجام کو بلا کر سر مبارک کے داہنی جانب کے بال مونڈنے کا حکم فرمایا پھر ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کو بلا کر وہ سب بال انھیں عطا فرمادئے پھر بائیں جانب کے بالوں کو حکم فرمایا اور وہ ابو طلحہ

کودے کہ انھیں لوگوں میں تقسیم کردو۔

(مسلم جلد ۲ صفحہ ۹۴۸، حدیث: ۱۳۰۵)

حدیث: 2

صحیح بخاری شریف کتابُ اللباس میں عیسٰی بن طہمان سے ہے:

قال اخرج الینا انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ نعلین لہما قبالان فقال ثابت البنانی ہذا نعل النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

صحابیٔ رسول حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ دو نعل مبارک ہمارے پاس لائے، ان کے دو تسمے تھے ان کے شاگرد رشید ثابت بنانی نے کہا: یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی نعل مقدس ہے۔

(بخاری جلد ٤ صفحہ ۸۳، حدیث: ۳۱۰۷)

حدیث: 3

صحیحین میں ابو بردہ سے ہے:

قال اخرجت الینا عائشۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا کساء وازارا غلیظا فقالت قبض روح النّبیّ صلی اللہ علیہ وسلم فی ھٰذین

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایک رضائی یا کمبل اور ایک موٹا تہبند ہمیں دکھایا اور فرمایا: وقت وصال حضور پر نور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے یہ دو کپڑے تھے۔ (بخاری جلد ۷ صفحہ ۱٤۷، حدیث: ۵۸۱۸)

حدیث:4

صحیح مسلم شریف میں حضرت اسماءبنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا سے ہے:

انہا اخرجت جبۃ طیالسیۃ کسروانیۃ لہا لبنۃ دیباج وفرجیہا مکفوفین بالدیباج وقالت ہذہ جبۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کانت عند عائشۃ فلما قبضت قبضتہا وکان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یلبسہا فنحن نغسلہا للمرضی یُسْتَشْفَی بہا

یعنی انہوں نے ایک اُونی جبہ کسروانی ساخت نکالا، اس کی پلیٹ ریشمین تھی اور دونوں چاکوں پر ریشم کا کام تھا اور کہا یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا جبہ ہے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا ان کے انتقال کے بعد میں نے لے لیا نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اسے پہنا کرتے تھے تو ہم اسے دھودھو کر مریضوں کو پلاتے اور اس سے شفا چاہتے ہیں۔

(مسلم جلد ۳ صفحہ ۱٦٤١، حدیث: ۲۰٦۹ ملتقطاً)

حدیث:5

صحیح بخاری میں عثمان بن عبد اللہ بن موہب سے ہے:

قالت دخلت علی ام سلمۃ فاخرجت الینا شعرا من شعر النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مخضوبا

میں حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا انھوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے موئے مبارک کی ہمیں زیارت

کرائی اس پر خضاب کا اثر تھا۔

(بخاری جلد ۷ صفحہ ۱۶۰، حدیث:۵۸۹۷)

فرمانِ اعلیٰ حضرت کا خلاصہ:

مسئلہ کی وضاحت کے لئے یہ چند حدیثیں بُخاری و مسلم سے لکھ دیں، ورنہ اس مسئلہ میں بکثرت احادیث موجود ہیں اور آئمۂ کرام کے اقوال تو تواتر تک ہے اور مسئلہ خُود واضح ہے، اس کا انکار کرنا واضح جہالت ہے، آخر میں صِرُف شفاشریف کی ایک عبارت سُن لیجئے!

آثارِ مقدّسہ کی تعظیم تعظیمِ مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے

قاضِی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ومن اعظامہ واکبارہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اعظام جمیع اسبابہ ومالمسہ اوعرف بہ وکانت فی قلنسوۃ خالد بن الولید رضی اللہ تعالٰی عنہ شعرات من شعرہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فسقطت قلنسوتہ فی بعض حروبہ فشد علیہا شدۃ ورأی ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما واضعایدہ علی مقعد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من المبنر ثم وضعہا علی وجہہ

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تعظیم کا ایک جزیہ بھی ہے کہ جس چیز کو حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے کچھ نسبت ہو، حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اسے چھوا ہو یا حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے نامِ پاک سے پہچانی جاتی ہو، اس

کی تعظیم کی جائے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالٰی عنہ کی ٹوپی میں چند موئے مبارک تھے، کسی لڑائی میں وہ ٹوپی گر گئی حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اس کے لئے شدید حملہ فرمایا۔ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ کو دیکھا گیا کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے منبر اطہر میں جس جگہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم تشریف فرما ہوتے تھے، اسے ہاتھ لگا کر اپنے چہرے پر پھیر لیا کرتے تھے۔ (شفا شریف جلد ۲ صفحہ ٤٧ ملتقطاً)

اللھم ارزقنا حب حبیبک وحسن الادب معہ ومع اولیائہ اٰمین صلی اللہ تعالٰی علیہ وبارک وسلم وعلیھم اجمعین "اے اللہ! ہمیں اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اولیائے کرام کی محبت اور حسنِ ادب نصیب فرما"۔ آمین!

کیا اولیائے کرام کے آثار بھی بابرکت ہیں؟

سوال: ایک شخص آثارِ بزرگانِ دین کی برکت کا منکر ہے، کہتا ہے: بزرگوں کے لباس وغیرہ سے کوئی برکت حاصل نہیں ہوتی، وہ صاحب پڑھے لکھے ہیں، اس لئے کہتے ہیں: اگر سو سال پہلے کے کسی عالم نے اپنی کتاب میں اس برکت کو لکھا ہے تو میں مان لوں گا۔ سرورِ عالم، نورِ مجسم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے آثار کے متعلق گفتگو نہیں (کہ شخص مذکور ان کی برکات کو تسلیم کرتا ہے)۔

جواب: بزرگانِ دین کے آثار کی برکات کا انکار چمکتے سورج کا انکار کرنے جیسا ہے، پھر تعجب کی بات دیکھئے! جب حضور پُر نور، سید عالم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے آثارِ شریفہ کی برکت تسلیم ہے تو واضح بات ہے اولیاء و علما حضور پُر نور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے وُرَثاء ہیں، ان

کے آثار میں برکت کیوں نہ ہو گی، آخر یہی تو برکاتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے وارِث ہیں۔ خیر! سائِل سو سال پہلے کے عُلَما سے تصریح چاہتا ہے، لہٰذا اِتّمامِ حُجّت کے لئے آئِمّہ و عُلما کی چند عبارات پیش کی جاتی ہیں، ان آئمہ و علما میں بعض سو سال پہلے کے ہیں، بعض پانچ، چھ سو سال پہلے کے۔

(1): مسلم شریف میں ہے: حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:

انی احب ان تاتینی فَتُصَلِّیَ فی مَنْزِلِی فاتخذہ مُصَلًّی

(مسلم جلد ا صفحہ ۶۱، حدیث: ۳۳)

(یعنی یارسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری تمنا ہے کہ آپ میرے گھر تشریف لا کر کسی جگہ نماز پڑھ لیں تا کہ میں اس جگہ کو نماز پڑھنے کے لئے متعین کر لوں)

امامِ اجل امام زکریا نووی جن کی ولادت باسعادت ۶۳۱ھ اور وفات شریف ۶۷۷ھ میں ہوئی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

فیه التبرك باٰثار الصالحین وفیه زیارۃ العلماء والصلحاء، والکبار و اتباعهم وتبریکهم ایاهم

اس میں بزرگان دین کے آثار سے تبرک اور علماء صلحاء، اور بزرگوں اور ان کے متبعین کی زیارت اور ان سے برکات کا حصول ثابت ہے۔

(شرح نووی علی المسلم جلد ا صفحہ ۲۴۴)

(2): مسلم شریف ہی کی حدیثِ پاک، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مایوتی باناء الا غمس یدہ فیه

(یعنی مدینہ کے خدام پانی سے بھرے ہوئے برتن لے کر آتے، حضور ہر برتن میں اپنا ہاتھ ڈبو دیتے۔)(مسلم جلد ۴ صفحہ ۱۸۱۲، حدیث: ۲۳۲۴)

اس کے تحت امام مذکور، امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: فیہ التبرک باثار الصالحین اس میں صالحین کے آثار سے تبرک ثابت ہے۔

(شرح نووی علی المسلم جلد ا صفحہ ۲۴۴)

(3): بُخاری شریف میں حدیثِ پاک ہے، حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

فجعل الناس يتمسحون بوضوئه

لوگ رسولِ اقدس صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے وُضو کے پانی سے مسح کرنے (یعنی ہاتھوں پر لے کر جسم پر ملنے) لگے۔(بخاری جلد ١ صفحہ ١٠٦، حدیث: ٥٠١)

اس کے تحت امام احمد قسطلانی ۹۲۳ھ ارشاد الساری شرح صحیح البخاری میں فرماتے ہیں:

استنبط منه التبرك بما يلامس اجساد الصالحين

اس میں صالحین کے اجسام سے مس کرنیوالی چیز سے تبرک کا ثبوت ہے۔

(ارشاد الساری شرح صحیح بخاری جلد ا صفحہ ۴۶۷، تحت الحدیث: ۵۰۱)

(4): سُنن نسائی کی حدیثِ پاک میں ہے: حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ حضور اکرم، نورِ مجسم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے وُضو کا باقی پانی حضور سے مانگ کر اپنے ملک لے گئے

(سنن نسائی جلد ۲ صفحہ ۳۸، حدیث: ۷۰۱)

اس حدیثِ پاک کے تحت علامہ مُلّا علی قاری مکی متوفی ۱۰۱۴ھ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ فرماتے ہیں:

فیه التبرك بفضله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ونقله الی البلاد نظیره ماء زمزم

یعنی اس سے ثابت ہوا کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے استعمال سے بچی ہوئی چیز سے برکت لینا اور دوسرے شہروں میں لے جانا جائز ہے، جیسا کہ آبِ زم زم سے تبرک لیتے اور بطور تبرک دوسرے شہروں میں لے جاتے ہیں۔

پھر فرمایا:

ان فضلة وارثیه من العلماء وَالصَّالِحِینَ کذٰلك

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وارثوں علماء و صلحاء کا بچا ہوا بھی یونہی متبرک ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح جلد ۲ صفحہ ۲۰۳ ملتقطاً)

(5): مولٰنا شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۲۵ھ نے اشعۃ اللمعات میں اسی مذکورہ حدیث کے تحت فرماتے ہیں:

دریں حدیث استحباب است به بقیه آب وضوے وپس مانده آنحضرت ونقل آں ببلاد و مواضع بعیده مانند آب زمزم وتبرك مے ساخت وفضله وارثان او که علماء وصلحاء اند وتبرك بآثار وانوار ایشاں هم بریں قیاس ست

ترجمہ: اس حدیث میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وضو سے بچا ہوا پانی اور دیگر استعمال شُدہ اشیاء کا متبرک ہونا اور ان کو دوسرے شہروں میں منتقل

کرنے کی نظیر آبِ زمزم شریف ہے آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے وارث علماء وصلحاء کی بچی ہوئی چیز اور ان کے آثار وانوار کا اسی پر قیاس ہے۔

(اشعۃ اللمعات جلد ۱ صفحہ ۳۳۱)

(6):امام علامہ احمد بن محمد مصری مالکی جو شیخِ محقق رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر ہیں، آپ اپنی کتاب مستطاب فتح المتعال فی مدح خیر النعال میں فرماتے ہیں:

وھذا لفظ حکی جماعۃ من الشافعیۃ ان الشیخ العلامۃ تقی الدین ابا الحسن علیا السبکی الشافعی لما تولی تدریس دارالحدیث بالاشرافیۃ بالشام بعد وفاۃ الامام النووی احد من یفتخر بہ المسلمون خصوصا الشافعیۃ انشد لنفسہ

اس بات کو شوافع کی ایک جماعت نے لکھا ہے کہ علامہ تقی الدین علی سبکی شافعی جب شام میں امام نووی کی وفات کے بعد مدرسہ اشرفیہ کے شیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہوئے تو انہوں نے یہ اشعار پڑھے:

وفی دارالحدیث لطیف معنی | الی بسط لھا اصبو واٰوی
لعلی ان امس بحر وجھی | مکانا مسہ قدم النواوی

ترجمہ اشعار: دارالحدیث میں ایک لطیف معنی سے بسط کی طرف اشارہ ہے جس کی طرف میں مائل اور راجع ہوں یہ کہ ہو سکتا ہے کہ محبت کی شدت میں اس جگہ کو اپنے چہرے سے مس کروں جس کو امام نووی کے قدموں نے مس کیا ہے۔

(7):شاہ ولی اللہ دہلی متوفی ۱۱۷۴ھ فیوض الحرمین میں لکھتے ہیں:

من اراد ان یحصل لہ مالملاء السافل من الملئکۃ فلا سبیل الے ذٰلک الا الاعتصام بالطہارۃ و الحلول بالمساجد القدیمۃ التی صلی فیہا جماعات من الاولیاء

جو شخص ملاءِ سافل کے فرشتوں کا مقام چاہتا ہے اس کی صرف یہی صورت ہے کہ وہ طہارت کا اور پُرانی مساجد جہاں اولیائے کرام نے نماز پڑھی ہو ان میں جانے کا التزام کرے۔ (فیوض الحرمین (مترجم اردو)، ص ۶۲)

(8): یہی شاہ صاحب ہمعات میں لکھتے ہیں:

حفظ اعراس مشایخ و مواظبت زیارت قبور ایشاں والتزام فاتحہ خواندن وصدقہ دادن برائے ایشاں واعتنائے تمام کردن بہ تعظیم آثار واولاد ومنتبان ایشاں

مشائخ کے عرس، ان کے مزارات کی زیارت، ان کے لئے فاتحہ خوانی اور صدقات کا اہتمام ضروری ہو جاتا ہے اور ان کے آثار واولاد اور جو چیز ان کی طرف منسوب ہو ان کی تعظیم کا مکمل اہتمام لازم قرار پاتا ہے۔

(ہمعات، ہمہ: ۱۱، صفحہ: ۵۸)

(9): انہی شاہ صاحب کی انفاس العارفین میں ہے: حرمین شریفین میں ایک شخص تھا، اسے حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی کلاہ مبارک تبرکا سلسلہ وار اپنے آباء واجداد سے ملی ہوئی تھی، جس کی برکت سے وہ شخص حرمین شریفین کے میں عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اور شہرت کی بلندیوں پر فائز تھا۔ ایک رات حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کو (خواب میں) اپنے سامنے موجود پایا، آپ فرما رہے تھے: یہ کلاہ ابوالقاسم اکبر آبادی تک پہنچادو! حضرت غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمان سن کر اس شخص کے

دل میں آیا کہ اس بزرگ کی تخصیص لازمی کوئی سبب رکھتی ہے۔ چنانچہ امتحان کی نیت سے کلاہ مبارک کے ساتھ ایک قیمتی جبہ بھی شامل کرلیا اور پوچھتے پوچھاتے حضرت خلیفہ ابو القاسم اکبر آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جا پہنچا اور ان سے کہا: یہ دونوں تبرک حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے ہیں، انہوں نے مجھے خواب میں حکم دیا ہے کہ یہ تبرکات ابو القاسم اکبر آبادی رحمۃ اللہ علیہ کو دے دو! یہ کہہ کر تبرکات ان کے سامنے رکھ دئے۔ حضرت ابو القاسم رحمۃ اللہ علیہ نے تبرکات قبول فرمائے اور بہت خوشی کا اظہار کیا۔ اس شخص نے کہا: یہ تبرک ایک بہت بڑے بزرگ کی طرف سے عطا ہوئے ہیں، لہذا شکریے میں ایک بڑی دعوت کا انتظام کیجئے۔ حضرت ابو القاسم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کل تشریف لانا، دعوت کا اہتمام کریں گے، آپ جس جس کو چاہیں بلالیجئے! دوسرے روز صبح صبح وہ درویش روسائے شہر کے ساتھ آیا، دعوت کھائی اور فاتحہ پڑھی، فارغ ہونے کے بعد لوگوں نے شیخ ابو القاسم رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا: آپ تو متوکل ہیں، ظاہری سامان کچھ بھی نہیں رکھتے، پھر ایسی پُر تکلف دعوت کا اہتمام کیسے کیا؟ فرمایا: اس قیمتی جبے کو بیچ کر ضروری اشیاء خریدی ہیں۔ یہ سن کر وہ شخص چیخ اٹھا کہ میں نے اس فقیر کو اللہ والا سمجھا تھا مگر یہ تو مکار ثابت ہوا، ایسے تبرکات کی قدر اس نے نہ پہچانی۔ آپ نے فرمایا: چپ رہو جو چیز تبرک تھی وہ میں نے محفوظ کرلی اور جو سامان امتحان تھا اسے بیچ کر دعوتِ شکرانہ کا انتظام کر ڈالا۔ اب وہ شخص جان گیا اور اس نے تمام اہل مجلس پر ساری حقیقت حال کھول دی۔ (انفاس العارفین مترجم، صفحہ: ۸۹)

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ آئمہ کرام کی یہ اور ایسی کئی عبارات نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ایسی سینکڑوں عبارات ہیں، یہ سب عبارات ایک طرف میں حدیثِ صحیح سے

ثابت کرتاہوں کہ خود حُضُور پُرنور، سیدِ یومُ النّشور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم آثارِ مسلمین سے تبرک فرماتے تھے، چنانچہ طبرانی معجمِ اوسط اور ابو نعیم حِلیَہ میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما راوی، فرماتے ہیں:

کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یبعث للمطاھر فیوتی بالماء فیشربہ یرجوبہ برکۃ ایدی المسلمین یعنی حضور پر نور، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسلمانوں کی طہارت گاہ (مثلاً حوض وغیرہ جہاں مسلمان وُضو کیا کرتے تھے، وہاں) سے پانی منگوا کر بطور تبرک نوش فرماتے تھے۔

(معجم اوسط جلد ۱ صفحہ ۲۴۲، حدیث: ۷۹٤)

علامہ عبد الرؤف مناوی نے تیسیر میں، علامہ علی بن احمد عزیزی نے سراج المنیر میں اس حدیثِ پاک کے متعلق فرمایا: باسناد صحیح (یعنی اس کی سند صحیح ہے)۔

(التیسیر شرح جامع صغیر جلد ۲ صفحہ ۲۶۹)

اللہ اکبر! اللہ اکبر! اللہ اعلیٰ واجل واکبر! یہ حضور پر نور، سیدُ المبارَکین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں جن کی نعلینِ پاک کی خاک تمام جہانوں کے لئے تبرکِ دِل وجان اور سرمۂ چشمِ دین وایمان ہے، آپ اس پانی کو جس میں مسلمانوں کے ہاتھ دُھلے، تبرک ٹھہرائیں اور اسے منگا کر بطور تبرک نوش فرمائیں، حالانکہ واللہِ مسلمانوں کے ہاتھ، زبان، دِل و جان میں جو برکتیں ہیں، سب انہی نے عطا فرمائیں، انہی کی نعلینِ پاک کے صدقے نصیب ہوئیں، یہ سب تعلیمِ اُمّت کے لئے اور خوابِ غفلت میں بھٹکنے والوں کی تنبیہ کے لئے تھا کہ دلائل سے نہ سمجھیں تو اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا عمل مبارک سُن کر بیدار ہوں اور آثارِ اولیا و علما سے برکت کے طلب گار ہوں، پھر کیسا جاہل، محروم، نافہم ہے وہ کہ محبوبانِ خُدا

کے آثار کو تبرک نہ جانے اور اس سے حُصُولِ برکت نہ مانے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ تعالٰی علی سید المرسلین محمد والہ وصحبہ واولیائہ وعلمائہ وامتہ وحزبہ اجمعین اٰمین۔ واللہ وتعالٰی اعلم۔

چار سوال اور ان کے جوابات

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ

(1): رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے آثارِ شریفہ سے تبرک کیسا ہے؟

(2): اور اس کے لئے ثبوت یقینی درکار ہے یا صرف شہرت کافی ہے؟

(3): اور نعلین شریفین کے نقشہ مبارک کو بوسہ دینا اور اس سے توَسُّل (یعنی اس کے وسیلہ سے دُعا مانگنا) جائز ہے یا نہیں؟

(4): بعض لوگ نعل شریف کے نقشہ پر بسم اللہ شریف پھر اللھم ارنی برکۃ صاحب ہذین النعلین الشریفین یااللہ! مجھے ان نعلین پاک کی برکت سے نواز، پھر اس کے نیچے دُعائے حاجت لکھتے ہیں، ایسا کرنا کیسا ہے؟

جوابِ سوالِ اَوَّل:

آثارِ شریفہ سے تبرک مستحب و محبوب ہے

فی الواقع سرورِ عالم، نورِ مجسم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے آثارِ شریفہ سے تبرک سلفاً خلفاً حضور پُرنور، سیدِ عالم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اور صحابۂ کرام علیہم الرضوان کے زمانۂ اَقدس سے لے کر آج تک بغیر کسی انکار کے رائج و معمول ہے، مسلمانوں کا اجماع ہے کہ یہ عمل مستحب و

محبوب ہے۔اس کے جواز میں بخاری و مسلم وغیرہ کتبِ حدیث کی صحیح احادیث موجود ہیں۔

جواب سوالِ دُوُم:

تبرکات کے ثبوت کے لئے شہرت کافی ہے

ایسی جگہ (یعنی تبرکات شریف کے ثبوت کے لئے) ثبوتِ یقینی یا سندِ محدثانہ کی بالکل حاجت نہیں،اس کی تحقیق کے پیچھے پڑنااور جب تک مکمل تحقیق نہ ہو جائے اس وقت تک آثارِ شریفہ کی تعظیم اوران سے تبرک سے بازرہنا سخت محرومی و کم نصیبی ہے،آئِمۂ دین نے صِرف حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے نام سے اس شے کا معروف ہونا کافی سمجھا ہے (یعنی جس شے کے متعلق مسلمانوں میں مشہور ہو کہ مثلاً یہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا عمامہ شریف یا نعلین مقدس ہیں، تواس کی تعظیم و تکریم بھی کی جائے گی اور اس سے برکت بھی لی جائے گی)۔امام قاضی عیاض مالکی رحمۃاللہ علیہ شفاشریف میں فرماتے ہیں:

من اعظامه واكبارہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم اعظام جمیع اسبابه و اکرام مشاھدہ وامکنته من مکة والمدینة ومعاھدہ ومالمسه علیه الصلوٰۃ والسلام اواعرف به

حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے تمام متعلقات کی تعظیم اور آپ کے نشانات اور مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ کے مقامات اور آپ کے محسوسات اور آپ کی طرف منسوب ہونے والی اشیاء جو آپ کی نسبت سے مشہور ہوں،ان کا احترام یہ سب حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی تعظیم و تکریم ہے۔

(شفاشریف،ومن اعظامه واکبارہ،۲/۷۴ملتقطاً)

جوابِ سوالِ سوم:

نقشِ نعلِ پاک کی برکات

اسی طرح مشرق و مغرب، عرب و عجم کے عُلمائے کرام و آئمۂ دین حضور پُر نور سید البشر صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی نعلِ مقدس کے نقشے کاغذوں پر بناتے، کتابوں میں تحریر فرماتے اور انہیں بوسہ دینے، آنکھوں سے لگانے، سر پر رکھنے کا حکم فرماتے رہے ہیں، نیز امراض سے شفا اور مرادوں کے حصول کے لئے ان کے وسیلے سے دُعائیں بھی فرماتے ہیں۔ علامہ ابن عساکر، شیخ ابو اسحٰق ابراہیم وغیرہ علمارحمہم اللہ نے اس بارے میں مستقل کتابیں لکھی ہیں اور علامہ احمد رحمۃ اللہ علیہ کی **فتح المتعال فی مدح خیر النعال** اس مسئلے میں بہت جامع اور نہایت نفع بخش کتاب ہے۔ محدث علامہ ابو الربیع کلاعی، قاضی شمس الدین رشیدی، شیخ فتح اللہ بیلونی، سید محمد موسیٰ حسینی مالکی، شیخ محمد بن فرج سبتی، شیخ محمد بن رشید فہری، علامہ احمد بن محمد تلمسانی، علامہ ابوالیمن ابن عساکر، علامہ ابوالحکم مالک بن عبد الرحمٰن مغربی اور امام ابو بکر احمد انصاری قرطبی وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم نے نقشہ نعلِ پاک کی مدح میں قصیدے لکھے، ان قصیدوں میں نقشِ نعلِ پاک کو بوسہ دینے، سر پر رکھنے کا حکم دیا اور اس کا مستحسن (یعنی اچھا عَمَل ہونا) بتایا۔

نقشِ نعلِ پاک پاس رکھنے کے فوائد

علما فرماتے ہیں: جس کے پاس نقشِ نعلِ پاک ہو وہ ظالم کے ظلم، شیطان کے شر،

حاسد کے حسد سے محفوظ رہے، عورت اگر دردِ زِہ کے وقت اپنے داہنے ہاتھ میں یہ نقشہ مبارک لے تو ولادت میں آسانی ہو، جو اس نقشہ مبارک کو ہمیشہ اپنے پاس رکھے، خلق کی نگاہوں میں معزز ہو جائے، اسے روضۂ رسول کی زیارت نصیب ہو یا خواب میں زیارتِ رسولِ اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے مشرف ہو، ایسا شخص جس لشکر میں ہو وہ لشکر پیٹھ پھیر کر نہ بھاگے، جس قافلے میں ہو وہ قافلہ نہ لٹے، جس کشتی میں ہو وہ ڈوبنے سے بچے، جس مال میں نقشِ نعلِ پاک ہو وہ مال چوری ہونے سے محفوظ رہے، جس حاجت میں اس نقشِ پاک سے تَوَسُّل کیا جائے، وہ حاجت پوری ہو، جس مراد کی نیت سے نقشِ پاک اپنے پاس رکھیں، وہ مراد حاصل ہو، درد کے مقام پر نقشِ پاک رکھیں، شفا ملتی ہے، مصیبت میں اس سے توسُّل کریں، نجات و فلاح کی راہ کھلتی ہے، اس بارے میں علما و صلحا کی بہت سی روایات و حکایات ہیں جو امام تلمسانی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے فتح المتعال وغیرہ میں ذِکر فرمائیں۔

جواب سوالِ چہارُم:

نقشِ نعلِ پاک پر کچھ لکھنا کیسا؟

نقشِ نعلِ پاک پر بسم اللہ شریف لکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ مثلاً کوئی سوچتا ہے کہ حُضور پُر نور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی نعل مقدس یقیناً اَہلِ ایمان کے سَر کا تاج ہے، مگر پھر بھی اللہ پاک کا نام و کلام تو ہر شَے سے اَجَل، ہر شے سے اعظم، ہر شے سے ارفع و اعلیٰ ہے، لہٰذا نقشِ نعلِ پاک پر بھی اللہ پاک کا کلام لکھنے سے بچنا ضروری ہے تو یہ قیاس مع الفارق ہے۔

اگر حُضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے عرض کی جاتی کہ نامِ اِلٰہی یا بسم اللہ شریف حضور کی نعل مقدس پر لکھی جائے تو پسند نہ فرماتے مگر یہ تو واضح بات ہے کہ استعمال والے

جوتے اور (کاغذ وغیرہ پر بنائے گئے) اس کے نقشے میں واضح فرق ہے کہ یہ نقشہ زمین پر نہیں لگتا، نہ پاؤں وغیرہ میں آتا ہے۔ نیز اعمال کا مدار نیت پر ہے۔ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ صدقہ کے جانوروں کی رانوں پر لکھتے تھے: حَبِیْسٌ فِیْ سَبِیْلِ اللہ (اللہ کی راہ میں وقف، دیکھئے! جانوروں کی ران پر اللہ پاک کا نامِ مقدس آیا) حالانکہ جانور کی ران بہت محلِ بے احتیاطی ہے۔

نوٹ: نقشِ نعلِ پاک پر بِسْمِ اللہ شریف لکھنا اگرچہ جائز ہے، اس میں کوئی حرج نہیں ہے، البتہ! فی زمانہ اس سے بچنا ہی بہتر ہے، ورنہ لوگ طرح طرح کے وسوسوں میں خُود بھی پڑتے ہیں اور عاشقانِ رسول کی ذہن بھی خراب کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

تین سوالات کے جوابات

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین ان مسائل میں کہ (1): جو لوگ تبرکاتِ شریفہ بلاسند لاتے ہیں، ان کی زیارت کرنا چاہئے یا نہیں؟ اکثر لوگ کہتے ہیں کہ آج کل مصنوعی تبرکات زیادہ لئے پھرتے ہیں، ان کا یہ کہنا کیسا ہے؟ (2): جو زائر کچھ نذر کرے اس کا لینا جائز ہے یا نہیں؟ (3): جو شخص (تبرکات کی زیارت کروانے کے پیسے) خُود مانگے، اس کا مانگنا کیسا ہے؟

جوابِ سوالِ اَوّل:

بلاسند تبرکات کی زیارت کا حکم

نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کے آثار و تبرکاتِ شریفہ کی تعظیم دِینِ مسلمان کا فرضِ عظیم ہے، تابوتِ سکینہ جس کا ذِکرِ قرآنِ عظیم میں ہے، جس کی برکت سے بنی اسرائیل

ہمیشہ کافروں پر فتح پاتے تھے، اس میں کیا تھا؟ بقیۃ مماترک ال موسی وال ہرون حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کے چھوڑے ہوئے تبرکات سے کچھ بقیہ یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا، آپ کی نعلین مبارک اور ہارون علیہ السلام کا عمامہ وغیرہ۔

تواتُر سے ثابت ہے کہ جس چیز کو کسی طرح حُضُورِ اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے کوئی علاقہ بدنِ اقدس سے چھونے کا ہوتا، صحابہ وتابعین و آئمۂ دین ہمیشہ اس کی تعظیم و حرمت بجالاتے اور اس سے برکت طلب فرماتے۔ دینِ حق کے معظم اماموں نے واضح فرمایا ہے کہ اس کے لئے کسی سند کی بھی حاجت نہیں بلکہ جو چیز حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے نامِ پاک سے مشہور ہو، اس کی تعظیم شَعَائِرِ دین سے ہے۔

شفا شریف، مواہبِ لدُنیہ و مدارج شریف وغیرہ میں ہے:

من اعظامہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اعظامہ جمیع اسبابہ ومالمسہ اوعرف بہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی تعظیم سے ہے کہ ان تمام اشیاء کی تعظیم کی جائے جس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے کچھ نسبت ہے اور جس شَے کو سرکارِ اعظم، نورِ مجسم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے چھوا ہے یا جو حُضُورِ پرنور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے نامِ پاک سے مشہور ہے۔ (شفا شریف، ومن اعظامہ واکبارہ، ۲/۴۷ ملتقطاً)

یہاں تک کہ ائمہ دین وعلمائے معتمدین برابر نقشِ نعلِ اَقدس کی تعظیم فرماتے رہے، اس سے سینکڑوں عجیب مددیں پائیں اور اس کے بارے میں مستقل کتابیں تصنیف فرمائیں، جب نقشے کی یہ برکت وعظمت ہے تو خُود نعلِ اَقدس کی عظمت و برکت کو خیال کیجئے! پھر

محبوبِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی چادر مبارک، جبہ مقدس و عمامہ مکرم پر نظر کیجئے، پھر ان تمام آثار و تبرکاتِ شریفہ سے ہزاروں درجے اعظم و اعلیٰ و اکرم و اعلیٰ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے ناخُن پاک کا تراشہ مبارک ہے کہ وہ سب ملبوسات تھے اور یہ تراشہ مبارک جزوِ بدن ہے اور اس سے اَجل و اعظم و ارفع و اکرم حُضورِ پُر نور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی ریش مبارک کا موئے مطہر ہے۔ مسلمانوں کا ایمان گواہ ہے کہ ساتوں آسمان و ساتوں زمینیں ہر گز اس ایک موئے مبارک کی عظمت کو نہیں پہنچتے اور ابھی تصریحاتِ آئمہ سے معلوم ہو گیا کہ تعظیم کے لئے نہ یقین درکار ہے نہ کوئی خاص سند بلکہ صرف نامِ پاک سے اس شے کا مشہور ہونا کافی ہے، ایسی جگہ اگرچہ سند نہ ہو، تبرکِ شریفہ کی تعظیم سے باز نہ رہے گا مگر بیمار دِل جس مین نہ عظمتِ شانِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم مکمل ہے نہ ایمانِ کامل۔

اللہ پاک فرماتا ہے:

اِنْ یَّكُ كَاذِبًا فَعَلَیْهِ كَذِبُهٗ وَ اِنْ یَّكُ صَادِقًا یُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِیْ یَعِدُكُمْ (پ۲۴، المؤمن: ۲۸)	ترجمہ کنزالایمان: اگر بالفرض وہ غلط کہتے ہیں تو ان کی غلط گوئی کا وبال اُن پر اور اگر وہ سچے ہیں تو تمہیں پہنچ جائے گا کچھ وہ جس کا تمہیں وعدہ دیتے ہیں

اور خصوصاً جہاں تبرک شریف کی سند بھی موجود ہو، پھر تو تعظیم و اعزاز و تکریم سے باز نہیں رہ سکتا مگر کوئی کھلا کافر یا چھپا منافق۔ والعیاذُ باللہ تعالیٰ

جواب سوالِ دوم:

تبرکاتِ سے متعلق بدگمانی حرام ہے

اور یہ کہنا کہ آج کل اکثر لوگ مصنوعی تبرکات لئے پھرتے ہیں اگر یونہی مجمل

بلاتعینِ شخص ہو یعنی کسی شخص معین پر اس کی وجہ سے الزام یا بد گمانی مقصود نہ ہو تو اس میں کچھ گناہ نہیں اور بلا ثبوتِ شرعی کسی خاص شخص کی نسبت حکم لگا دینا کہ یہ انہی میں سے ہے جو مصنوعی تبرکات لئے پھرتے ہیں، یہ ضرور ناجائز و گناہ و حرام ہے کہ اس کا منشا صرف بد گمانی ہے اور بد گمانی سے بڑھ کر کوئی جھوٹی بات نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم فرماتے ہیں: ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث بد گمانی سے بچو کہ بد گمانی سب سے بڑھ کر جھوٹی بات ہے۔ (بخاری، ۱۹/۷، حدیث: ۵۱۴۳)

ائمہ دین فرماتے ہیں: انما ینشوء الظن الخبیث من القلب الخبیث خبیث گمان خبیث دل ہی سے پیدا ہوتا ہے۔ (فیض القدیر، ۱۲۲/۳، تحت الحدیث: ۴۴۴۴)

جواب سوالِ سوم:

تبرکات کی زیارت کرواکے پیسے لینے کا حکم

تبرکات شریفہ جس کے پاس ہوں ان کی زیارت کرنے پر لوگوں سے اس کا کچھ مانگنا سخت شنیع ہے۔ جو تندرست ہو اعضاء صحیح رکھتا ہو نوکری خواہ مزدوری اگرچہ اینٹیں ڈھونے کے ذریعہ سے روٹی کما سکتا ہو اسے سوال کرنا حرام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: لاتحل الصدقۃ لغنی ولالذی مرۃ سوی غنی یا طاقت رکھنے والے تندرست کے لئے صدقہ حلال نہیں۔ (مسند امام احمد، ۸۴/۱۱، حدیث: ۶۵۳۰)

علماء فرماتے ہیں: ماجمع السائل مِنَ الْمالِ فَھُوَ خَبِیْثٌ سائل جو کچھ مانگ کر جمع کرتا ہے وہ خبیث ہے۔ (ردالمحتار، ۳۸۵/۶)

تبرکاتِ شریفہ کی زیارت کروا کر پیسے مانگنے کی ایک تو شناعت یہ ہوئی، دوسری

شناعت سخت تو یہ ہے کہ دین کے نام سے دنیا کماتا ہے اور

وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰیٰتِیْ ثَمَنًا قَلِیْلًا٘ (پ۱،البقرة:۴۱)	ترجمہ کنز الایمان: اور میری آیتوں کے بدلے تھوڑے دام نہ لو

کے قبیل میں داخل ہوتا ہے۔

تبرکات شریفہ بھی اللہ پاک کی نشانیوں سے عمدہ نشانیاں ہیں، ان کے ذریعہ سے دنیا کی ذلیل قلیل پونجی حاصل کرنے والا دنیا کے بدلے دین بیچنے والا ہے۔

ایک شناعت سخت تر یہ ہے کہ اپنے اس مقصد فاسد کے لئے تبرکاتِ شریفہ کو شہر شہر، دربدر لئے پھرتے ہیں اور کس و ناکس کے پاس لے جاتے ہیں، یہ آثار شریفہ کی سخت توہین ہے۔ خلیفہ ہارون رشید نے عالمِ دار الہجرۃ سیدنا امام مالک رضی اللہ عنہ سے درخواست کی تھی کہ ان کے یہاں جاکر خلیفہ زادوں کو پڑھا دیا کریں۔ فرمایا: میں علم کو ذلیل نہ کروں گا، انھیں پڑھنا ہے تو خود حاضر ہوا کریں، عرض کی: وہی حاضر ہونگے مگر اور طلباء پر ان کو تقدیم دی جائے۔ فرمایا: یہ بھی نہ ہو گا، سب یکساں رکھے جائیں گے۔ آخر خلیفہ کو یہی منظور کرنا پڑا۔ یونہی امام شریک نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے خلیفہ وقت نے چاہا تھا کہ ان کے گھر جاکر شہزادوں کو پڑھا دیا کریں، انکار کیا۔ کہا: آپ امیر المومنین کا حکم ماننا نہیں چاہتے۔ فرمایا: یہ بات نہیں بلکہ علم کو ذلیل نہیں کرنا چاہتا۔

رہا یہ کہ بے اس کے مانگے زائرین کچھ اسے دیں اور یہ لے۔ اس میں تفصیل ہے شرع مطہر کا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ المعہود عرفا کالمشروط لفظا یعنی عرف و عادت میں جو مقرر ہے، وہ ایسے ہی ہے جیسے بول کر اس کی شرط رکھی گئی (مثلاً یہ تبرکات کی زیارت کرواکر کچھ مانگتا نہیں مگر

معلوم ہے کہ یقیناً لوگ اس کو کچھ دیتے ہی ہیں، نہ دیں تو یہ بگڑتا ہے یا اُن کی ناک کٹتی ہے تو یہ ایسے ہی ہے جیسے اس نے شرط رکھ لی کہ کچھ دو گے تو زیارت کرواؤں گا)۔

یہ لوگ تبرکات شریفہ شہر شہر لئے پھرتے ہیں ان کی نیت و عادت یقیناً معلوم کہ اس کے عوض مال و زَر چاہتے ہیں، اگر یہ نیت نہ ہو تو کیوں دور دراز سفر کی مشقت اٹھائیں، ریلوں کے کرائے دیں، اگر کوئی ان میں زبانی کہے بھی کہ ہماری نیت فقط مسلمانوں کو زیارت سے بہرہ مند کرنا ہے، تو ان کا حال ان کے قول کو صراحتاً جھٹلا رہا ہے، ان میں عموماً وہ لوگ ہیں جو طہارت و نماز کے ضروری ضروری احکام بھی نہیں جانتے، اس فرضِ قطعی کے حاصل کرنے کو کبھی دس پانچ کلو میٹر یا شہر ہی کے کسی عالم کے پاس گھر سے آدھ میل جانا پسند نہ کیا، مسلمانوں کو زیارت کرانے کے لئے ہزاروں کلو میٹر سفر کرتے ہیں، پھر جہاں زیارتیں ہوں اور لوگ کچھ نہ دیں وہاں ان صاحبوں کے غصے دیکھئے پہلا حکم یہ لگایا جاتا ہے کہ تم لوگوں کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم سے کچھ محبت نہیں، گویا ان کے نزدیک محبتِ نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اور ایمان اسی میں منحصر ہے کہ حرام طور پر کچھ ان کی نذر کر دیا جائے، پھر جہاں کہیں سے ملے بھی مگر ان کے خیال سے تھوڑا ہو ان کی سخت شکایتیں اور مذمتیں ان سے سن لیجئے، اگرچہ وہ دینے والے صلحاء و علماء ہوں اور مال حلال سے دیا ہو اور جہاں پیٹ بھر کے مل گیا وہاں کی لمبی چوڑی تعریفیں لے لیجئے، اگرچہ وہ دینے والے فاسق و فاجر بلکہ بد مذہب ہوں اور مال حرام سے دیا ہو۔

یقینی طور پر معلوم ہے کہ ایسے لوگ زیارت نہیں کراتے بلکہ لینے کے لئے اور زیارت کرنے والے بھی جانتے ہیں کہ ضرور کچھ دینا پڑے گا تو اب یہ صرف سوال ہی نہ ہوا

بلکہ عرف کے اعتبار سے زیارتِ شریفہ پر باقاعدہ اِجارہ ہو گیا اور ایسا اِجارہ چند وجہ سے حرام ہے (فتاوی رضویہ، ۲۱/۴۱۵-۴۱۸)

(1): زیارتِ آثار شریفہ کوئی ایسی چیز نہیں جس پر اجارہ کیا جا سکتے۔ رَدُّالمحتار میں ہے: مایؤخذ من النصاری علی زیارۃ بیت المقدس حرام بیت المقدس کی زیارت کے عوض عیسائیوں سے وصولی حرام ہے۔ (ردالمحتار، ۲/۳۱۳)

غور فرمائیے! جب کافروں سے وصولی حرام ہے تو مسلمانوں سے وصولی کیسے حرام نہ ہو گی؟ یہ نہیں مگر کھلی گمراہی۔

(2): اس اِجارے میں اُجرت مقرر نہیں ہوئی (یعنی طے نہیں پایا کہ زیارت کروانے کے کتنے پیسے دیئے جائیں گے)۔ جبکہ جو اجارے شرعاً جائِز ہیں (جیسے نوکر ڈرائیور وغیرہ رکھنے کا اجارہ) اگر اس میں بھی اُجرت مجہول ہو، معلوم نہ ہو (یعنی طے نہ پائے کہ نوکر کو کتنی تنخواہ دی جائے گی) تو یہ شرعاً جائِز اجارہ بھی حرام ہو جاتا ہے۔ لہٰذا جو اجارہ سرے سے ہے ہی حرام، وہ تو بدرجہ اولیٰ حرام ہو گا کہ حرام در حرام ہوا۔ خیال رہے! یہ حکم جس طرح شہر بہ شہر تبرکات لئے پھرنے والوں کے لئے ہے، ایسے ہی مقامی حضرات بھی اس سے محفوظ نہیں جبکہ اسی نیت سے زیارت کراتے ہوں اور ان کا یہ طریقہ معلوم و معروف ہو کہ (کہ زیارت کروائیں گے تو کچھ ملے گا)۔

ہاں اگر بندۂ خُدا کے پاس کچھ آثارِ شریفہ ہوں اور وہ انہیں بہ تعظیم اپنے مکان میں رکھے اور جو مسلمان زیارت کی درخواست کرے محض اللہ پاک کی رضا کے لئے اسے زیارت کروا دیا کرے، کبھی کسی معاوضہ و نذرانہ کی تمنا نہ رکھے، پھر اگر وہ غریب ہو اور

زیارت کرنے والے مسلمان اس کی مدد کرتے ہوئے تھوڑا بہت کچھ دے دیں تو اس کے لینے میں کچھ حرج نہیں۔ باقی وہ لوگ جو شہر بہ شہر تبرکاتِ شریفہ لئے پھرتے ہیں، اسی طرح وہ لوگ جو تبرکاتِ شریفہ لئے پھرتے تو نہیں، گھر ہی میں رکھتے ہیں مگر زیارت کروانے کے پیسے مانگتے ہیں یا مانگتے نہیں مگر عرفاً ان کو دیئے ہی جاتے ہیں، نہ دیئے جائیں تو بگڑتے ہیں، ان کے لئے یہ رقم لینے میں شرعاً جواز کی کوئی صورت نہیں ہوسکتی۔ ہاں! ایک صُورت ہے، وہ یہ کہ اللہ پاک انہیں توفیق دے، یہ اپنی نیت درست کریں اور اس عرفی شرط کے رَدّ کے لئے ہر جلسے میں یہ اعلان کر دیا کریں کہ مسلمانو! یہ آثارِ شریفہ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا فُلاں ولیٔ معزز و مکرم کے ہیں، ان کی زیارت محض اللہ پاک کی رضا کے لئے کروائی جارہی ہے، ہرگز ہرگز کوئی بدلہ یا معاوضہ مطلوب نہیں۔

اس اعلان کے بعد بھی اگر مسلمان کچھ نذرانہ پیش کریں تو قبول کرنے میں حرج نہ ہو گا۔ فتاویٰ قاضی خاں وغیرہا میں ہے: ان الصریح یفوق الدلالۃ صراحت کو دلالت پر فوقیت ہے۔ (ردالمحتار، ۳/۱۴۲)

لہٰذا جب اس نے اعلانیہ صراحت کر دی کہ یہ کچھ نذرانہ نہیں چاہتا، اب وہ جو عرفاً شرط ٹھہرا تھا، خُود ہی ختم ہو گیا۔

اس صُورت میں اس کی نیت کی درستی پر دلیل یہ ہو گی کہ کم پر ناراض نہ ہو بلکہ اگر لوگ زیارت کر کے یونہی چلے جائیں، کوئی پیسہ نہ دے، جب بھی اَصلاً دِل تنگ نہ ہو اور اسی خوشی و شادمانی کے ساتھ مسلمانوں کو زیارت کرایا کرے، اس صورت میں یہ لینا، دینا دونوں جائز و حلال ہوں گے اور زائِرین اور زیارت کرانے والا دونوں اعانتِ مسلمین کا ثواب پائیں گے

کہ زیارت کروانے والے نے سعادت و برکت کا ذریعہ دے کر ان کی مدد کی اور مسلمانوں نے دُنیوی دولت سے اسے فائدہ پہنچایا۔ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: من استطاع منکم ان ینفع اخاہ فلینفعہتم میں سے جس سے ہو سکے کہ اپنے مسلمان بھائی کو نفع پہنچائے تو وہ نفع پہنچائے۔ (مسلم، ٤/١٧٢٦، حدیث: ٢١٩٩)

ایک حدیث شریف میں فرمایا: وَاللّٰہُ فی عون العبد ما کانَ العبد فی عون اخیہ اللہ اپنے بندہ کی مدد میں ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں ہے۔

(مسلم، ٤/٢٠٧٤، حدیث: ٢٦٩٩)

بالخصوص جب یہ تبرکات (کی زیارت کروانے) والے حضرات سادات کرام ہوں تو اب کی خدمت اعلیٰ درجہ کی برکت و سعادت ہے۔ حدیثِ پاک میں ہے: حضور اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم فرماتے ہیں: جو شخص اولادِ عبد المطلب میں سے کسی کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور اس کا صلہ دنیا میں نہ پائے میں بہ نفس نفیس روز قیامت اس کا صلہ عطا فرماؤں گا۔

نوٹ: اگر زیارت کرانے والے کو اس کی توفیق نہ ہو تو زیارت کرنے والے کو چاہئے خود ان سے صاف صراحۃً کہہ دے کہ نذر کچھ نہیں دی جائے گی، خالص اللہ پاک کی رضا کے لئے اگر آپ زیارت کراتے ہیں تو کروایئے! اس پر اگر وہ صاحب نہ مانیں ہر گز زیارت نہ کرے کہ زیارت ایک مستحب ہے اور یہ لین دین حرام، کسی مستحب شے کے حاصل کرنے کے لئے حرام کو اختیار نہیں کر سکتے۔ (فتاوی رضویہ، ٢١/٤١٨-٤٢١) اشباہ والنظائر و غیرہا میں ہے: ما حرم اخذہ حرم اعطاؤہ جس چیز کا لینا حرام اس کا دینا بھی حرام ہے۔ (اشباہ والنظائر لابن نجیم، ١/١٣٢)

در مختار میں تصریح ہے کہ جو تندرست ہو اور کمانے کی طاقت رکھتا ہو، اسے دینا حرام

ہے کہ دینے والے اس سوالِ حرام پر اس کی مدد کرتے ہیں، اگر نہ دیں تو خواہی نخواہی مجبور ہو اور کمایا کرے۔

اور اگر زیارت کرنے والے نے کہہ دیا کہ ہم کچھ نہ دیں گے اور زیارت کروانے والے نے یہ بات قبول کرلی تو اب سوال و اُجرت کا معاملہ نہ رہا، بے تکلف زیارت کرے، دونوں کے لئے اجر ہے، اس کے بعد حَسْبِ استطاعت کچھ نذرانہ پیش کردے، یہ لینا دینا دونوں کے لئے حلال اور دونوں کے لئے اجر ہے۔ (فتاوی رضویہ، ۲۱/۴۱۸-۴۲۱)

چند دیگر عوامی سوال وجواب

کیا قبر میں تبرکات رکھ سکتے ہیں؟

سوال: کیا قبر میں تبرکات وغیرہ رکھ سکتے ہیں؟

جواب: جی ہاں! قبر میں تبرکات رکھنا جائز و باعثِ ثواب اور میّت کیلئے دفعِ عذاب کا سبب بنتا ہے اور یہ صحابہ کرام علیہم الرّضوان و سلف صالحین کے عمل سے ثابت ہے۔

سوال: کیا حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کسی کی قبر میں تبرکات رکھے یا کسی صحابی رسول رضی اللہ عنہ کی قبر میں تبرکات رکھے گئے؟

جواب: جی ہاں! حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بھی قبر مبارک میں تبرکات رکھے۔ بخاری شریف میں ہے: سرورِ عالم، نورِ مجسم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنی شہزادی صاحبہ رضی اللہ عنہ کے کفن کے لئے اپنا استعمالی تہبند شریف عطا فرمایا، انہیں اسی مبارک تہبند میں کفن دیا گیا اور قبر میں اُتارا گیا۔ (بخاری، ۲/۴۳، حدیث: ۱۲۵۳)

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ مراۃ المناجیح، جلد2، صفحہ 461 پر اس کی شرح میں

فرماتے ہیں: یہ تہبند کفن میں شمار نہ تھا بلکہ برکت اور قبر کی مشکلات حل کرنے کے لیے رکھا گیا۔اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے:

(1): بزرگوں کے بال، ناخن، ان کے استعمال کے کپڑے تبرک ہیں جن سے دنیا، قبر و آخرت کی مشکلات حل ہوتی ہیں ، قرآن شریف میں واضح بیان ہے کہ حضرت یوسف علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی قمیض کی برکت سے یعقوب علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی آنکھیں روشن ہو گئیں۔ احادیث میں ثابت ہے کہ حضرت امیر معاویہ، عمرو ابن عاص و دیگر صحابہ کرام نے حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے ناخن، بال و تہبند شریف اپنے ساتھ قبر میں لے جانے کے لیے محفوظ رکھے۔

(2):دوسرے یہ کہ بزرگوں کے تبرکات اور قرآنی آیت یا دعا کسی کپڑے یا کاغذ پر لکھ کر میت کے ساتھ قبر میں دفن کرنا جائز ہے۔

(3): تیسرے یہ کہ ان چیزوں کے متعلق یہ خیال نہ کیا جائے کہ جب میت پھولے پھٹے گی تو ان کی بے حرمتی ہو گی، دیکھو سورۂ فاتحہ لکھ کر دھو کر بیمار کو پلاتے ہیں، یونہی آبِ زمزم برکت کے لیے پیتے ہیں حالانکہ پانی پیٹ میں پہنچ کر کیا بنتا ہے سب کو معلوم ہے۔(مرآۃ المناجیح،۲/۴۶۱)

نوٹ: صحابۂ کرام علیہم الرضوان نے سرکارِ عالی وقار، مکی مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی قمیص مبارک، موئے مبارک اور ناخُن مقدس کے تراشے شریف قبر میں ساتھ رکھنے کی وصیتیں کیں اور ان کے مزارات میں یہ تبرکات رکھے بھی گئے، اس بارے میں تفصیلی روایات، پہلے باب میں بیان ہو چکیں۔

کیا قرآنِ پاک سے موئے مبارک نکلتے ہیں؟

سوال: کیا قرآن پاک سے موئے مبارک نکلتے ہیں؟

جواب: یہ بالکل غلط افواہ ہے اس پر عمل نہیں کرنا چاہیئے۔قرآن پاک سے جو بال نکلتے ہیں یہ تلاوت کرتے ہوئے کسی کے جھڑ گئے ہونگے۔اگر قرآن پاک سے نکلے ہوئے بال کسی نے سنبھال کر رکھے ہیں تو انہیں ٹھنڈا کر دینا چاہیے۔ولی کامل،عاشق ماہ رسالت شیخ طریقت امیر اہلسنت حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دامت بَرَکاتُہمُ العالیہ کی زبان مبارک سے اس سوال کا جواب سننے کے لئے اس لنک کو وزٹ کیجئے: https://youtu.be/clyJ0-JGKDE

موئے مبارک کا غسالہ شریف قبر میں چھڑکنا کیسا؟

سوال: کسی کے پاس ایسا پانی ہو جس کے ساتھ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے موئے مبارک کو غسل دیا گیا ہو تو کیا میِّت کو دَفناتے وقت قبر میں اس پانی کا چِھڑکاؤ کر سکتے ہیں؟

جواب: بَرَکت کے لیے اس پانی کا چِھڑکاؤ کر سکتے ہیں،اِس میں کوئی حَرَج نہیں ہے۔

(ملفوظاتِ امیر اہلسنت، قسط:۶۵، ص۲۹)

کیا خواتین بھی اپنے پاس تبرکات رکھ سکتی ہیں؟

سوال: خواتین اپنے پاس تبرکات، خصوصاً نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے موئے مبارک رکھ سکتی ہیں؟

جواب: جس طرح مَردوں کو تبرکات رکھنے کی اجازت ہے،اسی طرح خواتین کو تبرکات

رکھنے کی اجازت ہے، دیگر تبرکات کے ساتھ ساتھ نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے موئے مبارک بھی رکھنا شرعاً جائز ہے۔ کئی صحابیات سے نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے موئے مبارک اور دیگر تبرکات اپنے پاس رکھنا ثابت ہے جیسے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہُ عنہا کے پاس نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا کمبل شریف اور تہبند مبارک تھا، حضرت اسماء بنتِ ابو بکر صدیق رضی اللہُ عنہا کے پاس جبہ مبارک تھا اور حضرت اُمِّ سُلیم رضی اللہُ عنہا کے پاس نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا پسینہ مبارک اور بال مبارک تھے۔ اس کے علاوہ بھی کئی صالحات کے پاس نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے بال مبارک تھے۔ وَاللہُ اَعْلَم وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم۔

(ماہنامہ فیضان مدینہ، شوال المکرم، ۱۴۴۱ھ ص: ۷۴)

سوال: کیا قبر میں تبرکات وغیرہ رکھ سکتے ہیں؟

جواب: جی ہاں! قبر کے اندر تبرکات وغیرہ رکھنا جائز و باعثِ ثواب اور میّت کیلئے دفعِ عذاب کا سبب بنتا ہے اور یہ صحابۂ کرام علیہمُ الرّضوان و سلف صالحین کے عمل سے ثابت ہے۔

سوال: کیا حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے کسی کی قبر میں تبرکات رکھے یا کسی صحابی رسول رضی اللہ عنہ کی قبر میں تبرکات رکھے گئے؟

جواب: (1)...جی ہاں! حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے بھی قبر مبارک میں تبرکات رکھے۔ چنانچہ حضرت سیِّدَتُنا اُمِّ عطیہ رضی اللہُ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب حضور پُرنور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی صاحبزادی کا وصال ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: اسے تین یا پانچ یا اس سے زیادہ مرتبہ غُسل دینا اور جب فارغ ہو

جاؤ تو مجھے اطلاع کر دینا۔ جب ہم غسل دے کر فارغ ہوئیں تو ہم نے آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو اطلاع کر دی، آپ نے ہمیں اپنا تہبند دیتے ہوئے فرمایا: اسے اس کے کفن کے نیچے رکھ دو۔ (بخاری، کتاب الجنائز، باب غسل المیت الخ، ۱/۴۲۵، حدیث: ۱۲۵۳)

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ مراٰۃ المناجیح، جلد 2، صفحہ 461 پر اس کی شرح میں فرماتے ہیں: میرا تہبند شریف ان کے جسم سے ملا ہوا رکھو اور کفن اوپر۔ یہ تہبند کفن میں شمار نہ تھا بلکہ برکت اور قبر کی مشکلات حل کرنے کے لیے رکھا گیا۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے:

ایک یہ کہ بزرگوں کے بال، ناخن، ان کے استعمال کے کپڑے تبرک ہیں جن سے دنیا، قبر و آخرت کی مشکلات حل ہوتی ہیں، قرآن شریف میں ہے کہ یوسف علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی قمیض کی برکت سے یعقوب علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی نابینا آنکھیں روشن ہو گئیں۔

احادیث میں ثابت ہے کہ حضرت امیر معاویہ، عمرو ابن عاص و دیگر صحابہ کرام نے حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے ناخن، بال و تہبند شریف اپنے ساتھ قبر میں لے جانے کے لیے محفوظ رکھے۔

دوسرے یہ کہ بزرگوں کے تبرکات اور قرآنی آیت یا دعا کسی کپڑے یا کاغذ پر لکھ کر میت کے ساتھ قبر میں دفن کرنا جائز بلکہ سنت ہے۔

تیسرے یہ کہ ان چیزوں کے متعلق یہ خیال نہ کیا جائے کہ جب میت پھولے پھٹے گی تو ان کی بے حرمتی ہو گی، دیکھو سورۂ فاتحہ لکھ کر دھو کر بیمار کو پلاتے ہیں، یونہی آبِ زمزم برکت کے لیے پیتے ہیں حالانکہ پانی پیٹ میں پہنچ کر کیا بنتا ہے سب کو معلوم ہے۔

(2)...بخاری کی حدیثِ پاک میں ہے حضرت عبداللہ بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی کہ ایک عورت حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی خدمت میں ایک خوبصورت چادر لائی اور عرض کیا: آپ کو پہننے کیلئے پیش کر رہی ہوں، آپ اس کو تہبند کی صورت میں پہن کر باہر تشریف لائے تو ایک صحابی نے اس چادر کی تحسین کی اور سوال بھی کر لیا تو صحابۂ کرام علیہم الرّضوان نے اسے کہا کہ تو نے اچھا نہیں کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اسے اپنے لئے پسند فرمایا ہے اور یہ بھی تمہیں معلوم ہے کہ آپ سائل کو محروم نہیں فرماتے اس کے باوجود سوال کر لیا تو اس صحابی نے کہا کہ میں نے اس کو پہننے کے لئے نہیں طلب کیا بلکہ اپنے کفن کیلئے سوال کیا ہے، حضرت سہل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ چادر اس سائل کا کفن بنی۔

(بخاری، کتاب الجنائز، باب من استعد الکفن۔۔۔الخ، ۱/۴۳۱، حدیث: ۱۲۷۷، ملخصاً)

(3)...حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: یہ موئے مبارک حضور سیّدِ عالم، نورِ مجسم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا ہے اسے میری زبان کے نیچے رکھ دینا۔ میں نے رکھ دیا اور وہ یوں ہی دفن کئے گئے۔ نیز حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس حضور تاجدارِ دو جہان، رحمت عالمیان صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی ایک چھڑی تھی وہ ان کے سینہ پر قمیص کے نیچے اُن کے ساتھ دفن کی گئی۔ (تاریخ ابن عساکر، رقم ۸۲۹، انس بن مالک، ۹/۳۷۸)

(4)...حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے رجب 60 ھ میں بمقامِ دِمَشق وفات پائی۔ آپ کے پاس حضور سید عالم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے تبرکات میں سے ازار شریف،

ردائے اقدس، قمیص مبارک، موئے شریف اور تراشہائے ناخن مبارک تھے، آپ نے وصیت کی تھی کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی ازار شریف ورِدائے مبارک و قمیص اقدس میں کفن دیا جائے اور میرے ان اعضاپر جن سے سجدہ کیا جاتا ہے حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے موئے مبارک اور تراشۂ ناخنِ اقدس رکھ دیئے جائیں اور مجھے اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْن کے رحم پر چھوڑ دیا جائے۔ (سوانح کربلا ص 113)

سوال: ربیع الاول اور بعض دیگر مواقع پر حضور جان کائنات صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے موئے مبارک اور دیگر تبرکات کی زیارت کروائی جاتی ہے۔ کیا ایسی جگہ جانا چاہئے یا نہیں۔

جواب: موئے مبارک رحمت عالم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے بدن کا جز ہیں، ان کی تعظیم ایسے ہی ہے جیسے رحمت عالم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی تعظیم اور موئے مبارک کی توہین و بے ادبی ایسے ہی ہے جیسے رحمت عالم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی توہین و بے ادبی۔ ادب و تعظیم کے ساتھ موئے مبارک کی زیارت کے لئے حاضر ہونا چاہیئے اور ان کے وسیلہ سے رب کریم کی بارگاہ میں دعائیں کرنی چاہیئے۔ حضرت مریم رحمۃ اللہِ علیہا کے پاس بے موسم کے پھل دیکھ کر حضرت زکریا علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے اللہ پاک کی بارگاہ میں دعا کی کہ یااللہ! تو نے حضرت مریم رحمۃ اللہِ علیہا کو بے موسم کے پھل عطا کئے مجھے بھی بڑھاپے میں اولاد کی نعمت عطا فرما۔

سوال: اگر کسی کے پاس ایسا پانی ہو جس کے ساتھ سرکار صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے موئے مبارک کو غسل دیا گیا ہو تو کیا مِیّت کو دَفناتے وقت قبر میں اس پانی کا چِھڑکاؤ کر سکتے ہیں؟

جواب: بَرَکت کے لیے اس پانی کا چِھڑکاؤ کر سکتے ہیں، اِس میں کوئی حَرَج نہیں ہے۔
(ملفوظات امیر اہلسنت قسط 65 ص 29)

سوال: کیا صحابہ کرام علیہمُ الرّضوان کے مبارک دور میں بھی تبرکات ایک شہر سے دوسرے شہر لے کر جاتے تھے؟

جواب: جی، صحابہ کرام علیہمُ الرّضوان کے مبارک دور میں بھی تبرکات ایک شہر سے دوسرے شہر لے کر جاتے تھے چنانچہ روایت ہے حضرت طلق ابن علی سے فرماتے ہیں کہ ہم وفد کی صورت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی خدمت میں آئے تو ہم نے آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی بیعت کی اور اس کے ساتھ نماز پڑھی اور ہم نے آپ کو خبر دی کہ ہماری زمین میں ہمارا گرجا ہے ہم نے حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے آپ کے وضو کا غسالہ مانگا تو آپ نے پانی منگایا وضو کیا اور کلی کی پھر یہ پانی ایک برتن میں بھر دیا اور ہم کو دیا فرمایا جاؤ جب اپنے وطن کو پہنچو تو اپنا گرجا توڑ ڈالو اور اس کی جگہ یہ پانی چھڑک دو اور اُسے مسجد بنالو ہم نے عرض کیا کہ ہمارا شہر دور رہے اور گرمی سخت ہے پانی سوکھ جائے گا، فرمایا اسے اور پانی سے بڑھاتے رہو اس سے برکت ہی بڑھے گی۔(مراٰۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، 1/675)

اس حدیث پاک کے تحت مفسر شہیر حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے:

ایک یہ کہ جو چیز حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے جسد مبارک سے مس ہو جائے تو تبرک بن جاتی ہے، لہذا خاک مدینہ تبرک بھی ہے شفا بھی۔

دوسرے یہ ہے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا غسالہ معنوی نجاستوں کو بھی دور کردیتا ہے۔

تیسرے یہ کہ جس مسجد میں مختارِ کل ختمِ رُسُل صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا تبرک ہو وہ دوسری مسجدوں سے افضل ہے، یعنی مسجد وں میں سید الانبیاء صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے بال شریف رکھے ہیں، ان کا ماخذ یہ حدیث ہے۔

چوتھے یہ کہ بزرگوں کے تبرکات اور شہروں میں لے جانا یا بھیجنا سنتِ صحابہ ہے۔ بعض لوگ عرسوں کا لنگر دور دور بھیجتے ہیں، اس کا ماخذ یہ حدیث ہے۔ مرقاۃ میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم امیر مکہ سے آبِ زمزم مدینہ منگایا کرتے تھے اب بھی آبِ زمزم ملک ملک پہنچتا ہے۔

پانچویں یہ کہ تبرک سے جو چیز مل جائے وہ تبرک بن جاتی ہے۔ اب بھی آبِ زمزم میں اور پانی ملا کر پلایا جاتا ہے۔

چھٹے یہ کہ مسلمان کفار کا عبادت خانہ نہیں گرا سکتے ہیں، اگر کفار مسلمان ہو کر خود ہی اپنا عبادت خانہ گرا کر وہاں مسجد بنالیں تو جائز ہے۔ (مراٰۃ المناجیح، 675/1)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

*_*_*_*_*_*_*_*_*

فصلِ سوم:

تَبَرُّکاتِ مصطفےٰ اور معمولاتِ صحابہ

صحابۂ کرام علیہم الرضوان جو ہمارے لئے معیارِ ایمان ہیں، مختلف طریقوں سے سرکارِ

عالی و قار، مکی مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی مبارک ذات اور آپ سے نسبت رکھنے والی اشیاء سے تبرّک کیا کرتے تھے۔ چند روایات ملاحظہ ہوں:

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے دُعائے برکت دی

صحابیٔ رسول حضرت زُہرہ بن سعید رضی اللہ عنہ ننھے تھے، آپ کے والد آپ کو بارگاہِ رسالت میں لائے، آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور برکت کی دعا دی۔

صحابۂ کرام علیہم الرضوان اسی دُعا کے سبب ان کی بہت قدر کیا کرتے تھے، بخاری شریف میں ہے: جب حضرت زُہرہ رضی اللہ عنہ اپنے دادا جان کے ساتھ بازار جاتے تو حضرت عبد اللہ بن عمر اور حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما ان سے کہتے: ہمیں بھی اپنے ساتھ مِلا لو کہ تمہارے لئے رسولِ اکرم، نورِ مجسم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے دُعائے برکت کی ہے۔ (بخاری جلد ۳ صفحہ ۱۴۱، حدیث: ۲۵۰۱)

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے برکت حاصل کرنے کیلئے صحابہ کرام علیہمُ الرّضوان کو آپ کی خدمت میں اپنی اولاد کو حاضر کرنے کا بڑا شوق تھا۔ (فتح الباری جلد ۱۳ صفحہ ۲۰۱، تحت الحدیث: ۷۲۱۰)

حُصولِ برکت کے مختلف انداز

صحابہ کرام علیہمُ الرّضوان مختلف طریقوں سے رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی ذاتِ پاک سے برکت اندوز ہوتے رہتے۔ مثلاً کسی کے ہاں بچہ پیدا ہوتا یا کسی کا بچہ بیمار ہوتا تو وہ اسے

لے کر بارگاہِ رسالت میں حاضِر ہوتے، آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم بچے کے سر پر ہاتھ پھیرتے، اپنے منہ میں کھجور ڈال کر اس کے منہ میں ڈالتے، اور اس کے لئے برکت کی دعا فرماتے۔

حضرت سائب بن یزید رضی اللہُ عنہ کہتے ہیں کہ میں بیمار پڑا تو میری خالہ مجھے آپ کی خدمت میں لے گئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور دعائے برکت کی اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے وضو کیا تو میں نے آپ کے وضو کا پانی پیا۔

(بخاری جلد ۸ صفحہ ۷٦، حدیث: ٦٣٥٢)

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے لڑکا پیدا ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی خدمت میں لائے، آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے اس کا نام رکھا، اپنے منہ میں کھجور ڈال کے اس کے منہ میں ڈالی اور اس کو برکت کی دعا دی۔ (بخاری جلد ۷ صفحہ ۸۳، حدیث: ۵۴۶۷)

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو ان کی والدہ حضرت اسماء رضی اللہُ عنہا ان کو لیکر آئیں اور آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی گود میں رکھ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے کھجور منگوا کر چبا کر ان کے منہ میں ڈالی، پھر برکت کی دعا دی۔ آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم بچوں کے منہ میں لعاب ڈال دیتے اور بعض کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرتے۔

(بخاری جلد ۷ صفحہ ۸۳، حدیث: ۵۴٦۹)

مبارک جبے سے حصول برکت

حضرت اسماء بنت ابو بکر صدیق رضی اللہُ عنہما کے پاس ایک اُونی جُبّہ تھا، فرماتی ہیں: یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کا جبہ ہے جو ام المومنین محبوبۂ محبوب خدا حضرت عائشہ

صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا، ان کے انتقال کے بعد میں نے لے لیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اسے پہنا کرتے تھے۔ ہم اسے دھو دھو کر مریضوں کو پلاتے اور اس سے شفا چاہتے ہیں۔ (مسلم جلد ۳ صفحہ ۱۶۴۱، حدیث: ۲۰۶۹)

کمبل مبارک

ایک موٹا کمبل حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا جس کو وہ بطور تبرک اپنے پاس رکھے ہوئے تھیں اور لوگوں کو اس کی زیارت کراتی تھیں۔ حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے: ہمیں حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت مبارکہ میں حاضری کا شرف مِلا، آپ نے ایک موٹا کمبل نکالا اور فرمایا: یہ وہی کمبل ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے وفات پائی۔ (بخاری جلد ۴ صفحہ ۸۳، حدیث: ۳۱۰۸)

لباس مبارک کا ایک ٹکڑا

بنو حنیفہ کا وفد بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم میں حاضر ہوا، اس وفد میں حضرت سیار بن طلق یمامی رضی اللہ عنہا بھی تھے، انہوں نے عرض کیا: یارسولَ اللہ! صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم! مجھے اپنے لباس مبارک کا ایک ٹکڑا عنایت فرمایئے! حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ان کی درخواست منظور فرمائی اور انہیں پیراہن شریف کا ایک ٹکڑا عطا فرمایا۔ ان کے پوتے محمد بن جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: میرے والد کہتے تھے کہ وہ مقدس ٹکڑا سالہا سال ہمارے پاس تھا، ہم اسے دھو کر بغرضِ شفاء بیماروں کو پلایا کرتے تھے۔

(اصابہ، سیار بن طلق جلد ۳ صفحہ ۱۹۵)

سرکار صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے سر بند کی برکت

امیر المؤمنین حضرت عمر بن العزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس سرکار صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے کچھ تبرکات تھے، ان میں ایک قَطِیفَہ تھا (یہ وہ کپڑا تھا کہ جسے سرکار صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سر پر باندھا کرتے تھے)، اس قَطِیفَہ مبارک میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے سر مبارک (میں لگے تیل) کی تراوت (تَرا-وَت) کا اثر موجود تھا، ایک شخص بہت بیمار تھا اور اسے شفا نہ ہوتی تھی۔ امیر المؤمنین حضرت عمر بن العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اس قَطِیفَہ کو تھوڑا سا دھویا اور اس کا پانی بیمار کی ناک میں ٹپکا دیا۔ اس کی برکت سے وہ بیمار تندرست ہو گیا۔

(مدارج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۲۰۸)

مبارک مشکیزہ

ایک دن آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے، گھر میں ایک مشکیزہ لٹک رہا تھا، آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اس مشکیزے سے منہ لگا کر پانی نوش فرمایا، حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے مشکیزے کے دہانے کو کاٹ کر اپنے پاس بطور یادگار رکھ لیا۔ (طبقات الکبری، ام سلیم بنت ملحان جلد ۸ صفحہ ۳۱۵)

عمامہ شریف کی حفاظت

ایک صحابی رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے خَزّ (اون اور ریشم سے بُنے کپڑے کا) کا سیاہ عمامہ عطا فرمایا، انہوں نے اسے محفوظ رکھا۔ ایک بار بخارا میں خچر پر سوار ہو کر نکلے تو عمامہ دکھا کر کہا: یہ عمامہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے مجھ کو عنایت فرمایا تھا۔

(ابو داؤد جلد ۴ صفحہ ۴۵، حدیث: ۴۰۳۸)

پیالے سے برکت کا حصول

حضرت ابو بُردہ رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں: مدینۂ منورہ میں میری ملاقات حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے ہوئی، آپ مجھے اپنے گھر لے گئے اور مجھے اس پیالے میں ستّو پلائے، جس پیالے میں سرکارِ عالی وقار، مکی مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم پیا کرتے تھے۔

(بخاری جلد ۹ صفحہ ۱۰۶، حدیث: ۷۳۴۱)

تلوار مبارک

حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی ایک تلوار جس کا نام **ذوالفقار** تھا، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس تھی، آپ کے بعد آپ کے شہزادوں کے پاس رہی، یہی تلوار کربلا میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے پاس تھی۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد یہ تلوار آپ کے شہزادے امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے پاس آئی۔

(سیرت مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم، ص: ۵۵۷)

بیٹھنے کے مقام سے تبرک

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما منبرِ رسول کے پاس تشریف لاتے اور وہ جگہ جہاں حضور، جانِ عالم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم تشریف فرما ہوتے تھے، اس پر ہاتھ لگا کر اپنے چہرے پر پھیر الیا کرتے تھے۔ (شفاء شریف، من اعظامہ واکبارہ جلد ۲ صفحہ ۴۷)

خط کی حفاظت

ہِرَقل نے حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے خط کی تعظیم کی اور اسے سونے کے صندوق میں رکھا، حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے خط کی برکت سے ہِرَقل کو بہت سی فتوحات ہوئیں۔

(فیضان ریاض الصالحین، ص:۴۹۸)

موئے مقدّس تقسیم فرمائے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم منٰی میں تشریف لائے، جمرہ پر کنکر مارے، پھر اپنے خیمہ میں تشریف لائے اور قربانی کی، پھر حجام کو بلا کر سرِ اَقدس کی داہنی جانب سے حلق کروایا، پھر حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کو بُلا کر موئے مبارک انہیں عطا فرمائے۔ پھر سرِ اَقدس کی بائیں جانب سے حلق کروایا، اس طرف کے موئے مبارک بھی حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کو عطا کئے اور فرمایا: انہیں لوگوں میں بانٹ دو۔ (مسلم جلد ۲ صفحہ ۹۴۷، حدیث: ۱۳۰۵)

حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: اس موقعہ پر حضور انور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اپنے ناخن شریف بھی لوگوں میں تقسیم کرائے، یہ بال و ناخن تَبرُّک کے لیے تقسیم کیے گئے، ان میں سے بعض حضرات تو یہ تبرکات اپنی قبروں میں لے گئے تاکہ وہاں کی مشکلات آسان ہوں جیسے حضرت امیر معاویہ و عمرو ابن عاص وغیرہم (رَضِیَ اللہ عَنْہُم اجمعین) اور بعض حضرات چھوڑ گئے تاکہ قیامت تک مسلمان ان کی زیارت کرتے رہیں۔ آج تک مختلف جگہ یہ بال شریف موجود ہیں اور ان کی زیارتیں ہو رہی ہیں، صحابہ کرام علیہمُ الرّضوان ان بالوں کو پانی میں غوطہ دے کر بطور دوا پیتے تھے۔

اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے:

۞ ایک یہ کہ انسان کے بال جدا ہو کر بھی پاک ہیں ۞ دوسرے یہ کہ اللہ پاک

نے حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے بعض اجزاءِ بدن شریف محفوظ رکھے ہیں ۞ تیسرے یہ کہ بزرگوں کے تبرکات خصوصًا حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے بال و ناخن شریف سنبھال کر رکھنا ۞ ان کی زیارت کرنا ۞ ان سے شفا حاصِل کرنا ۞ ان کے تَوَسُّل سے دعائیں مانگنا ۞ قبر میں انہیں ساتھ لے جانا سب جائز و بہتر ہے کہ یہ تقسیم انہی مقاصد کے لیے ہوئی تھی۔(مرآۃ المناجیح جلد ۴ صفحہ ۲۶۲)

تَبَرُّک دوسرے شہر لے گئے!

حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم وفد کی صورت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی بیعت کی اور نماز پڑھی۔ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے وُضُو کا غسالہ مانگا، آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے پانی منگوایا وضو کیا اور کلی کی پھر یہ پانی ایک برتن میں بھر کر ہمیں عطا کیا اور فرمایا: جب اپنے وطن پہنچو تو وہاں موجود گرجا توڑ ڈالو اور اس جگہ یہ پانی چھڑک کر اُسے مسجد بنالو۔ ہم نے عرض کیا: ہمارا شہر دُور ہے اور گرمی سخت ہے پانی سوکھ جائے گا۔ فرمایا: اس میں مزید پانی ملاتے رہو، اس سے برکت ہی بڑھے گی۔(سنن نسائی جلد ۲ صفحہ ۳۸، حدیث: ۷۰۱)

حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ۞ ایک یہ کہ جو چیز حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے جسدِ مبارک سے مس ہو جائے، وہ تبرک بن جاتی ہے، لہٰذا خاک مدینہ تبرک بھی ہے شفا بھی ۞ دوسرے یہ ہے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا غسالہ معنوی نجاستوں کو بھی دور کر دیتا ہے (دیکھو! گرجا شرک و کفر کا مقام ہے اور شرک و کفر معنوی نجاستیں ہیں، سرکارِ عالی وقار صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے

انہیں گرجا کے مقام پر چھڑکاؤ کے لئے غسالہ عطافرمایاتا کہ وہاں سے شرک وکفر کے اثرات زائل ہوں اور جگہ مسجد کے لئے پاک صاف ہو جائے) ۞ تیسرے یہ کہ جس مسجد میں مختارِ کل، ختمِ رُسُل صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا تبرک ہو، وہ دوسری مسجدوں سے افضل ہے، جن مسجدوں میں سیدالانبیاء صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے بال شریف رکھے ہیں، ان کا ماخذ یہ حدیث ہے ۞ چوتھے یہ کہ بزرگوں کے تبرکات اور شہروں میں لے جانا یا بھیجنا سنتِ صحابہ رَضِیَ اللہ عَنۡہُم اجمعین ہے، بعض لوگ عرس کا لنگر دور دور بھیجتے ہیں، اس کا ماخذ یہ حدیث ہے۔ مرقاۃ میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم امیرِ مکہ سے آبِ زمزم مدینہ منگوایا کرتے تھے اب بھی آبِ زمزم ملک ملک پہنچتا ہے ۞ پانچویں یہ کہ تبرک سے جو چیز مل جائے، وہ تبرک بن جاتی ہے، اب بھی آبِ زمزم میں اور پانی ملا کر پلایا جاتا ہے۔ (مرآۃ المناجیح جلد ا صفحہ ۶۷۵)

دستِ شفا سے تبرّک

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں بیمار ہوا تو میری خالہ مجھے پیارے نبی، رسولِ ہاشمی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی خدمت میں لے گئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور دعائے برکت دی، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے وضو کیا تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے وضو کا پانی پیا۔ (بخاری جلد ۸ صفحہ ۷۶، حدیث: ۶۳۵۲)

تبرکات سے برکت حاصل کرنے کا حکم

خادمِ درِ مصطفےٰ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک دِن اللہ کے آخری نبی، رسولِ ہاشمی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم خیبر سے واپس آرہے تھے، صحابہ کرام علیہمُ الرّضوان بھی ساتھ تھے، مدینہ مُنَوَّرہ کے قریب پہنچے، اُحد کی چوٹی نظر آنے لگی، زِندہ نبی، مکی

مدنی صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے اُحد پر نگاہِ لطف ڈالی اور فرمایا: ہٰذَا جَبَلٌ یُحِبُّنَا وَنُحِبُّہٗ یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے، ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔

(بخاری جلد ۴ صفحہ ۳۵، حدیث: ۲۸۸۹)

فَاِذَا جِئْتُمُوْہُ فَکُلُوْا مِنْ شَجَرِہٖ وَلَوْ مِنْ عَضَاھِہٖ جب تم اُحد پہاڑ کے پاس آؤ، اس پر اُگنے والے درخت کے پتے (بطور تبرُّک) کھایا کرو! اگرچہ اُحد پہاڑ پر اُگنے والے درخت کے صِرف کانٹے ہی ملیں (برکت کے لئے وہی چبالیا کرو!)۔

(جامع صغیر، صفحہ: ۲۱، حدیث: ۲۳۹)

علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کانٹے چبانے کی چیز نہیں، انہیں چبانے کے لئے بہت مشقت اُٹھانی پڑے گی، فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کا مطلب یہ ہے کہ اُحد پہاڑ جو بابرکت ہے، اس سے نسبت رکھنے والے درختوں سے برکت اگر آسانی سے نہ لے سکو تو خود کو مشقت میں ڈال کر بھی برکت حاصل کرو! (فیض القدیر، ۱/۲۳۹، تحت الحدیث: ۲۳۹ ماخوذاً)

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ تبرُّکات کی زیارت کے لئے، ان کے قریب جانے، انہیں چھونے، انہیں چومنے کے لئے لمبی لائن میں لگنا پڑے، مشکلات اُٹھانی پڑیں، تب بھی بندے کو چاہیے خود کو مشقت میں ڈالے، مشکلات اُٹھائے مگر تبرُّکات سے برکت حاصل کرنے کا موقع ہاتھ سے ہرگز نہ جانے دے۔

ارے او ناسمجھ! قربان ہو جا ان کے روضے پر
یہ لمحے زندگی میں بار بار آیا نہیں کرتے

محبتِ مصطفےٰ تبرُّک گر ہے

اسلامی بھائیو! یہاں سے ایک ایمان افروز نکتہ مِلا کہ محبتِ مصطفےٰ تبرُّک گر ہے، دیکھئے! بظاہِر بے جان نظر آنے والا پہاڑ اللہ کے آخری نبی، مکی مدنی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے محبت کرے تو بابرکت ہو جاتا ہے، اور اس کے پاس جانے اور اس سے برکت لینے کی ترغیب حدیث مبارکہ میں موجود ہے۔ اب سوچئے! ۞ کیا غوثِ پاک رحمۃ اللہ علیہ حُضُور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے محبت نہیں کرتے تھے ۞ کیا داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کو حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے محبت نہیں تھی ۞ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ ۞ بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ ۞ سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ ۞ مولانا نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ ۞ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ ۞ مولانا ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ علیہ ۞ مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر بزرگانِ دین، اولیائے کرام، کیا ان سب کو دو جہان کے آقا، سب کے داتا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے محبت نہیں تھی؟ ضرور تھی، خدا کی قسم! یہ سب عاشق رسول تھے بلکہ یہ حضراتِ عالی وقار لوگوں کو محبتِ رسول کے جام بھر بھر کر پلانے والے تھے تو بتایئے! اگر اُحد پہاڑ جانِ عالم، نُورِ مجسم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے محبت کر کے بابرکت ہو سکتا ہے تو کیا یہ اولیائے کرام بابرکت نہیں ہوں گے؟ کیا ان کے پاس جانے والے کو برکات نہیں ملیں گی؟ ملیں گی، ضرور ملیں گی بلکہ ملتی ہیں اور ملتی ہی رہیں گی۔

صحابۂ کرام علیہم الرضوان کا اندازِ ادب

صُلح حدیبیہ اسلامی تاریخ کا اہم ترین واقعہ ہے، مسلمان پیارے آقا، دو جہاں کے داتا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے ساتھ عمرہ ادا کرنے کے لئے تشریف لائے تھے، مکہ مکرمہ پر اس وقت کُفّار کا راج تھا، لہٰذا حدیبیہ کے مقام پر پڑاؤ ڈالا گیا، کُفّار سمجھے مسلمان جنگ کے لئے

آئے ہیں، لہٰذا مسلمانوں اور کُفّار کے مابین مذاکرات ہوئے، کُفّار نے ثالثی کے طور پر حضرت عُروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ کو بھیجا، یہ اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے، حضرت عُرْوَہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ نے مذاکرات کئے، صلح کی شرائط طے ہوئیں اور صلح ہوگئی، حضرت عُرْوَہ رضی اللہ عنہ جب واپس گئے تو قریش کو ساری صُورتِ حال سے آگاہ کرتے ہوئے کہا: مُحَمَّد (صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم) کے اصحاب اُن سے بہت محبت کرتے ہیں اور ان کے لیے جان دینے سے بھی گریز نہیں کرتے، ۞ جب وہ دستِ مبارک دھوتے ہیں تو ان کے اصحاب تبرّک کے لئے غسالہ شریف حاصل کرنے کے لئے ٹوٹ پڑتے ہیں ۞ اگر کبھی لُعاب (یعنی منہ کا پانی جسے تھوک کہا جاتا ہے) ڈالتے ہیں تو صحابہ کرام علیہم الرّضوان اسے حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور جسے وہ حاصل ہو جاتا ہے وہ اپنے چہروں اور بدن پر برکت کے لئے ملتا ہے ۞ کوئی بال جسمِ اقدس کا گرنے نہیں پاتا، اگر کبھی جدا ہو تو صحابہ کرام علیہم الرّضوان اس کو بہت ادب کے ساتھ لے لیتے ہیں اور اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز رکھتے ہیں ۞ جب آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کلام فرماتے ہیں تو سب ہی ساکت خاموش ہو جاتے ہیں ۞ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے ادب و تعظیم سے کوئی شخص نظر اوپر کو نہیں اٹھا سکتا۔

(بخاری جلد ۳ صفحہ ۱۹۳، حدیث: ۲۷۳۱-۲۷۳۲ ملتقطاً)

اسلامی بھائیو! اس واقعہ سے یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرّضوان رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے نسبت رکھنے والی چیزوں سے کس قدر محبت فرمایا کرتے۔

زندگی بھر بال نہ کٹوائے

حضرت ابو محذورہ رضی اللہُ عنہ جو صحابی اور مسجد حرام کے مؤذن ہیں ان کے سر کے اگلے حصہ میں بالوں کا ایک جوڑا تھا۔ جب وہ زمین پر بیٹھتے اور اس جوڑے کو کھول دیتے تو بال زمین سے لگ جاتے تھے۔ کسی نے پوچھا: آپ ان بالوں کو منڈواتے کیوں نہیں؟ فرمایا: میں ان بالوں کو منڈوا نہیں سکتا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے میرے ان بالوں کو اپنے دست مبارک سے مس فرمادیا ہے۔

(شفاء شریف، من اعظامہ واکبارہ جلد ۲ صفحہ ۴۷)

عمر بھر گلے سے ہار نہ اتارا

غزوہ خیبر میں آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ایک صحابیہ کو خود دست مبارک سے ایک ہار پہنایا تھا وہ اس کی اتنی قدر کرتی تھیں کہ عمر بھر گلے سے جدا نہیں کیا اور جب انتقال کرنے لگیں تو وصیت کی کہ ان کے ساتھ وہ بھی دفن کر دیا جائے۔

(مسند احمد، امرآۃ من بنی غفار جلد ۴۵ صفحہ ۱۰۸، حدیث: ۲۷۱۳۶)

چارپائی کے تختے چار ہزار درھم میں خریدے گئے

امام زرقانی لکھتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو اسد بن زُرارہ نے ساگوان کے درخت سے ایک چارپائی پیش کی، حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اس پر آرام فرماتے تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا وصال مبارک ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا جسد اطہر اسی پر رکھا گیا، بعد میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہُ عنہ کو بھی وصال کے بعد اس پر رکھا گیا، بعد ازاں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے شہید ہونے پر اس پر رکھا گیا۔ لوگ اپنے فوت ہونے والوں کو بطور تبرک اسی چارپائی پر رکھا کرتے تھے۔ عہد بنی امیہ میں یہ چارپائی حضرت عائشہ صدیقہ

رضی اللہ عنہا کے پاس چھوڑے ہوئے مال میں سے فروخت ہوئی عبد اللہ بن اسحاق نے اس کے تختوں کو چار ہزار درہم میں خرید لیا۔

(شرح زرقانی علی المواہب الدنیہ جلد ۵ صفحہ ۹۶)

حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا عطا کردہ عمامہ

ایک صحابیٔ رسول کو حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے خزّ(اون اور ریشم سے بُنے ہوئے سیاہ کپڑے) کا سیاہ عمامہ عطا فرمایا تھا، انہوں نے اس کو محفوظ رکھا اور اس پر فخر کیا کرتے تھے، ایک بار بخارا میں خچر پر سوار ہو کر نکلے تو عمامہ دکھا کر کہا: یہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے عنایت فرمایا تھا۔(ابوداؤد جلد ۴ صفحہ ۴۵، حدیث:۴۰۳۸)

حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ کے قصیدے کے صلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے خود اپنی چادر عنایت فرمائی تھی۔ یہ چادر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کے صاحبزادہ سے خرید لی، ان کے بعد تمام خلفاء عیدَین میں وہی چادر اوڑھ کر نکلتے تھے۔

(اصابہ، کعب بن زہیر جلد ۵ صفحہ ۴۴۴)

بے وضو کمان نہیں اٹھائی

حضرت احمد جن کا لقب زاہد ہے، بہت بڑے مجاہد تھے، تیر اندازی میں کمال رکھتے تھے، فرماتے ہیں: جب سے مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اپنے دست مبارک سے کمان بھی اُٹھائی ہے۔ اس وقت سے میں کمان کا اتنا ادب واحترام کرتا ہوں کہ بلا وضو کسی کمان کو ہاتھ نہیں لگاتا۔

(شفاء شریف، من اعظامہ واکبارہ جلد ۲ صفحہ ۴۸)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!   صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

لعاب دہن کی برکات

حضرت عتبہ بن فرقد رضی اللہ عنہ جنہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں موصل کو فتح کیا،ان کی بیوی اُمِّ عاصم رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ کے ہاں ہم چار عورتیں تھیں ہم میں سے ہر ایک خوشبو لگانے میں کوشش کرتی تھیں تاکہ دوسری سے اَطْیَب (زیادہ خوشبودار ہو) ہو اور عتبہ رضی اللہ عنہ کوئی خوشبو نہ لگاتے تھے مگر ہم میں سب سے زیادہ خوشبودار تھے، جب باہر نکلتے تو لوگ کہتے: ہم نے عتبہ رضی اللہ عنہ کی خوشبو سے بڑھ کر کوئی خوشبو نہیں سونگھی۔ایک دن میں نے ان سے پوچھا: ہم خوشبو کے استعمال میں کوشش کرتی ہیں، پھر بھی آپ ہم سے زیادہ خوشبودار ہیں،اس کا سبب کیا ہے؟ فرمایا: رسول اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے عہد مبارک میں میرے بدن پر آبلے نمودار ہوئے۔ میں خدمت نبوی میں حاضر ہوا۔ سرکارِ عالی وقار صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے کپڑے اُتارنے کا حکم دیا، میں نے ستر کے علاوہ کپڑے اتار دیئے، آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اپنا لعاب مبارک اپنے ہی دست مبارک پر ڈال کر میری پیٹھ اور پیٹ پر مل دیا اس دن سے مجھ میں خوشبو پیدا ہو گئی۔ (استیعاب، عتبہ بن فرقد جلد ۳ صفحہ ۱۰۲۹)

لعاب دہن کی برکت سے آشوب چشم سے شفا

جنگ خیبر کے دوران ایک دن غیب داں نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: کل میں اس شخص کے ہاتھ جھنڈا دوں گا، جو اللہ و رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ و رسول اس سے محبت کرتے ہیں اور اسی کے ہاتھ سے خیبر فتح ہو گا۔اس خوشخبری کو سن کر لشکر کے تمام مجاہدین

نے اس انتظار میں نہایت بے قراری کے ساتھ رات گزاری، صبح کو ہر مجاہد اس امید پر بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم میں حاضر ہوا کہ شاید وہی اس خوش نصیبی کا تاجدار بن جائے۔ ہر شخص گوش بر آواز تھا کہ ناگہاں شہنشاہ مدینہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: علی بن ابی طالب رضی اللہُ عنہ کہاں ہیں؟ عرض کی گئی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم! ان کی آنکھوں میں آشوب ہے۔ فرمایا: انہیں بلاؤ! حضرت علی رضی اللہ عنہ دربارِ رسالت میں حاضر ہوئے، حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگا کر دعا فرمادی، اس کی برکت سے حضرت علی رضی اللہ عنہ اُسی وقت شفایاب ہوگئے، پھر آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ان کے ہاتھ میں جھنڈا عطا فرمایا اور خیبر کا میدان اسی دن ان کے ہاتھوں سے سر ہوگیا۔

(مسلم جلد ۴ صفحہ ۱۸۷۲، حدیث: ۲۴۰۶)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی دعوت

غزوۂ خندق کا موقع تھا، حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: فاقے کے سبب رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے شکم اقدس پر بندھا پتھر دیکھ کر میرا دل بھر آیا، میں نے اجازت لی، گھر آیا اور بیوی سے کہا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو اس قدر شدید بھوک کی حالت میں دیکھا ہے کہ مجھ کو صبر کی تاب نہیں رہی، گھر میں کچھ کھانا ہے؟ بیوی نے کہا: ایک صاع جو کے سوا کچھ نہیں ہے، میں نے زوجہ کو جَو کی روٹیاں تیار کرنے کا کہا، خُود ایک بکری کا بچہ ذبح کیا، زوجہ سے کہا: جلدی سے گوشت روٹی تیار کرو!

اس اہتمام کے بعد حضرت جابِر رضی اللہ عنہ بارگاہِ رسالت میں حاضِر ہوئے، چپکے سے عرض کیا: یارسولَ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم! ایک صاع آٹے کی روٹیاں اور ایک بکری کے بچے کا گوشت تیار کرایا ہے، آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم چند صحابہ کے ساتھ چل کر تناول فرمالیں، یہ

سن کر حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اِعْلان کر دیا کہ اے خندق والو! جابر نے کھانے کی دعوت رکھی ہے، سب لوگ ان کے گھر چل کر کھانا کھا لیں، پھر مجھ سے فرمایا: جب تک میں نہ آ جاؤں روٹی مت پکوانا، چنانچہ جب حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم تشریف لائے تو گوندھے ہوئے آٹے میں اپنا لعاب دہن ڈال کر برکت کی دعا فرمائی اور گوشت کی ہانڈی میں بھی اپنا لعاب دہن ڈال دیا۔ پھر روٹی پکانے کا حکم دیا اور فرمایا: ہانڈی چولھے سے نہ اتاری جائے، روٹی پکنی شروع ہوئی اور گوشت تقسیم ہونا شروع ہوا، حضرت جابِر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: لُعاب دہنِ مصطفےٰ کی یہ برکت ہوئی کہ ہمارا تھوڑا سا کھانا ایک ہزار آدمیوں نے سَیر ہو کر کھایا، مگر گوندھا ہوا آٹا جتنا پہلے تھا اتنا ہی رہ گیا اور ہانڈی چولھے پر بدستور جوش مارتی رہی۔

(بخاری جلد ۵ صفحہ ۱۰۸، حدیث: ۴۱۰۱-۴۱۰۲)

زندگی بھر تیر و تلوار کا زخم نہ لگا

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے چہرے پر تیر لگا، آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اس پر اپنا لعابِ دہن لگا دیا، فوراً ہی خون بند ہو گیا، اس کے بعد زِندگی بھر انہیں کبھی تیر و تلوار کا زخم نہ لگا۔ (اصابہ، تذکرۂ ابو قتادہ بن ربعی جلد ۷ صفحہ ۲۷۲)

شیریں کنواں

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے گھر میں ایک کنواں تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اس میں اپنا لعاب دہن ڈال دیا تو اس کا پانی اتنا شیریں ہو گیا کہ مدینہ منورہ میں اس سے بڑھ کر کوئی شیریں کنواں نہ تھا۔ (شرح زرقانی علی المواہب الدینیۃ جلد ۵ صفحہ ۲۸۹)

جس سے کھاری کنوئیں شیرۂ جاں بنے

اس زلال حلاوت پہ لاکھوں سلام

پسینہ مبارک سے برکت کا حصول

خادِمِ نبی، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ہمارے یہاں تشریف لائے اور قیلولہ فرمایا۔ حالت خواب میں آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو پسینہ آیا، میری ماں ام سُلیم رضی اللہ عنہانے ایک شیشی لی اور پسینہ مبارک اس میں ڈالنے لگیں۔ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم بیدار ہوئے، پوچھا: ام سلیم! یہ کیا کرتی ہو؟ عرض کیا: یہ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا پسینہ ہے، ہم اسے خوشبو میں ڈالتے ہیں اور وہ سب خوشبوؤں سے عمدہ خوشبو ہے۔

دوسری روایت مسلم میں ہے کہ ام سلیم نے یوں عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم! ہم اپنے بچوں کے لئے آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے پسینہ مبارک کی برکت کے امیدوار ہیں۔ فرمایا: تونے سچ کہا۔ (مسلم، باب طیب عرق النبی جلد ۴ صفحہ ۱۸۱۵، حدیث: ۲۳۳۱)

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے وصیت کی تھی کہ میری وفات کے بعد میرے بدن اور کفن میں وہی خوشبو لگائی جائے جس میں حضورِ انور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے جسم اطہر کا پسینہ ملا ہوا ہے۔ (بخاری، باب من زار قوماًفقال عندھم جلد ۸ صفحہ ۶۳، حدیث: ۶۲۸۱)

خوشبو والوں کا گھر

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم! میں نے اپنی بیٹی کا نکاح کردیا ہے، اسے خاوند کے گھر بھیجنا چاہتا ہوں، میرے پاس کوئی خوشبو نہیں، کچھ عنایت فرمائیں۔ سرکارِ عالی وقار صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: کل صبح ایک چوڑے منہ والی شیشی اور

کسی درخت کی لکڑی لے آنا۔ دوسرے روز وہ شخص شیشی اور لکڑی لیکر حاضرِ خدمت ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اپنے دونوں بازوؤں سے اس میں اپنا پسینہ مبارک ڈال دیا، شیشی بھر گئی، پھر فرمایا: اپنی بیٹی سے کہنا: یہ لکڑی پسینے میں تر کر کے مل لیا کرے۔

راوی فرماتے ہیں: جب وہ لڑکی آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا پسینہ مبارک لگاتی تو تمام اہلِ مدینہ کو اس کی خوشبو پہنچتی، لہٰذا اس کے گھر کا نام ہی **بیتُ المطیّبین** (خوشبو والوں کا گھر) ہو گیا۔ (شواہد النبوۃ، رکن خامس، ص:۱۸۱)

والله جو مِل جائے مرے گُل کا پسینہ | مانگے نہ کبھی عطر نہ پھر چاہے دلہن پھول

استعمال شدہ پانی سے برکت کا حصول

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: میں نے دیکھا کہ سرکارِ عالی وقار، مکی مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا استعمال شُدہ پانی ہے، صحابۂ کرام علیہم الرضوان اسے حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، جسے جتنا پانی ملا، اس نے اپنے اُوپر مل لیا اور جسے نہ ملا، اس نے اپنے ساتھی کی ہتھیلی سے تری حاصل کی۔ (بخاری جلد ا صفحہ ۸۴، حدیث: ۳۷۶)

بچہ تندرست ہو گیا

حضرت اُمِّ جندب رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے دیکھا کہ سرورِ عالم، نورِ مجسم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے جمرۂ عقبہ پر رمی کی، آپ فارِغ ہوئے تو خَثْعَم قبیلے کی ایک خاتون گود میں بچہ اُٹھائے حاضِر ہوئی اور عرض کیا: یارسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرا ایک ہی بچہ رہ گیا ہے، اس پر بھی کچھ اثر ہے، یہ بولتا نہیں۔ پیارے نبی، رسولِ ہاشمی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے پانی منگوایا، اس میں دونوں ہاتھ مبارک دھوئے، پھر اس میں کلی کی، پھر اس بابرکت پانی میں

سے کچھ بچے پر چھڑک دیا اور باقی عورت کو دیتے ہوئے فرمایا: یہ اس بچے کو پلا دیا کرو۔
حضرت اُمِّ جُنْدُب رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: آیندہ سال میری اسی عورت سے ملاقات ہوئی، میں نے بچے کا حال پوچھا تو بولی: بچہ تندرست ہے، بہت ذہین اور عقل مند بھی ہو گیا ہے۔ (ابن ماجہ جلد ۴ صفحہ ۵۵۷، حدیث: ۳۵۳۲)

بے ہوشی سے افاقہ ہو گیا

بُخاری شریف میں ہے: حضرت جابِر رضی اللہ عنہ سخت بیمار تھے، سرکارِ عالی وقار، مکی مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اپنے یارِ غار حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر ان کی عیادت کے لئے تشریف لائے، اس وقت حضرت جابِر رضی اللہ عنہ بے ہوشی میں تھے، سرکارِ اعظم، نورِ مجسم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے وُضو کیا اور اپنا استعمال شُدہ پانی ان پر چھڑک دیا، اس کی برکت سے حضرت جابِر رضی اللہ عنہ کو افاقہ ہو گیا۔

(بخاری جلد ۴ صفحہ ۳۱۲، حدیث: ۶۷۲۳)

شیرِ خدا کے قوی حافظے کا راز

حضرت علی المرتضیٰ شیرِ خدا کرم اللہ وجہہ الکریم سے کسی نے پوچھا: آپ کا حافظہ بہت مضبوط ہے، اس کا راز کیا ہے؟ فرمایا: جب سرکارِ عالی وقار، دوجہاں کے تاجدار صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے دُنیا سے پردہ فرمایا، مجھے غسل دینے کی سعادت ملی، اس وقت جو پانی آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے حلقۂ چشم میں جمع ہوا تھا، میں نے اسے پی لیا، اسی کی برکت سے میرا حافظہ مضبوط ہے۔ (مسند احمد، مسند عبد اللہ بن عباس جلد ۴ صفحہ ۲۲۹، حدیث: ۲۴۰۳)

بچا ہوا کھانا بطور تبرک کھاتے

میز بانِ رسول، حضرت ابو اَیُّوب انصاری رضی اللہ عنہ عظیم عاشقِ رسول ہیں، جب سرکارِ اعظم، نورِ مجسم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ان کے ہاں جلوہ گر تھے، ان دونوں میاں بیوی کا معمول تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا بچا ہوا کھانا بطور تبرک کھاتے، بالخصوص جہاں آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی مبارک انگلیوں کا نشان ہوتا، حضرت ابو اَیّوب انصاری رضی اللہ عنہ اسی جگہ سے لقمہ اٹھاتے تاکہ برکت نصیب ہو۔ (سیرتِ مصطفٰے، ص:۱۷۸)

قدمین شریفین

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اَنّ النَّبِیَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم کَانَ إِذَا مَشَی عَلَی الصَّخرِ غَاصَتْ قَدَمَاہُ فِیْہِ وَأَثَرت حضور نبی اکرم، نورِ مجسم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم جب پتھروں پر چلتے تو پتھروں پر قدمین شریفین کے نشانات پڑ جاتے تھے۔

(شرح زرقانی علی المواہب الدنیہ جلد ۵ صفحہ ۴۸۲)

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ایک صحابی نے سرکارِ عالی وقار، مکی مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی خدمت میں اپنی اُونٹنی کی سست رفتاری کی شکایت کی، سرکارِ اعظم، نورِ مجسم

صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اپنے پاؤں مبارک سے اُسے ٹھوکر لگادی، اس مبارک ٹھوکر کی ایسی برکت ظاہر ہوئی کہ راوی کہتے ہیں: وَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِہٖ لَقَدْ رَأَیْتُھَا تسبق القَائِدَ اُس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے! اس کے بعد وہ ایسی تیز ہو گئی کہ کسی کو آگے بڑھنے نہ دیتی۔ (سنن کبری بیہقی جلد ۷ صفحہ ٣٨٤، حدیث: ١٤٣٥٤)

غزوۂ ذات الرقاع کے موقع پر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے مبارک قدموں کی برکت سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا اُونٹ بھی تیز رفتار ہو گیا تھا۔ حدیث پاک میں ہے: آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اپنے پاؤں مبارک سے اونٹ کو ٹھوکر لگائی اور ساتھ ہی دُعا فرمائی، پس وہ اتنا تیز رفتار ہوا کہ پہلے کبھی نہ تھا۔ (مسلم جلد ۳ صفحہ ۱۲۲۱، حدیث: ۷۱۵)

بعد میں کسی وقت رسولِ رحمت، شفیعِ اُمّت صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے حضرت جابِر رضی اللہ عنہ سے ان کے اُونٹ کے متعلق دریافت فرمایا: اب تیرے اُونٹ کا کیا حال ہے؟ عرض کیا: بِخَیْرٍ قَدْ أَصَابَتْہُ بَرَکَتُكَ یعنی یارسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اسے آپ کی برکت نصیب ہوئی، اب بالکل ٹھیک ہے۔ (بخاری جلد ۴ صفحہ ۵۱، حدیث: ۲۹۶۷)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

--*-*-*-*-*-*-*

نعلین مبارک اور ان کی برکات

حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی نعلینِ اقدس چمڑے کے تھے، جن میں ایک تلا اور دو تسمے لگے ہوتے تھے۔ (شمائل ترمذی، ص: ۳۵)

جو سر پہ رکھنے کو مل جائے نعل پاک حضور | تو پھر کہیں گے کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہُ عنہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے نعلین بردار تھے جب کبھی حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کہیں تشریف لے جانے کے لئے اٹھتے تو یہ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو نعلین پہناتے اور جب حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نعلین اتار کر تشریف فرما ہوتے تو یہ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی نعلین اٹھا کر اپنے بازوؤں میں پہن لیتے تھے۔ حضرت علامہ عبدالرحمن جامی رحمۃاللہ علیہ فرماتے ہیں:

چوں سوئے من گزر آری من مسکین زناداری	فدائے نقش نعلینت کنم جاں یا رسول اللہ

مفہوم: یارسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کبھی مجھ مسکین، بے سہارا کے گھر تشریف لائیں تو آپ کے نعلین شریف کے نقش پر جان قربان کردوں۔

نعلین شریفین کی شان میں قصیدہ

ابو حکم بن عبدالرحمن رحمۃاللہ علیہ نے نقشِ نعلین شریفین کی شان میں عربی میں ایک قصیدہ لکھا ہے، اس کے چند اشعار یہ ہیں:

ہمثال لنعلی من احب ھویتہ	فہا انا فی یومی ولیلی لاثمہ

ترجمہ: اپنے محبوب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی تصویر نعل پاک کو میں دوست رکھتا اور رات دن اسے بوسہ دیتا ہوں۔

اُجر علی راسی ووجہی ادیمہ	والثمہ طوراوطورا الازمہ

ترجمہ: اپنے سر اور منہ پر رکھتا اور کبھی چومتا کبھی سینے سے لگاتا ہوں۔

امثلہ فی رجل اکرم من مشی	فتبصرہ عینی ومااَنا حالمہ

ترجمہ: میں اپنے دھیان میں اسے محبوب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے پائے اقدس میں تصور

کرتاہوں تو شدت صدق تصور سے گویا اپنی آنکھوں سے جاگتے میں دیکھ لیتاہوں۔

احرک خدی ثم احسب وقعه | علی وجنتی خطواھناک یداومه

ترجمہ: اس نقش پاک کو اپنے رخسارے پر رکھ کر جنبش دیتا اور یہ خیال کرتاہوں کہ گویا وہ اسے پہنے ہوئے میرے رخسارے پر چل رہے ہیں۔

ومن لی بوقع النعل فی حر وجنتی | لما ش علت فوق النجوم براجمه

ترجمہ: آہ! کون ایسی صورت کردے کہ وہ پائے مبارک جو ستارگان آسمان ہشتم کے سروں پر بلند ہوئے ان کی کفش مبارک چلنے میں میرے رخسارے پر پڑے۔

ساجعله فوق الترائب عوذة | لقلبی لعل القلب یبرد حاجمه

ترجمہ: میں نقشہ نعل پاک کو اپنے سینے پر دل کا تعویز بنا کر رکھوں گا شاید دل کی آنکھ ٹھنڈی ہو۔

وارابطه فوق الشؤن تمیمة | لجفنی لعل الجفن یرقاء ساجمه

ترجمہ: میں اسے سر پر آنکھوں کا تعویذ بنا کر باندھوں گا شاید بہتی پلکیں رکیں۔

الا بابی تمثال نعل محمد | لطاب لحاذیه وقدس خادمه

ترجمہ: سن لو تصویر کفش مقدس پر میرا باپ نثار، کیا اچھا ہے اس کا بنانے والا اور جو اس کی خدمت کرے پاک ہو جائے۔

یودھلال الافق لوانه ھوی | یبزا حمنا فی لثمه ونزاحمه

ترجمہ: ماہ نور کی تمنا ہے کاش! آسمان سے اتر کر اس نقشہ مبارک کے بوسے میں ہم اور وہ باہم مزاحمت کرتے۔

سلام علیہ کلما ھبت الصبا | وغنت باغصان الاراک حمائمہ

سلام ہو محمد صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم پر جب تک بادِ صبا چلے اور جب تک درخت اراک کی ڈالیوں پر کبوتر گونجیں۔(مواہب الدنیہ،۲/۲۱۶تا۲۱۷)

اللھم صل وسلم وبارک علیہ وعلی الہ وامتہ ابدا

ترے گداؤں کی پاپوش تاجِ سلطاں ہے
وہ جس کے سر پہ رکھیں نعل تاجور ہو جائے

نقشِ نعلِ پاک کی برکت سے شفامل گئی

شیخ ابو جعفر احمد بن عبد المجید رحمۃ اللہ علیہ جو بڑے متقی و پرہیز گار تھے، فرماتے ہیں: میں نے اپنے ایک شاگرد کو نعلِ پاک کا نقش مبارک بنا کر دیا، ایک روز اس نے بتایا: رات میں نے اس نقشِ نعلِ پاک کی عجیب برکت دیکھی، ہوا یہ کہ میری زوجہ کو اچانک سخت درد ہوا، یوں لگا کہ شاید اُس کا آخری وقت ہے، میں نے جلدی سے نقشِ نعلِ پاک اس کے درد کے مقام پر رکھ کر دعا کی: یا اللہ پاک! نقشِ نعلِ پاک کی برکت سے شفا عطا فرما۔ الحمد للہ! اللہ پاک نے فوراً ہی درد سے شفا عطا فرمادی۔(مواہب الدنیہ جلد ۲ صفحہ ۲۱۵)

شان کیا پیارے عمامے کی بیاں ہو یا نبی
تیری نعلِ پاک کا ہر ذرہ رشکِ طور ہے

نعلینِ پاک سر کا تاج ہیں

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے نعلین پاک کے متعلق امام ابو محمد عبد اللہ بن

حسین قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

ونعلٍ خضَعْنا ھیبۃً لِبَھائِھا   وإنَّا متی نَخضَع لھا أبدًا نعلو

فَضَعْھا علی أعلَی المَفارِقِ إنھا   حقیقَتُھَا تاجٌ وصورتُھا نعلٌ

ایسے نعلین شریف کہ جن کی بلند و بالا عظمت کو ہم تسلیم کرتے ہیں، کیونکہ اس عظمت کو تسلیم کرکے ہی ہم بلند ہو سکتے ہیں۔ اس لیے انہیں بلند ترین جگہ پر رکھو کیونکہ در حقیقت یہ (سَر کا) تاج ہیں اگرچہ دیکھنے میں نعلین ہیں۔ (مواہب اللدنیہ، ۲/۲۱۷)

نقشِ نعلین سر پر لگانے میں اِحتیاط

نقشِ نعل شریف ایک عمدہ شے ہے اس کی بَرَکت سے دُعائیں قبول ہونے کی کئی حِکایات بھی موجود ہیں۔ یہ بَرَکات تو نقشِ نعلینِ پاک کے ہیں، جو اصل نعلین شریف ہیں ان کی بَرَکتوں کے تو کیا کہنے! نقشِ نعلین شریف کو جیب میں بھی رکھا جاتا ہے اور بہت سے خوش نصیب اسے اپنے سر پر لگاتے ہیں، مگر نقش نعلین شریف سر یا عمامے شریف پر لگانے میں یہ خیال رکھا جائے کہ نماز میں سجدہ کرتے وقت زمین پر نہ لگے۔ نقشِ نعلین شریف نماز کے دَوران جیب میں ہی تشریف فرما ہو تو مدینہ مدینہ۔

(ملفوظاتِ امیرِ اہلسنت، قسط:۲۵ جلد ا صفحہ ۵۲۶)

اپنی زلفوں سے اگر نعلِ مبارک پونچھے
رضواں برکت کے لئے حور کے دھارے گیسو

شہرِ مدینہ کا ادب

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ کو چند

گھوڑے عنایت فرمائے تو میں نے عرض کیا کہ ایک گھوڑا آپ اپنی سواری کے لئے رکھ لیجئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھ کو بڑی شرم آتی ہے کہ جس شہر کی زمین میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم آرام فرمارہے ہیں اس شہر کی زمین کو میں اپنی سواری کے جانور کے کھروں سے روندواؤں۔ چنانچہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اپنی زندگی بھر مدینہ ہی میں رہے مگر کبھی کسی سواری پر مدینہ منورہ میں سوار نہیں ہوئے۔(شفاء شریف جلد ۲ صفحہ ۴۷)

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے کسی نے یہ کہہ دیا کہ **مدینہ کی مٹی خراب ہے** یہ سن کر حضرت امام موصوف نے یہ فتویٰ دیا کہ اس گستاخ کو تیس درے لگائے جائیں اور اس کو قید میں ڈال دیا جائے اور یہ بھی فرمایا کہ اس شخص کو قتل کر دینے کی ضرورت ہے جو یہ کہے کہ مدینہ کی مٹی اچھی نہیں ہے۔(شفاء شریف جلد ۲ صفحہ ۴۸)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

*_*_*_*_*_*_*_*

نام "محمد" کی برکات

5 فرامین مصطفٰے صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

(۱)... جس کے لڑکا پیدا ہوا اور وہ میری محبت اور میرے نام پاک سے تبرک کے لئے اس کا نام "**محمد**" رکھے وہ اور اس کا لڑکا دونوں بہشت میں جائیں۔

(کنزالعمال، کتاب النکاح، حدیث:۴۵۲۱۵)

(۲)... روز قیامت دو شخص اللہ پاک کے حضور کھڑے کئے جائیں گے حکم ہو گا انہیں

جنت میں لے جاؤ، عرض کریں گے: الٰہی! ہم کس عمل پر جنت کے قابل ہوئے ہم نے تو کوئی کام جنت کا نہ کیا۔رب فرمائے گا: جنت میں جاؤ میں نے حلف فرمایا ہے کہ جس کا نام احمد یا محمد ہو دوزخ میں نہ جائے گا۔

(فردوس الاخبار جلد ۲ صفحہ ۵۰۳، حدیث: ۸۵۱۵)

(۳)...رب نے مجھ سے فرمایا: مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم! جس کا نام تمہارے نام پر ہو گا اسے دوزخ کا عذاب نہ دوں گا۔

(کشف الخفاء، حرف الخاء جلد ۱ صفحہ ۳۴۵، حدیث: ۱۲۴۳)

(۴)...قیامت کے دن ملائکہ کہیں گے کہ جن کا نام محمد یا احمد ہے جنت میں چلے جاؤ

(فردوس الاخبار جلد ۲ صفحہ ۵۰۳، حدیث ۸۵۱۵، ملتقطًا)

(۵)...ایک روایت میں ہے: جس مشورے میں اِس نام (محمد نام) کا آدمی شریک ہو اس میں برکت رکھی جاتی ہے۔

(کنزالعمال، کتاب النکاح، قسم الاقوال جلد ۱۶ صفحہ ۱۷۵، حدیث ۴۵۲۱۶)

صحابہ کرام علیہم الرضوان کی تبرکات کو قبر میں رکھنے کی وصیتیں

۞ حضرت ثابت بُنانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے خادم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے مبارک بالوں میں سے ایک بال ہے۔جب میں مر جاؤں تو اس کو میری زبان کے نیچے رکھ دینا۔چنانچہ میں نے حسب وصیت ان کی زبان کے نیچے رکھ دیا اور اسی حالت میں دفن کئے گئے۔

(اصابہ، ترجمہ انس بن مالک ص277)

۞ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے وصیت کی تھی کہ میری وفات کے بعد میرے بدن اور کفن میں وہی خوشبو لگائی جائے جس میں حضورِ انور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے جسم اطہر کا پسینہ ملا ہوا ہے۔

(بخاری ج ۲ ص ۹۲۹ باب من زار قوماً فقال عندہم)

۞ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی کہ مجھے غسل دے کر میری آنکھوں اور لبوں پر سلطانِ دو جہاں صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے ناخن اور بال شریف رکھ دیئے جائیں تاکہ حسابِ قبر میں آسانی ہو۔

(صراط الجنان فی تفسیر القرآن جلد2 ص367)

۞ حضرت سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی تھی کہ میرے کفن میں تاجدارِ رسالت صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے بال شریف رکھ دیئے جائیں تاکہ قبر کی مشکل آسان ہو۔

(صراط الجنان فی تفسیر القرآن جلد2 ص367)

۞ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے حضرت عبداللہ ابن انیس رضی اللہ عنہ کی بہادری اور جان بازی سے خوش ہو کر انہیں اپنا عصا عطا فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ تم اسی عصا کو ہاتھ میں لے کر جنت میں چہل قدمی کرو گے۔ انہوں نے عرض کی: یارسولَ اللہ! صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم قیامت کے دن یہ مبارک عصا میرے پاس نشانی کے طور پر رہے گا۔ چنانچہ انتقال کے وقت انہوں نے یہ وصیت فرمائی کہ اس عصا کو میرے کفن میں رکھ دیا جائے۔

(زرقانی علی المواہب، کتاب المغازی، سریۃ عبداللہ بن انیس، ۲/۴۷۳-۴۷۴ ملخصًا)

حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے کچھ بال اور ناخن مبارک منگوائے اور وصیت کی کہ یہ میرے کفن میں رکھ دیئے جائیں، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

(الطبقات الکبری لابن سعد، عمر بن عبد العزیز، ج۵، ص۳۱۸)

فضل بن ربیع رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے کسی نے ابو عبداللہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو تین بال دیئے جب امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ قید میں تھے اور کہا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے بال مبارک ہیں، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وصال کے وقت وصیت کی کہ ان بالوں میں سے ایک بال میری ایک آنکھ پر، دوسرا دوسری آنکھ پر اور ایک میری زبان پر رکھ دینا، لہذا ان کے وصال کے بعد ایسا ہی کیا گیا۔

(تاریخ اسلام از ذہبی، حرف الالف، ج18، ص139)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

--*-*-*-*-*-*

موئے مبارک سے متعلق منظوم کلام

چمنِ طیبہ میں سنبل جو سنوارے گیسو

چمنِ طیبہ میں سنبل جو سنوارے گیسو
حور بڑھ کر شکنِ ناز پہ وارے گیسو

الفاظ معانی: سنبل: ایک خوشبودار گھاس، شاعرِ عموماً محبوب کی زلفوں کو اس سے تشبیہ دیتے ہیں۔ **سنوارے:** درست کیئے۔ **شکنِ ناز:** پیاری سلوٹ۔ یہاں مراد: کنگھی کرتے عموماً چہرے پر جو سلوٹ پڑتی ہے۔

وضاحت: سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ میں جب اپنے سنبل جیسے پیارے خوشبودار بال مبارک سنوارتے ہیں تو اس وقت چہرۂ پُر نور پر پڑنے والی پیاری سلوٹوں پر حوریں اپنے گیسو نچھاور کرتی ہیں۔

کی جو بالوں سے ترے روضہ کی جاروب کشی
شب کو شبنم نے تبرّک کو ہیں دھارے گیسو

الفاظ معانی: جارُوب کشی: جھاڑو دینا۔ **شبنم:** اَوس۔ **دھارے:** اختیار کیئے، سنبھالے۔

وضاحت: یارسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے جب آپ کے روضۂ پُرنُور پر اپنے بالوں سے جھاڑو دی تو رات کے وقت شبنم نے تبرک کے لئے میرے گیسو سنبھال لئے۔

ہم سیہ کاروں پہ یارَبّ! تپشِ محشر میں
سایہ افگن ہوں ترے پیارے کے پیارے گیسو

الفاظ معانی: **تپشِ محشر:** قیامت کی گرمی۔ **سایہ افگن:** چھاؤں کرنے والے۔

وضاحت: یااللہ پاک! روزِ قیامت جب سورج سوا میل پر رہ کر آگ برسائے، تانبے کی زمین دہکتی ہو، اس وقت تیرے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے پیارے گیسوؤں کا ہمیں سایہ نصیب فرما۔

چرچے حوروں میں ہیں دیکھو تو ذرا بالِ بُراق
سنبلِ خلد کے قربان اتارے گیسو

وضاحت: حُوروں میں یہ چرچا ہے کہ حُضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی معراج کی سوار بُراق کے بال تو دیکھو! جیسے جنّت کے سنبل (یعنی خوشبودار گھاس) نے قربان ہو کر اپنے گیسو نثار کئے ہوں (اس شعر میں بُراق کے بالوں کی تعریف ہے)۔

آخرِ حج غمِ اُمّت میں پریشاں ہو کر
تِیرہ بختوں کی شفاعت کو سدھارے گیسو

الفاظ معانی: **تِیرہ بخت:** بدنصیب۔ **سدھارنا:** روانہ ہونا۔

وضاحت: حجۃ الوداع کے موقع پر سرکارِ عالی وقار صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے حلق کروایا اور بال مبارک تقسیم فرمائے، اس پر اعلیٰ حضرت فرما رہے ہیں: اَصل میں اس وقت موئے مبارک غمِ اُمّت میں پریشاں ہوئے اور گنہگار اُمتیوں کی شفاعت کے لئے جسمِ اَقدس سے جُدا ہو کر اُمتیوں کے پاس پہنچے (تاکہ تاقیامت ان کی زیارت کا شرف اُمّت کو ملتا رہے اور سامانِ شفاعت ہوتا رہے)۔

گوش تک سنتے تھے فریاد، اب آئے تادوش

که بنیں خانہ بدوشوں کو سہارے گیسو

الفاظ معانی: **گوش**: کان۔ **دوش**: کندھا۔ **خانہ بدوش**: بے سہارا لوگ۔

وضاحت: موئے مبارک جب کانوں تک تھے تو اس میں اشارہ تھا کہ اے اُمتیو! یہ مبارک کان تمہاری فریاد سننے کے لئے ہیں، اب مبارک کندھوں تک تشریف لے آئے، اب گویا اشارہ دیتے ہیں کہ اے بے سہارا اُمتیوں گھبراؤ نہیں، یہ مبارک کندھے تمہارے سہارے کے لئے ہیں۔

سوکھے دھانوں پہ ہمارے بھی کرم ہو جائے
چھائے رحمت کی گھٹا بن کے تمہارے گیسو

الفاظ معانی: **دھان**: کھیتی۔ وضاحت: یارسولَ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم! ہماری خُشک کھیتی پر کرم فرمائیے! آپ کے مبارک گیسو رحمت کی گھٹا بن کر چھا جائیں تو سُوکھی کھیتی ہر بھری ہو جائے (یہاں کھیتی سے اِیمان، اَعمال، اَخلاق، کردار وغیرہ سب مراد لیا جا سکتا ہے، بعض شارِحین نے اس شعر کو محشر کے ساتھ خاص کیا ہے، وہ بھی درست ہے، البتہ خاص کرنا دُرست نہیں لگتا، یقیناً ہم گنہگاروں کو گیسو مبارک کی برکات اس دُنیا میں بھی درکار ہیں)

کعبۂ جاں کو پہنایا ہے غلافِ مشکیں
اُڑ کر آئے ہیں جو اَبرُو پہ تمہارے گیسو

الفاظ معانی: **کعبۂ جاں**: جان کا قبلہ و کعبہ، **مراد**: ابرو مبارک یا چہرۂ والضحیٰ۔ **غلافِ مشکیں**: خوشبو میں بسا ہوا غلاف

وضاحت: زُلفِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اُڑ کر کبھی چہرۂ پُر نُور پر آتی ہوں گی، اس شعر میں

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس خوبصورت منظر کو بیان فرمایا ہے کہ یارسولَ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! جب آپ کی زُلفِ مبارک اُڑ کر چہرۂ پُرنور کو ڈھانپ لیتی ہے تو یُوں لگتا ہے جیسے کعبہ شریف کو خوشبوؤں میں بَسا ہوا غلاف پہنا دیا گیا ہے۔

سلسلہ پا کے شفاعت کا جھکے پڑتے ہیں
سجدۂ شکر کے کرتے ہیں اشارے گیسو

وضاحت: جب خوشخبری ملی کہ حُضُور روزِ قیامت شفاعت فرمائیں گے، اس پر موئے مبارک جھک گئے، گویا ہمیں اشارہ فرماتے ہیں کہ اے گنہگارو! سجدۂ شکر کرو! گناہوں سے چھٹنے کی راہ مل گئی۔

مشک بُو کوچہ یہ کس پھول کا جھاڑا ان سے
حوریو عنبرِ سارا ہوئے سارے گیسو

الفاظ معانی: مشک بُو: خوشبو سے بسا ہوا۔ کوچہ: گلی۔ جھاڑا: تلاش کیا۔ عنبرِ سارا: خالِص عنبر کی خوشبو والا۔

وضاحت: یہ کوچے، گلیاں مہک رہی ہیں، یہ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے گیسو مبارک سے جھڑنے والے ایک پھول کی برکت ہے، اے حورو! اسی کی برکت سے تمہارے سارے گیسو خالِص عنبر ہو گئے ہیں۔

دیکھو قرآں میں شبِ قدر ہے تا مطلعِ فجر
یعنی نزدیک ہیں عارِض کے وہ پیارے گیسو

وضاحت: قرآنِ کریم میں سورۂ قَدر پڑھو، جس میں شبِ قدر کا تذکرہ ہے، اس میں بتایا گیا کہ

شبِ قَدْر طُلُوعِ فَجْر تک ہے، اس میں سلامتی ہی سلامتی ہوتی ہے، یہاں شبِ قدر گویا حُضُور سرورِ عالَم، نورِ مجسم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی کالی کالی زُلفوں کی طرف اشارہ ہے، طُلُوعِ فجر یعنی روشنی چمکنے کے وقت سے آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے رُخِ روشن کی طرف اشارہ ہے کہ رُخِ مصطفےٰ کی روشنی اور زُلف مبارک کی سیاہی قریب ہیں اور یہ دونوں سلامتی ہی سلامتی ہیں۔

بھینی خوشبو سے مہک جاتی ہیں گلیاں واللہ!
کیسے پھولوں میں بسائے ہیں تمہارے گیسو

وضاحت: یعنی رَبِّ کریم نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی مبارک زُلفیں کس نِرالے پھول سے بسائی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم جدھر رُخ فرماتے ہیں، جس گلی سے گزر فرماتے ہیں، گلیاں، کوچے، زلفوں کی بھینی بھینی خوشبو سے مہک جاتے ہیں۔

شانِ رحمت ہے کہ شانہ نہ جُدا ہو دَم بھر
سینہ چاکوں پہ کچھ اس درجہ ہیں پیارے گیسو

الفاظ معانی: شانہ: کنگھی۔ سینہ چاک: مراد عاشق۔

وضاحت: سلطانِ دوجہاں، سرورِ ذیشاں صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی سُنّت مبارک ہے کہ سَفَر و حضر میں کنگھی مبارک ساتھ رکھتے تھے، اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں: یہ بھی شانِ رحمت ہے، اس طرح کہ عاشقانِ رسول صحابۂ کرام علیہم الرضوان کو مبارک گیسوؤں سے بہت پیار تھا، سرکارِ ذی قار صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کنگھی مبارک ساتھ رکھتے کہ سَفَر و حَضَر میں جہاں بھی کنگھی فرمائیں، اس میں کچھ بال مبارک آئیں، صحابۂ کرام علیہم الرضوان انہیں

محفوظ رکھیں اور تاقیامت عاشقانِ رسول اس سے برکتیں لیتے رہیں۔

شانہ ہے پنجۂ قُدرت ترے بالوں کے لئے
کیسے ہاتھوں نے شہا تیرے سنوارے گیسو

الفاظ معانی: پنجۂ قُدرَت: قدرت کا ہاتھ۔

وضاحت: رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کے مبارک ہاتھوں کو رَبِّ کریم نے ''یَدُ اللہ'' فرمایا ہے، سُبْحٰنَ اللہ! یہ کیسی قُدْرت والے ہاتھ ہیں، ان کا اشارہ ہو تو چاند دو ٹکڑے ہو جائے، ڈوبا سورج پلٹ آئے، بیمار پر لگیں تو شفا پائے، ایسی کمال قُدرت والے ہاتھوں سے آپ زُلفیں سنوارا کرتے تھے، اعلیٰ حضرت اسی کو فرماتے ہیں: یارسولَ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم! پنجۂ قُدرت (یعنی وہ مبارک ہاتھ جو یَدُ اللہ ہیں، کمال قُدرت والے ہیں)، وہ آپ کی زُلفوں کے لئے کنگھی ہیں، مَاشَآءَاللہ! اے شاہِ کونین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم! کیسے ہاتھوں نے آپ کے گیسو سنوارے ہیں۔

اُحُد پاک کی چوٹی سے اُلجھ لے شب بھر
صبح ہونے دو شبِ عید نے ہارے گیسو

وضاحت: غالباً اس شعر میں چاند مراد ہے، مطلب یہ کہ اے چاند! رات بھر تو اُحُد پہاڑ کی چوٹی سے اُلجھ لے، صبح ہوتے ہی عید کی رات بارگاہ رسالت میں اپنے گیسو نچھاور کر دے گی۔

مژدہ ہے قبلہ سے گھنگھور گھٹائیں اُمڈیں
ابرووں پر وہ جھکے جھوم کے بارے گیسو

وضاحت: اے زُلفِ مصطفےٰ کے دیوانو! تمہیں خوشخبری ہو کہ قبلے کی طرف کالی گھٹائیں اُٹھ رہی ہیں، لگتا ہے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی مبارک زُلفیں جھوم جھوم کر رُخِ پُرنُور پر آرہی ہیں۔

تارِ شیرازۂ مجموعۂ کونین ہیں یہ
حال کھل جائے جو اِک دَم ہوں کنارے گیسو

الفاظ معانی: تار: واسطہ، دھاگا۔ شیرازہ: بندھن۔ مجموعۂ کونین: دونوں جہاں کا مجموعہ۔

وضاحت: دونوں جہان کی شیرازہ بندی ہمارے آقا و مولیٰ، مکی مدنی مصطفےٰ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی مبارک زلفوں کی برکت سے ہے، لمحہ بھر کے لئے یہ مبارک زُلفیں دُنیا سے کنارہ فرمالیں تو سب حال کھل جائے گا۔

تیل کی بوندیں ٹپکتی نہیں بالوں سے رضا
صبحِ عارِض پہ لٹاتے ہیں ستارے گیسو

وضاحت: سرکارِ عالی وقار، مکی مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم تیل کا اتنا استعمال فرماتے کہ تیل کی بوندیں ٹپکنے لگتیں۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اے رضا! بغور دیکھو! یہ تیل کی بوندیں نہیں ٹپک رہی، اَصل میں رات رُخِ وَالضُّحیٰ پر ستارے نچھاور کر رہی ہے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

--*-*-*-*-*-*

میرے معبود کو پیارے میرے سرکار کے گیسو

میرے معبود کو پیارے میرے سرکار کے گیسو
عروجِ حُسن سے آگے میرے سرکار کے گیسو
نہ گھونگھر والے، نہ بالکل سیدھے، وہ گیسو خمیدہ ہیں
گھنے اور رنگ میں کالے میرے سرکار کے گیسو
گھماتی اُمِّ سلمہ پانی میں موئے مبارک کو
مریضوں کو شفا دیتے میرے سرکار کے گیسو
عمر سے عالمِ برزخ میں ملنے پر یہ پوچھوں گا
کفن میں کس لئے رکھے میرے سرکار کے گیسو
اس نے یہ وصیت کی زبان کے نیچے رکھ دیا
مجھے دفنانے سے پہلے میرے سرکار کے گیسو
فقط اس واسطے خالد نے ہر اک معرکہ جیتا
انہوں نے ٹوپی میں رکھے میرے سرکار کے گیسو
لیئے آئی اُمِّ تمیم جو ٹوپی فتح تھی اس میں
بدل دیں جنگ کے نقشے میرے سرکار کے گیسو
کہیں جو سترہ بالوں میں سفیدی ریش اور سر میں
وہ کتنے شوق سے گنتے میرے سرکار کے گیسو
ادا کرتے ہیں وہ سُنّت صحابہ کی جنھوں نے بھی
تبرّک جان کر رکھے میرے سرکار کے گیسو

زیارت گیسوؤں کی ہے نبی کی دید کا حِصَّہ
وہ ہے خوش بخت جو دیکھے میرے سرکار کے گیسو
ملائک حُور و غلماں تکتے ہوں گے حیرت سے
سنوارے جب حلیمہ نے میرے سرکار کے گیسو
جہاں میں عشق و مستی کی یہ خوشبو اس لئے پھیلی
کہ ہوا کہ دوش پر مہکے میرے سرکار کے گیسو

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!　صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

--*-*-*-*-*-*-*

خِدمت تری اعزاز مرا موئے مبارک

خدمت تری اعزاز مرا موئے مبارک
ہے حاملِ درجاتِ عُلائے موئے مبارک
ہے آیۂ لولاک کے مفہوم میں داخِل
اللہ نے دی تجھ کو بقا موئے مبارک
اِک عمر مِلا لمس تجھے دستِ نبی کا
جب ریشِ نبی میں تُو رہا موئے مبارک
ہجرت کے مراحِل ہوں کہ معراجِ نبی ہو
تھے ہمسفرِ ثور و حرا موئے مبارک
ہر آن رفاقت اسے آقا کی ملی تھی
سدرہ سے وراء ساتھ رہا موئے مبارک
دیکھے گی کبھی آپ کا وہ روئے مبارک
جس آنکھ نے بھی دیکھ لئے موئے مبارک

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

*_*_*_*_*_*_*_*_*

ہو گیا فضلِ خدا موئے مبارک آگئے

ہو گیا فضلِ خدا موئے مبارک آگئے
دل خوشی سے جھوم اُٹھا موئے مبارک آگئے
اے خُوشا صلِّ علیٰ موئے مبارک آگئے
مرحبا صد مرحبا موئے مبارک آگئے
مصطفےٰ کے موئے اقدس اور مرا غُربَت کدہ
مرحبا صد مرحبا موئے مبارک آگئے
ھم غریبوں کے مُقدَّر کو جگانے کیلئے
مرحبا صد مرحبا موئے مبارک آگئے
مجھ ذلیل و خوار پر بدکار و بد کردار پر
ہے کرم سرکار کا موئے مبارک آگئے
نور کی برسات ہوگی عنقریب اب زور دار
ابرِ رحمت چھا گیا موئے مبارک آگئے
رنج و غم کافور ہوں گے ہیں غمزدوں کے اس کی ہے
جو کرے تعظیم دل سے دوجہاں میں کامیاب
ہوگیا ہاں ہوگیا موئے مبارک آگئے
اپنے رب سے مانگ لو دونوں جہاں کی نعمتیں
رحمتوں کا درکھلا موئے مبارک آگئے

اِنْ شَآءَ اللّٰہ آرزوئیں آئیں گی بر رُوبَرو
مانگ لو آکر دُعا موئے مبارک آگئے

آؤ دیوانو! تم آؤ لیکے چشمِ اشکبار
ان سے ان کو مانگنا موئے مبارک آگئے

نَزعِ رُوح و قبر میں اور حَشْر کے میداں میں کام
بن گیا عطارؔ کا موئے مبارک آگئے

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

*_*_*_*_*_*_*_*_*

فضل و رحمت کی گھٹا موئے نبی

فضل و رحمت کی گھٹا موئے نبی
خاص ہیں ربّ کی عطا موئے نبی

دردِ دل کی ہیں دَوا موئے نبی
باعثِ وَصلِ شفاء موئے نبی

آیتِ "وَالیل" ہے جن کی ثنا
ہیں وہ عالی مرتبہ موئے نبی

چین دیتے ہیں دلِ پُر درد کو
رُوح پَرَوَر خوشنُما موئے نبی

دِید سے جن کے ملے ہم کو قرار
کس قدر ہیں جانفزا موئے نبی

اِن کے صدقے ہر بَلا کافور ہے
کیوں کہ ہیں مشکل کشا موئے نبی

درس اَصحابِ نبی نے یہ دیا
نعمتِ حق بے بہا موئے نبی

ربّ سے کرتے ہیں دُعا ، مولا کرم!
قبر میں ہم کو دِکھا موئے نبی

گورِ تیرہ میں کریں گے چاندنا
پُر ضیا مُشکِ خُتا موئے نبی

قابل رشک صد ہے بُرہان بھی
ہوگئے اِس کو عطا موئے نبی

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

*_*_*_*_*_*_*_*_*

سوہنیا شان کمال نے تیریاں زلفاں دے

سوہنیا شان کمال نے تیریاں زلفاں دے
قیدی حسن جمال نے تیریاں زلفاں دے

پڑھئیے جدوں درود تے زلفاں جھوم دیاں
سوہنیا عجب کمال نے تیریاں زلفاں دے

حال اونہاں دا وکھرا سارے جگ نالوں
جیڑے واقف حال نے تیریاں زلفاں دے

جدوی میں قرآن دے ورکے پھولنا واں
کھل جاندے احوال نے تیریاں زلفاں دے

اج صدقہ دے سانوں وی شہزادیاں دا
کھیڈے جیڑے نال نے تیریاں زلفاں دے

اجمل مینوں ناز بڑا اے بختاں تے
میرے گھر وی وال نے تیریاں زلفاں دے

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!   صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

--*-*-*-*-*-*-*

اِخْتِتامِیَہ

آج 26رمضان المبارک 1444ھجری 17اپریل 2023 بروز پیر شریف کو میری یہ کتاب مکمل ہوئی۔اللہ پاک اسے میرے، میرے والدین وخاندان کے لئے ذریعہ نجات بنائے، دنیاو آخرت میں موئے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے فیض یاب فرمائے۔اس کتاب کی تکمیل میں جن جن حضرات نے جس طرح بھی تعاون فرمایا اللہ پاک انہیں اس کی بہتر جزاعطا فرمائے، یااللہ پاک اس کتاب میں تعاون کرنے والوں کو ایسی سعادت دے کہ وہ قبر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے موئے مبارک کے ساتھ رہیں۔اس کتاب کا یہ پہلا ایڈیشن ہے۔آپ سے درخواست ہے کہ اپنے تاثرات سے ضرور آگاہ فرمایئے گا تاکہ آنے والے ایڈیشن میں مزید بہتری لائی جاسکے۔

اس کتاب میں جو خوبیاں ہیں یقیناً اللہ پاک کی توفیق،اس کے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عطا، اولیائے کرام کی عنایت اور امیر اہلسنت حضرت علامہ مولینا محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ کی شفقتوں کا نتیجہ ہے اور خامیوں میں میری غیر ارادی کوتاہی کا دخل ہے۔اللہ پاک کی بارگاہِ بے کس پناہ میں دعاہے کہ اس کتاب کو مسلمانوں کے لئے نافع بنائے اور مولف کے لئے ذریعہ نجات بنائے۔آمین بِجاہِ خاتَمِ النَّبِیّٖن صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

محمد ندیم رضا عطّاری مدنی

Nadeemraza25261@gmail.com

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

*_*_*_*_*_*_*_*_*

موئے مبارک کی تعظیم فرض ہے:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:
آیات و احادیث کے نقوش (یعنی صفحے پر دکھنے والے الفاظ)
کی جیسی تعظیم فرض ہے، یونہی حضورِ پرنور ﷺ کی رِدا (چادر) و قمیص
خصوصاً ناخن و موئے مبارک (کی تعظیم بھی فرض ہے)۔
(فتاویٰ رضویہ، جلد 9، ص 119)